استقبال امام زمانہ ع
اور
ہماری ذمہ داریاں
گفتار و سخن
علامہ صادق حسن (کراچی)
مؤلف
رائے افتخار حیدر کھرل
ایم اے
دُعا
میرے مولا! تو مجھ کو جزا بخش دے ۔۔۔ میرے نوکِ قلم کو عزا بخش دے
جو مہکتی رہے ذکر شبیرؑ سے ۔۔۔ میرے آنگن کو ایسی فضا بخش دے
میرے ہر اک جواں کو جری فکر دے ۔۔۔ اور امام زمانؑ کی رضا بخش دے
ہم گناہ گار ہیں ہم خطا کار ہیں ۔۔۔ بابِ توبہ پہ ہم کو نوا بخش دے
ہے کڑی رہ گذر، پھر کٹھن دور ہے ۔۔۔ اہلِ عرفان کو چشمِ ضیاء بخش دے
نور قلب نظر ہو طویل عمر بھر ۔۔۔ اور مؤدت آلِ عباؑ بخش دے
بزم عالم میں پھر نور ہی نور ہو ۔۔۔ اہلِ ایماں کو شرفِ دُعا بخش دے
جو بھی بیمار ہے بزمِ شبیرؑ میں ۔۔۔ اس کو عابدؑ کے صدقے شفا بخش دے
میں مروں ذکر شبیرؑ کرتے ہوئے ۔۔۔ میری سوچِ رواں کو بقا بخش دے
جب بدن پہ سجے کربلا کا کفن ۔۔۔ جسدِ خاکی کو خاکِ شفا بخش دے
حرف آخر نہیں مدعا ہے مگر ۔۔۔ اہل علم و ہنر کو ضیاء بخش دے
تیرے در سے فدا کچھ نہیں مانگتا ۔۔۔ بزمِ عالم کو بزمِ عزا بخش دے
(شاعر سید فدا حسنین شیرازی)
حقیقی اسلام اور تخلیقی اسلام
گفتار و سخن
مؤلف
علامہ صادق حسن
رائے افتخار حیدر کھرل
تاریخ علماء حالاتِ زندگی علماء قدیم
گفتار و سخن
مؤلف
علامہ صادق حسن
رائے افتخار حیدر کھرل

یاس و ناامیدی میں کوتاہی ہے

# استقبال امام زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں

گفتار سخن

علامہ صادق حسن آف کراچی

مؤلف:

رائے افتخار حیدر (ایم۔اے)

رزق حلال کی اہمیت

# مشخصات کتب

گفتار و سخن: علامہ صادق حسن آف کراچی

مئولف: رائے افتخار حیدر کھرل

نظر ثانی: مولانا ارتضی عباس

کمپوزنگ: سید ظفر حسین نقوی

پروف ریڈنگ: محمد وزیر بنگش آف ہنگو

ڈیزائنگ: سید فدا حسین شیرازی

اشاعت اول :: جنوری 2006

اشاعت دوم :: ستمبر 2007

ہدیہ :: 260

ناشر ::



پرنٹنگ: ناصر عباس (جھرولہ) سرگودھا





## فہرست

# عرض ناشر

**﴿من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ﴾**

جس نے اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل نہ کی وہ جاہلیت کی موت مرا

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت ہو جس کی نگاہ زلزلہ عالم افکار

موجودہ دور کے حالات مسلمان ملکوں کی نا اتفاقی کل دنیا میں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام، معاشی بدحالی، بلکتی، سسکتی انسانیت دو گروپوں میں کل دنیا کی تقسیم ۔ ایک وہ گروہ جو غیر اسلامی ہے اور ایک وہ گروہ جو عالم اسلام سے تعلق رکھتا ہے جو پارہ پارہ ہے۔ کل کرہ ارض پر ایک غیر اسلامی گروہ کا تسلط جو اپنی بات جیسی بھی ہو اپنی طاقت کے بل بوتے پر دوسرے ممالک سے منوا رہا ہے۔ اپنی چودھراہٹ کو کل دنیا پر مسلط کیے ہوئے ہے اپنے مدمقابل روس جیسے ملک کو ختم کر کے اپنا لوہا کل عالم سے منوا رہا ہے دولت اس ملک کو دیتا ہے اسلحہ اور غلہ کا ذخیرہ اس کے لیے ہے جو اس کا ہمنوا ہے۔ مکر و فریب کا جال اس کا ہر طرف پھیلا ہوا ہے نام امن کا اور کام دوسروں کی تباہی اور بربادی۔ ہر شخص پریشان، امن و سکون نام کی کوئی شئے باقی نہیں جب ایسے حالات سے دنیا دوچار ہے تو ہر مذہب والا اس آسمانی طاقت کے آنے کا انتظار کر رہا ہے جو آ کر انسانیت کو ان آلام و مصائب سے نجات دلائے ۔ دنیائے اسلام بھی اس نجات دلانے والی بزرگ ہستی جس

کا نام امام مہدی آخرالزمان ہے کی آمد کی منتظر ہے تاکہ اس پرفریب طاقت سے چھٹکارا دلائے۔ اس بزرگ و برتر کی حکمرانی کی دعائیں مانگی جارہی ہیں اس کے ظہور سے متعلق کبھی پیشگوئیاں پڑھی جارہی ہیں، کبھی ان احادیث اور روایات کا مطالعہ کیا جارہا ہے کہ ظہورِ امام عالی مقامؑ کب متوقع ہے۔ ان روایات اور احادیث میں جو علامات ظہور امام مہدیؑ بیان کی گئیں ہیں وہ تمام علامات ماسوائے حتمی چند علامات کے قریب قریب سب پوری ہو چکی ہیں یا ہو رہی ہیں. میں خدائے بزرگ و برتر کا انتہائی خلوص قلب سے شکرگزار ہوں اور حضرت حجت علیہ السلام کی نظر کرم کا تہہ دل سے متشکر ہوں۔ اور دعا گو ہو کہ اس حقیر مگر پرخلوص کاوش کا نذرانہ بارگاہ شہنشاہ عالم امام آخرالزمان علیہ السلام قبول فرمائیں۔ ہزاروں درود و سلام اس محسن انسانیت، آفتاب رسالت اور ان کے درخشندہ ستاروں پر جنہوں نے ہمیں بھیانک تاریکیوں میں راستہ دکھایا اور فرمایا کہ اے ایمان والو ان مصائب و آلام سے گھبرانا نہیں بس حکم الٰہی کی دیر ہے تم ظہور حضرت حجت علیہ السلام کی آواز پر کان لگائے رکھنا جو قریب تر ہے۔

اے عسکریؑ کے لال کیوں جلوہ دیکھلاتے نہیں　　پردہ نشیں ہے کیا کیوں سامنے آتے نہیں
چاند پہلی کا بڑی مشکل سے نظر آتا ہے حضور　　چودھویں کے چاند ہو پھر بھی نظر آتے نہیں

ناشر

ایم اے گرائمر ماڈل ھائی سکول 240 موڑ جڑانوالہ ضلع فیصل آباد





# اظہار تشکر

کسی بھی انسان کی زندگی کی قدر و قیمت کا دارومدار اس پر ہے کہ
وہ اپنی قوم و ملت کو اپنی زندگی وجود اور فکر سے کیا کچھ دینا ہے۔

ہم ان تمام احباب کے تہہ دل سے مشکور ہیں کہ جن کی مشترکہ کاوشوں سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ خاص طور پر جناب محمد افضل جعفری حاجی محمد افضل رائے ظفر اقبال فلک شیر رائے احسان حیدر شگفتہ بن میاں غلام شیر رخسانہ بن سید خادم حسین ہما بلقیس کے شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے دامے درمے سخنے اس عظیم کاوش میں مدد فرمائی خداوند عالم بحق جناب سیدة سلام اللہ علیہا ان کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اور ان احباب کو دنیا و آخرت میں ہر قسم کے مصائب و مشکلات سے محفوظ فرمائے اور ان کے رزق میں خیر و برکت نازل فرمائے۔

آخر میں قارئین کی خدمت میں التماس ہے کہ تمام مومنین مرحومین تمام مومنات مرحومات بالاخص　چوہدری افتخار علی باجوہ ولد چوہدری مظفر علی باجوہ ماسٹر رائے منیر احمد　رائے امیر علی　سید اسرار حسین زیدی　سیدہ نشاط انجم زیدی کے ایصال ثواب و بلندی درجات کے لئے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ تلاوت فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا. وَمَا کُنَّ لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہ. لَقَدْ جَاءَ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَق. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن وَ اَشْرَفِ الاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْن سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِ ذُنُوْبِنَا وَطَبِیْبِ قُلُوْبِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مُقْتَدَانَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّد ؐ(درود) وَعِتْرَتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْن وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ کِتَابِہِ الْحَکِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.





بسم اللہ الرحمن الرحیم

## استقبال امام زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم. و نریدانمن علیٰ الذین استضعفوا علی الارض و نجعلھم الأئمة و نجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنو ھُما منھن کالوا تحضرُون.

انتخاب زوجہ کیسا ہونا چاہیے:

لا تنکح المراۃ لاربعة. لجمالھا و لکما لھا و لنصبھا والالما لھا۔ عورت سے نکاح نہ کرو۔ نہ اسکی حسن اور خوبصورتی کیلئے نہ اس سے لذت کیلئے نہ اس کے خاندان کیوجہ سے نہ اسکے مال کیلئے،

**بل خعلتک بذات الدین پس** دیندار عورت کا انتخاب کرو۔ ایک حدیث میں آیا کہ خاندان اچھا ہو۔ ایک میں آیا کہ نہیں خاندان کو نہ دیکھو بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مسئلہ اتنا مشکل ہیں مسئلہ صرف یہ ہے کہ ایک طرف خاندانی عورت ہے۔ لکھ پتیوں کا خاندان ہے یا مشہور خاندان ہے مگر وہ عورت

دیندار نہیں۔ جبکہ دوسری طرف ایک دیندار عورت ہے جس کا خاندان کوئی اتنا بڑا نہیں۔ معمولی سا خاندان ہے۔ ان دونوں میں انتخاب کوئی ایک کرنا ہے تو بڑا خاندان ہونے کیوجہ سے بے دین کو نہ لو۔ بلکہ دیندار کا انتخاب کرو۔ لیکن فرض کریں کہ دو رشتے ہیں۔ دونوں دیندار ہیں۔ مگر خاندان بھی اچھا ہے جبکہ دوسری کا خاندان برا ہے۔ اب شریعت بھی کہتی ہے کہ اچھے خاندان والے کو لو۔ اس طریقے سے فرض کیجئے کہ مال یا حسن کا مسئلہ ہے وہاں دین بھی ہے جبکہ دوسری جگہ دین بھی نہیں۔ شریعت بھی کہتی ہے دین اگر ہے اور کوئی اور خوبی بھی ہے تو بہت اچھا ہے اس کا انتخاب کرلو۔ ہاں اگر ایک طرف صرف خاندان یا صرف مال یا صرف حسن ہو یا یہ تینوں اکٹھی موجود ہوں لیکن دین دوسری طرف یعنی دوسرے رشتے میں ہو لیکن جمال نہ ہو تو دین والے رشتہ کو اسلام نے ترجیح دی ہے۔ اگر دین کیساتھ خاندان بھی ہے مال و جمال بھی تو اس کا انتخاب کوئی بری چیز نہیں۔

## مسائل پردہ:

اگر گھر ایک ہی ہے دیور بھی رہتے ہیں تو بھی پردہ واجب ہے لیکن پردے کا مقصد برقہ یا چادر نہیں۔ اگر برقے اور چادر کیساتھ پردہ کرنا مشکل ہوتا ہے تو عورت کو اجازت ہے کہ ایسا لباس پہنے جو اسکے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اس کا جسم چھپا دے۔ صرف چہرے کا سامنے والا حصہ اور





ہتھیلی کھلی رہے۔ ایسے لباس میں چاہے برقہ نہ ہو۔ چادر نہ ہو۔ اپنے آپ کور رکھے۔ یہ بھی پردہ ہے شرط یہی ہے کہ لباس بہت زیادہ tight چست نہیں ہونا چاہئے اور بہت زیادہ پرکشش اور attractive نہ ہو۔ بال چھپانے کیلئے مقنعہ یا scart یا رومال یا دوپٹے کو صحیح اوڑھا جائے تو صحیح ہے۔ ہاتھوں کو البتہ چھپانا نا محرم کے سامنے واجب ہے۔ لیکن نماز کی حالت میں پردے کا مسئلہ الگ ہے۔ چاہے کہ محرم دیکھنے والا ہو یا نہ ہو۔ عورت گھر میں بالکل اکیلی ہے بجلی گئی ہوئی ہے کمرہ بند ہے اندھیرے کے عالم میں نماز پڑھ رہی ہے۔ تب بھی عورت کیلئے واجب ہے کہ اپنے پورے جسم کو چھپائے سوائے چہرے کے سامنے کے حصے، سوائے دونوں ہتھیلیوں اور سوائے دونوں پاؤں کے۔ خاص طور پر کلائیوں کے آگے تک اس کا لباس یا چادر ضرور ہونا چاہئے اور اگر کسی کو مسئلہ کا پتا نہیں اور وہ اس طرح نماز پڑھ رہی ہے جیسے ہماری عام عورتیں کہ دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے جو کہنی تک یا کہنی سے ذرا نیچے رہتا ہے یا چادر ہے لیکن قنوت میں چادر کلائیوں سے نیچے اتر آتی ہے یا آستینیں ہیں مگر قنوت کی حالت میں آستینیں نیچے ہو جاتی ہیں چاہے مسئلہ کا پتا نہ بھی ہو تب بھی نماز باطل اور غلط ہے۔ اور عورت گناہگار بھی ہے۔ تو نماز کے اندر مسئلہ الگ ہے اور عام پردے کا الگ۔

**اولاد کیلئے رزق حلال کی فراہمی اور گانے سے بچاؤ سے متعلقہ سوال::**

سائل کا سوال یہ کہ اپنے بیٹے کے حلق کو محفوظ رکھنا ہے کسی حرام غذا سے بیٹے سے مراد اولاد۔ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنا ہے گانے کی آواز سے۔ اب یہی بات اپنی جگہ صحیح لیکن ہم اپنی حد تک پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو رزق حلال کھلائیں۔ ہم نے تو محنت ومشقت سے رزق حلال حاصل کیا۔ لیکن فرض کریں ہمارے پاس جہاں سے وہ رزق حرام آیا تھا ہمیں پتہ نہیں تھا ہم نے پوری محنت کے ساتھ کام کیا ایک دفتر میں مالک سے جو تنخواہ ملی وہ ہمیں رزق حرام سے ملی مثلا! سود سے؛ حاصل کیا ہوا پیسہ دیا۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں شریعت تو کہتی ہے کہ جب معلوم نہ ہو تو ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم تنخواہ لے کر آئے اور اس سے اپنے بیٹے کو کھانا تیار کر کے کھلایا۔ اب رزق حرام کا تو نقصان ہوتا ہے۔ اب یہ بھی ایک طریقے سے ہمارے بیٹے کے پیٹ میں رزق حرام پہنچا لیکن ہمیں پتہ نہیں تھا۔ تو پھر بات وہی ہوئی کہ بیٹے کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ تو ہم بیوقوف بن کر کیوں رزق حلال اور حرام کے چکر میں پڑے رہیں۔ یا یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ کان میں گانے کی آواز جو جائے گی تو اس کا اپنا شیطانی اثر ہوگا۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو جب ہم نے بڑی پابندی کی کہ ہمارے گھر میں tape recorder اور Tv گانے کیلئے استعمال نہ کیا جائے مگر ہم اپنے بچے کو الماری میں بند کر کے تو نہیں رکھیں گے۔ پڑوسیوں کے گھروں





سے گانے کی صدائیں بلند ہوتی ہیں بسوں اور ویگنوں میں گانے لگے رہتے ہیں بازار میں اسکے کان میں گانوں کی آوازیں پڑ رہی ہیں۔ اب آواز گانے کی ہم پہنچائیں تب بھی نقصان ہے اور خود بخود آ جائے تب بھی نقصان۔ جیسے زہر کا نقصان ہے چاہے جان بوجھ کر کھائیں یا بھول کر۔ یہ تو پتہ چلا کہ ہمارا بیٹا کبھی صحیح ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم اپنے گھر میں اسے بچا سکتے ہیں دنیا بھر سے تو اسے نہیں بچا سکتے۔ ہم اپنی طرف سے تو رزق حلال کھلائیں گے مگر جو ہمارے پاس آ رہا ہے اسکی اہلیت کا کیا پتا یا جو باہر ہے وہ جا کر کھا رہا ہے اس کا کیا پتا تو اس کا کیا حل ہے؟ دیکھئے یہ جو آپ کو معیار بتایا جا رہا ہے کہ ایسی آواز کان میں نہ پڑنے پائے اور ایسا لقمہ اسکے پیٹ میں نہ جانے پائے اس میعار پر اگر صحیح معنوں میں کسی بچے کی تربیت کر دی جائے تو وہ معصوم نہیں تو معصوم کے قریب ہو جائے گا۔ پروردگار عالم کو معلوم بھی ہے کہ ہمارے لئے یہ ناممکن ہے اور نہ ہی وہ ذات ہم سے یہ توقع اور تقاضہ کر رہی ہے کہ اپنے بچے کو اتنا بلند معیار پر لے جاؤ ہمیں حکم دیا گیا کہ ظاہری اعتبار سے تم اپنے بیٹے کو جتنا بچا سکتے ہو بچاؤ۔ اب اس کے بعد جہاں جہاں لاعلمی میں کوئی گناہ کی چیز داخل ہو رہی ہے اس کے نتیجے میں اس تربیت پر فرق تو پڑے گا لیکن اگر اتنی احتیاط کر رہے ہو تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ بچہ پہلے معصوم بن جاتا اب معصوم سے تھوڑا نیچے آ کر ایک عادل مومن بن جائے گا۔ امام کا دوست بن جائے گا اور اتنا ہی خدا چاہتا ہے۔

## حرام غذا کا اثر، واقعہ علامہ حلی::

علامہ حلی جیسی عظیم شخصیت جن کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ان کا پورا خاندان مجتہدین کا ہے۔ ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے جو بعد میں علم کے اعتبار سے اپنے باپ کے معیار کو پا گیا تھا اور یہ وہی لڑکا ہے جو بارہ سال کی عمر میں مجتہد بن گیا۔ اور کیوں مجتہد نہ بنتا ان کے والد مجتہد ان کے چچا مجتہد۔ ان کے سارے بھائی مجتہد، ان کے نانا مجتہد ان کے دادا مجتہد خاندان میں جہاں دیکھیں ہر آدمی مجتہد ہے۔ جب ایسے ماحول میں بچہ پروان چڑھے گا تو وہ گھر میں مجتہد بن ہی جائے گا یہ تو گھر کی با-- ہوگی۔ اب تربیت بھی اعلیٰ ترین پیمانے پر ہو رہی ہے۔ علامہ حلی جب مجتہد اپنے بیٹے کی تربیت کر رہا ہے۔ بہترین غذا تو بہترین غذا سے مراد یہ ہے کہ سوکھی روٹی ہو لیکن حلال کی۔ اس میں حرام کہیں سے نہ آنے پائے اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ جب یہ مجتہد بن گئے تو ایک دن صاحبان ایمان ان کو لے کر گئے کہ ہم آپ کی مجلس سننا چاہتے ہیں۔ آپ کو جو ممبر پر بٹھایا گیا تھوڑی دیر بیٹھے لیکن زبان نے حرکت ہی نہیں کی۔ ایک بھی جملہ ان کی زبان سے نہیں نکلا۔ اتنا بڑا عالم اتنا بڑا مجتہد اور ایسا بھی نہیں کہ جیسے بعض لوگ ہوتے ہیں کہ علم بہت لیکن بولنے کی صلاحیت نہیں۔ آپ نے سنا نے وہ واقعہ تو سنا ہوگا کہ ایک دفعہ بچپنے میں شرارت کی تو ان کے والد علامہ حلی ان کو سزا دینے کیلئے آپ کے پیچھے دوڑے آگے بیٹا پیچھے باپ ہے۔ بہر حال دوڑتے دوڑتے تھک





گئے علامہ حلی کا ہاتھ ان کے شانے تک پہنچنے والا تھا اور ان کو پکڑنا چاہتے تھے کہ انہوں نے فوراً مشہور آیت سجدہ پڑھ دی کہ جس کے سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اور سجدہ فوراً واجب۔ کیونکہ اس سجدے میں یہ نہیں کہ 10 منٹ یا آدھے گھنٹے کے بعد سجدہ کرلیں گے نابالغ پر سجدہ بھی واجب نہیں۔ نماز بھی واجب نہیں جبکہ والد مجتہد اور بالغ ہیں۔ جیسے ہی آیت سنی تو سجدہ کرنا پڑا۔ اور ایک مرتبہ باپ کے ہاتھ سے بچ کر فرار ہو گئے۔ شرارت بھی مگر ایسی کہ باپ کو بھی ایسا پیار آیا کہ اس کے بعد سزا دینے کی بجائے گلے سے لگا کر بوسہ دیا۔ مگر عرض کرنے کا مقصد یہ کہ ذہانت بھی ہے علم بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے تقریر کرنے کی۔ مگر پھر بھی خاموش بیٹھے ہیں۔ مجمع بڑا حیران و پریشان۔ اتر کر چلے گئے۔ اگلے دن لوگ پھر لے کر آئے مگر پھر نہیں بولا گیا۔ چلے گئے۔ ممبر سے نیچے اترتے ہیں اور گھر چلے جاتے ہیں اور علم کا دریا بہانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اس کا بالکل ابتدائی زمانہ ہے۔ لوگ پریشان ہو کر والد کے پاس آئے۔ کہ آپ بتایئے کہ اس کا سبب کیا ہے۔ انکے والد سمجھ گئے۔ ایک مرتبہ کہا۔ اگر آپ تقریر کروانا چاہتے ہیں تو پہلے انہیں اپنے گھر لے جا کر دعوت کھلاؤ۔ چند دن کا کھانا کھلاؤ پھر ان سے تقریر سنو۔ لوگ لے گئے اور پریشان ہو کر دعوت کی کہ عجیب یہ ایک مصیبت سر پر آن پڑی کہ تقریر سننے گئے تھے اور دعوت گلے پڑ گئی۔ مگر کیا کہا جائے۔ مجتہد کا فرمان ہے خیر 10، 12، 15 دن انھوں نے اپنے

والد کے گھر سے کچھ نہیں کھایا اور محلے والوں کے گھروں میں کھاتے رہے آخر ان لوگوں نے کہا اب آپ تقریر بھی کر دیں چنانچہ ممبر پر آگئے اور علم کا ایک سمندر باٹنے لگے کہ لوگوں کو کچھ ہوش بھی نہ تھا کہ 3،2 گھنٹے گزر گئے اور ہر آدمی لطف کے ساتھ سن رہا ہے۔ حیران و پریشان لوگ نیچے اترے۔ آج کے مومن ہوتے تو فوراً سمجھ جاتے کہ جتنا کھلاؤ پلاؤ گے۔ اتنی اچھی مجلس سننے کو ملے گی۔ مگر صاحبان ایمان مخلص ہے ایک مرتبہ سوچنے لگے کہ سبب کیا ہے۔ ان کے والد کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا مشورہ تھا باپ نے کہا بیٹا یہ لوگ پوچھنے آئے ہیں کہ پہلے دن آپ نے کوئی تقریر نہیں کی۔ لیکن دعوتوں کے بعد بالکل صحیح تقریر کی۔ سبب کیا ہے؟ بیٹے نے کہا! بابا جب پہلے دن میں ممبر پر گیا اور میں نے مجلس شروع کرنا چاہی تھی تو میں نے دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے مگر اس مجمع میں مثلاً پانچ ہزار آدمی ہیں 200 کے درمیان آدمی ہیں۔ ایک یہاں۔ ایک یہاں ایک وہاں۔ باپ نے پوچھا باقی۔ کہا باقی کچھ بھیڑیے کی شکل میں تھے کچھ سور کی شکل میں تھے کچھ مجھے کتے نظر آرہے تھے۔ کچھ بندر تھے کچھ ہاتھی تھے پس میں گھبرا گیا کہ جانوروں کے سامنے بولوں تو کیا بولوں۔ باپ نے کہا کہ اس دفعہ کیا نظر آیا؟ کہا۔ اب جو میں گیا تو مجھے سارے انسان نظر آرہے تھے پس میں نے تقریر کی۔ علامہ حلی مجمع کی جانب مڑے اور کہا۔ بات سمجھ میں آئی۔ لوگوں نے کہا ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی کہا۔ پروردگار عالم کا احسان





ہے میں نے اپنے بیٹے کو ولادت سے اب تک رزق حلال کھلایا ہے۔ اور پاکیزہ غذا کھلانے کی وجہ سے اس کی معصومیت اور روحانیت اس منزل پہ پہنچ گئی تھی کہ اسے انسان اپنی اصلی شکل میں نظر آتے تھے۔ بلکہ ہر انسان کی جو حقیقت ہے وہ نظر آتی ہے۔ مگر جب اس نے تمہارا کھانا کھایا۔ یہ حرام نہیں ہے شریعت میں کیونکہ جس شخص کو معلوم نہیں کہ مالک حلال دے رہا ہے یا حرام جبکہ آپ نے محنت و مشقت کے بعد تنخواہ وصول کی۔ بال کی کھال اتارنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم کسی مومن کے گھر گئے ہیں کہاں سے پیسے لاتا ہے۔ حلال ہے یا حرام۔ ہمارے لئے اس بحث میں پڑنا ہی غلط ہے۔ جیسا وہ دیتا ہے چونکہ مومنؑ ہے حسن ظن رکھ کر کھالو۔ یہ شریعت نے ہماری ذمہ داری رکھی ہے تو وہ علامہ حلی فرماتے ہیں کہ جب میرے بیٹے نے تمہاری غذا کھائی۔ جو حلال و حرام مخلوط بھی ہو سکتی ہے۔ تو اب اس سے وہ صلاحیت جاتی رہی اب اسے حقیقت انسان نظر نہیں آتا بلکہ ظاہری انسانی چہرہ نظر آتا ہے اگر ہم واقعاً اس معیار پر اپنی اولاد کی غذا کا خیال رکھیں کہ کوئی حرام منہ میں نہ جائے تو واقعاً ہمارے بیٹے معصوم تو نہیں بن سکتے مگر شبیہ معصوم بن جاتے ہیں کوئی شک نہیں جناب عباسؑ اور جناب علی اکبرؑ کی پرورش کس ماحول میں ہوئی معصوم نہیں ہیں معصوم ہمارے ہاں صرف چودہ ہیں۔ لیکن جناب زینبؑ بی بی ام کلثومؑ اگر معصوم نہیں تو شبیہہ معصوم ضرور ہیں۔ کیونکہ جس ماحول میں تربیت پائی ہے اس میں عصمت کے قریب قریب پہنچ گئے۔

**شیطان کو تکلیف دینے والا عمل::**

اگر ہم صرف اتنی احتیاط کر لیں جتنی اسلام کہتا ہے۔ یہ گانا حرام ہے لیکن اگر خود بخود آواز کان میں جا پڑے بچ نہیں سکتے تو وہ تمہارے لئے گناہ نہیں اتنی پابندی کر لیں تو ہمارا خاندان اس معیار پر پہنچ جائے گا۔ ہم امام کا استقبال کرنے والوں میں ہونگے ہاں اس سے اونچے معیار پر کوئی تربیت کرے تو ٹھیک ہے جیسے علامہ حلی نے اپنے بیٹے کی کی۔ ایک روایت سناتا چلوں کہ جب رسولؐ نے شیطان سے بہت سوالات کیئے تو ایک سوال یہ بھی تھا کہ اے شیطان یہ بتاؤ تمہیں میری امت کا وہ کونسا عمل ہے جس سے تم تکلیف محسوس کرتے ہو۔۔ ذرا آپ سوچیں کہ شیطان کے لیے تکلیف دہ اور گھبراہٹ پیدا کرنیوالا عمل کون سا ہے۔ وہ عمل بچوں کی نماز اور بچوں کا روزہ ہے۔ ہمارا یہاں جو سب سے غیر اہم عمل ہے اور جسے سب سے زیادہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے بچوں کو بعض اوقات دھکا دے کر صفوں سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ اگلا سوال پیغمبرؐ نے یہ کیا کہ یہ بتاؤ کہ وہ کونسا مومن ہے کہ جس پر تمہارا بس نہیں چل سکتا ہے۔ شیطان نے جواب دیا میرا مسجد میں بیٹھنے والا مومن پر بس نہیں چل سکتا۔ شیطان نے اپنے جواب میں مسجد میں بیٹھنے والا مومن نہیں بتایا۔ اب کیا جواب دیتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ فقط وہ مومن جو اپنی آنکھ پر اتنا قابو رکھتا ہے کہ کسی نامحرم پر اسکی آنکھ نہ پڑے۔ یہ وہ مومن ہے جس پر میرا بس نہیں چلتا۔ نمازی کا ذکر، نہ روزے





دار کا، نہ حاجی کا ذکر، تذکرہ کیا شیطان نے تو ایسی چیز کا جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔ لیکن ہمارے یہاں یہ گناہ حد سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔

**نگاہ لذت کا گناہ:**

ایک طرف یہ تصور ذہنوں میں آ گیا کہ ہمارے ماحول میں آج کل دین کا بڑا چرچا ہے۔ ہم لوگ آجکل دیندار ہو گئے ہیں۔ مگر دوسری جانب دیکھئے کتنی کثرت کیساتھ گناہ پھیل رہا ہے۔ VCP یا VCR پر ہندوستانی فلمیں دیکھنا۔ مگر اب اس جدید سائنس نے ایک اور فائدہ پہنچایا وہاں دوسری طرف lead کے زریعے سے cable کے ذریعے سے روزانہ یا ماہانہ rouy krty payment جیسا آپ کا agreement oy بہر حال میں تفصیل اس لئے نہیں بتا رہا کہ جنکو نہیں معلوم انکو بھی پتہ چل جائے گا۔ ہر شخص کو جاننا چاہئے کہ اسلام نے اس قسم کی فلموں کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے۔

پیغمبرؐ کی روایت ہے کہ روز قیامت ایک مومن یا مومنہ کو اس طرح لایا جائے گا کہ دو تیر ایک آگ کا بنا ہوا اور ایک لوہے کا بنا ہوا چاہے مرد ہو یا عورت ہر ایک کیلئے ہے۔ جسے ہمارا ماحول اور معاشرہ یہ کہتا ہے کہ ترقی کا مطلب یہ ہے کہ عورت اور مرد دوش بدوش چلیں جب کہ شریعت کہتی ہے ترقی کو چھوڑیں حالت نماز میں خدا کو پسند نہیں کہ عورت و مرد دوش بدوش خدا کے سامنے آئیں۔ اکثر

مراجع کا فتویٰ بھی یہ ہے کہ نماز باطل ہے۔ بہر حال اب میدان قیامت میں عورتیں بھی آئیں گی اور مرد بھی اور ان کے لئے پروردگار نے یہ دو تیر تیار کیے ہیں۔ میدان قیامت کا دن مقدار پچاس ہزار سال تو کم از کم میدان قیامت میں رہنا ہے۔ یہ تیر اس لئے ہیں اگر مومن یا مومنہ کی ایک آنکھ میں مسلسل آگ کا تیر پھینکا جائے اور دوسری آنکھ میں مسلسل آگ کا تیر پھینکا جائے۔ کمان سے تیر نکلا۔ پوری طاقت کیساتھ چلا۔ ایک مرتبہ ایک آنکھ میں لوہے کا تیر داخل ہوا۔ مومن تکلیف کی شدت سے تڑپا۔ ابھی چیخ رہا ہے کہ دوسری کمان سے آگ کا تیر نکلا اور دوسری آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ روایت یہ ہے کہ میدان قیامت میں مسلسل عمل جاری رہے گا تھوڑی دیر کے بعد حکم پروردگار سے تیروں کو نکالا گیا۔ آنکھیں صحیح ہو گئیں اور ایک مرتبہ پھر یہ عمل شروع ہوا۔ پچاس ہزار سال تک، غالبًا ایک معمولی سوئی بھی آنکھ میں نہیں چبھو سکتا ہے۔ تکلیف کی شدت سے تڑپ اٹھے اللہ کے رسولؐ اس کا قصور کیا ہے۔ پیغمبرؐ کا جواب یہی ہے کہ یہ آخری زمانے کے وہ مومن ہیں کہ جو اس چیز کی پرواہ ہی نہیں کریں گے کہ ان کی آنکھ جس پر پڑ رہی ہے یہ حرام چیز ہے یا حلال چیز ہے۔ یہ آخری زمانے کے وہ مومن و مومنات ہیں جو آخری زمانے میں وہ منظر دیکھیں گے کہ اپنی آنکھوں کی مدد سے کہ جو خدا نے حرام کئے ہیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ فقہ کا مسئلہ صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ اسے جائز اور صحیح بھی خیال کرتے ہیں اور بہت





احتیاط کرنیوالے ہیں۔ اسلام میں ہر وہ چیز حرام ہے کہ جو انسان کے chractor کو یعنی اخلاق کو خراب کرنیوالی ہو فقط گانے کیوجہ سے فلمیں حرام نہیں ہیں فقط عورتوں اور مردوں کے ان بے ہودہ مناظر کی وجہ سے فلمیں حرام نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا سبب۔ یہ نہیں کہا جا رہا کہ Tv حرام۔ Vcr حرام یہ نہیں کہا جا رہا کہ ہر فلم حرام ۔ بات ہو رہی ہے Indian Films انڈین فلموں کی۔ یہ اصول یاد رکھئے کہ خمس واجب ہے ہر اس مال پر جو آپ کے سال بعد تک موجود اور ہر اس پیسے پر جو آپ نے حرام میں خرچ کر دیا۔ خمس نکالنے والا مومن بھی اس غلطی کیوجہ سے امام کا حق کھانیوالا بن جاتا ہے۔ باقاعدگی سے خمس نکال رہا ہوں۔ یہ عبادت تو میں کر رہا ہوں، فلمیں دیکھتا ہوں وہ میرا دل چاہتا ہے۔ خمس نکال رہا ہوں، فلمیں دیکھتا ہوں وہ مجھ پر واجب۔ تاکہ میں امام۔ ملائکہ اور خدا کی لعنت سے بچ جاؤں خمس فقط پیسے پر نہیں جو آپ کے پاس فقط cash ہے، اس پر تو یقینی ہے۔ اس پیسے پر جو آپ نے کسی حرام کام میں استعمال کر دیا۔ داڑھی منڈوانے کا پیسہ حرام، جتنا خرچ آیا اس پر خمس دینا پڑے گا۔ اس طرح بری فلمیں دیکھنا حرام، سال بھر ان فلموں پر خرچ کیا اس کا خمس بھی ہم کو دینا ہے۔ الغرض حرام پر حرام ہوتا چلا جائے گا۔ اور یہ غلطی تو اکثر لوگ کر لیتے ہیں۔

کیونکہ اکثر گھرانوں میں اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ شب جمعہ نہ صحیح تو جب

خاندان میں کسی کی شادی ہے، لڑکیاں بور ہو رہی ہیں۔ اس کا بہترین طریقہ یہی نکالا جاتا ہے کہ چند دنوں کیلئے مستقل vcr کرایہ پر لے آئے اور جا کر ایک بڑا سا bundle اٹھا لائے جس میں ہر قسم کی آپ کو فلمیں مل جائیں اور اس کے باقاعدگی سے اس کو دیکھا جائے۔ اب جو گناہ ہم کر رہے ہیں وہ اپنے مقام پر۔ مگر چھوٹا بچہ جو اس جگہ موجود ہے وہ بچہ بھی ایک ہفتے کا ہے؛ ایک مہینہ کا ہے ایک سال کا ہے۔ وہ جو ماں کی گود میں ہے۔ وہ جو بہن کی آغوش میں ہے اور فلم دیکھتا ہے اس کی آنکھیں جب ان مناظر کو دیکھ رہی ہیں تو یاد رکھیئے کہ ہم اپنے خاندانوں میں دشمن امام پیدا کرتے جا رہے ہیں شیطان کو اطمینان ہوتا جا رہا ہے کہ اسکے باپ نے اسے جو مناظر دکھا دکھا کر ایسا بنا دیا کہ اب یہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہیں نہیں جا سکتا یعنی کسی نامحرم کو دیکھ کر آنکھیں جھکا لینے والا مومن نہیں بن سکتا ور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جب امام ہم سے تقاضہ کر رہے ہے کہ اپنی اولاد کو ایسی تربیت دو تو یقیناً امام کے گھر کی اولاد ہو گی وہ ہمیں اس مقام پر پورا اترتا نظر آئے گی۔ کہ شرافت کے کس عظیم مقام پر ہیں حسینؑ کے بچے کس عظیم منزل پر ہیں۔

مصائب سکینہؑ کی پیاس::

ہمارے علماء اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حسینؑ بھوکے بھی ہیں اور پیاسے بھی اہل حرم بھوکے بھی ہیں اور پیاسے بھی۔ اور کردار کی بلندی دیکھیئے مگر حسینؑ کے لشکر





نے؛ پانی کا ہمیشہ سوال کیا ہے بھوک کی کوئی شکایت نہیں کی کیونکہ پانی کا سوال کرنا شرافت انسانی کے خلاف نہیں جبکہ کھانے کا سوال کرنا شرافت انسانی کے خلاف ہے چلتے چلتے راستے میں پیاس کی شدت ہو تو انسان کسی کے بھی دروازے پر دستک دے کر پانی مانگ سکتا ہے۔ کوئی اسے خلاف شرافت اور خلاف مروت کام نہیں کہے گا۔ لیں بھوک کی حالت میں بھی کسی سے کھانے کا سوال کیا جائے تو یہ شرافت کے خلاف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن کربلا والوں نے بھوک و پیاس کی حالت میں بھی کردار کی بلندیوں کو برقرار رکھا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ پھر بھی اس پانی کا سوال نہیں کیا جو یزید کی فوج نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ وہ جو اللہ کی نہر اور اللہ کا دریا بہ رہا ہے جس پر تمام انسانوں کا برابر حق ہے۔ اس پانی کا سوال کیا جا رہا ہے۔ یعنی ایک انسانی حق کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اور کئی انداز اور کئی طریقوں سے پانی مانگا ہر وہ طریقہ اختیار کیا کہ کہیں بعد میں دنیا نہ کہے کہ پانی نہ مانگا کہ اے فوج یزید ایک دن ہم نے تمہیں پانی پلایا تھا اسی کے بدلے ہمیں پانی دے دو۔ یہاں تک کہ اصغرؑ کو لا کر پانی کا سوال کیا مگر کبھی بھولے سے بھی اپنا احسان یاد نہ دلایا۔ میں بزرگوں اور جوانوں کی بات نہیں کر رہا بچوں کی بات ہو رہی ہے۔ بچے اپنی معصومیت میں کیا کچھ نہیں کہتے۔ مگر کربلا کے پورے واقعہ میں مجھے کہیں دکھا دو۔ ہر ننھا بچہ پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ العطش العطش کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ بار بار پانی مانگا

جا رہا ہے۔ عباسؑ کے دامن کو آ کر پکڑا جا رہا ہے۔ کسی ضعیف سے ضعیف روایت میں مجھے یہ نظر نہیں آیا کہ کربلا کے کسی بچے نے بھی یہ کہا ہو کہ پھوپھی اماں یہ ہمارے کیسے دشمن ہیں ہم نے انہیں پانی پلایا اور یہ ہم کو پیاسا رکھ رہے ہیں۔ کسی بچے تک نے یہ نہیں کہا کہ چچا یہ ہمارے کیسے مخالف ہیں ہم نے راستے میں انکے گھوڑوں تک کو پانی پلایا اور آج ہمارا بھیا اصغرؑ پیاسا تڑپ رہا ہے۔ پوری تاریخ کربلا میں دیکھ لیں، دو سال کا بچہ، چار سال کا بچہ، چھ سال کی بچی، مگر شرافت کی کس منزل پر ہیں۔ کیسی بہترین تربیت کی گئی ہے۔ اور کردار کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ چار سالہ جو بچہ ہے نہ اس کے اپنے نفس کو کنڑول کرنے کی طاقت ہے مگر دیکھئے کس انداز سے اپنے آپ پر قابو ہے کہ جب چلتے چلتے یہ قافلہ بازار کوفہ میں روکا گیا تا کہ دیکھنے والے رسولؐ کی بیٹیوں کا تماشا اچھی طرح سے دیکھیں اور عین اسوقت ننھی سکینہ بی بی زینبؑ سے لپٹ کر کہتی ہے پھوپھی اماں گرمی کتنی شدید ہے۔ دھوپ کتنی سخت ہے۔ میری پیاس بڑھ چکی ہے۔ کیا یہاں بھی مجھے پانی نہیں مل سکتا اور ایک مرتبہ ام حبیبہ جنکے مکان کے قریب یہ اونٹ رکا ہے۔ یہ جملہ سنتے ہی دوڑ کہ جاتی ہے۔ ارے اتنی چھوٹی بچی اور اتنی پیاسی ہے کہ بازار کے اندر پانی کا سوال کر رہی ہے۔ ام حبیبہ پانی کا کوزلے کر آتی ہیں سکینہ کو کوزہ دیا جاتا ہے۔ پانی کا کوزہ لیا پیاسے کے ہاتھ میں پانی آ جائے، ہونٹوں کے قریب پانی آ جائے





پیاس اور بڑھتی ہے۔ مگر ایک جملہ سنا تھا کہ سکینہ نے ایک مرتبہ اپنے ہونٹوں سے کوزہ لگا کر الگ کر لیا۔ ام حبیبہ کہتی ہیں اے بچی میں تیری حالت دیکھ رہی ہوں۔ میں نے سنا ہے خدا یتیموں اور قیدیوں کی دعا جلدی قبول کرتا ہے پانی پینے کے بعد میرے لئے دعا کرنا۔ سکینہؑ نے ہونٹوں سے پانی کا پیالہ دور کر دیا کہا۔۔ مسلم نے شریعت کی خاطر حکم خدا کی خاطر پیالے کو ہونٹوں سے الگ کر دیا۔ فرات کے دریا میں اتر کر عباسؑ نے پانی کا چلو بھرا ہونٹوں کے قریب لائے مگر ایک مرتبہ پانی پھینک دیا۔ وفا کہہ رہی ہے کہ حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں عباسؑ پانی نہیں پیتے۔ سکینہؑ پانی کے کوزے کو منہ کے قریب لائیں تو ایک مرتبہ ام حبیبہ کا جملہ سنا۔ شرافت کہہ رہی ہے کہ ابھی پانی نہیں پیا جا سکتا۔ شریعت کی پیروی دیکھیں تو اس خاندان میں، وفا کے تقاضوں کی پابندی دیکھیں تو اس خاندان میں شرافت کی بلندی دیکھیں تو اس خاندان میں۔ پہلے سکینہ دعا کرے گی۔ حاجت مند کو خالی ہاتھ لوٹانا یہ اہلبیتؑ کے گھر کا طریقہ نہیں ہے۔ ننھی سکینہؑ دادی فاطمہؑ کی سیرت پر عمل پیرا ہے۔ ایک مرتبہ کہا تیری حاجت کیا ہے؟ پہلی حاجت تو یہ بتائی کہ خدا تیری طرح میرے بچوں کو یتیم و اسیر نہ کرے۔ خدا معلوم سکینہ کیسے ننھے ننھے ہاتھوں کو جوڑا ہوگا اور آسمان کی جانب دیکھا ہوگا۔ خداوند میرے بوڑھے بابا کے کٹے ہوئے سر کا واسطہ خداوند میرے چچا عباس کے قلم شدہ بازوؤں کا واسطہ جس طرح سکینہ یتیم و اسیر ہوئی ہے اس

مومنہ کے بچوں پر یہ مصیبت نہ آنے پائے پوچھا تیری دوسری دعا کیا ہے؟ بس ایک مرتبہ انتہائی خوشی کی حالت میں کہتی ہیں۔ خدا ایک مرتبہ مدینے کی زیارت کا موقع دے تا کہ اپنے آقا اور اپنی شہزادی کی زیارت کروں۔ سکینہؑ تو دعا مانگ رہی ہونگی لیکن اب زینبؑ چونک کر سر اٹھاتی ہیں اے شہر کوفہ میں مدینے کا نام لینے والی کون۔ اے مومنہ مدینے کی زیارت کر کے کیا کرے گی۔ کہا مدینہ میں میرے آقا علیؑ کا شہر ہے میری شہزادی فاطمہؑ کا وطن ہے۔ زینبؑ فرماتی ہیں اب نہ علیؑ ہیں نہ فاطمہؑ۔ ام حبیبہ کہتی ہیں۔ علیؑ کا وارث اور میرا آقا حسین تو ہے۔ فاطمہؑ کی بیٹی اور میری شہزادی زینبؑ تو ہے۔ بس اتنا سننا تھا کہ فرمایا! زینبؑ۔ زینبؑ کو پہچانتی ہو۔ ام حبیبہ فخر سے کہتی ہیں ارے بار بار زیارت کی ہے اپنی شہزادی کو کیوں نہ پہچانوں گی۔ زینبؑ نے دائیں بائیں دیکھا کوئی متوجہ نہ تھا بس بالوں کو تھوڑا سا ہٹایا۔ اے ام حبیبہ! مجھے دیکھو میں ہی زینبؑ ہوں۔





## استقبال امام زمانہ اور ہماری ذمہ درایاں

**امابعد فقد قال اللہ فی کتاب مجید**

**﴿و نرید ان نمن علی الذین اسضیفوا فی الارض و انت خیر الوارثین﴾**

پروردگار عالم تمام ظالموں اور سرکشوں کو تمام گناہگاروں اور باغیوں اور تمام متکبروں اور عاصیوں کو آنے والے انجام سے باخبر کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے فرعون کے ماننے والو اور اسی کے طریقوں پر چلنے والو یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنی ظاہری طاقت سے کام لیتے ہوئے کسی کو کمزور کر دیا ہے تو ہمیشہ یہ معاملہ اس طرح نہیں چلے گا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ جن لوگوں کو اس زمین پر کمزرو بنایا گیا ہم دوبارہ اس زمین پر انہیں طاقت عطا کریں۔ انہیں لوگوں کا ہادی اور امام بنائیں گے اس زمین کا مالک بنائیں گے انہیں اس زمین پر غلبہ اور طاقت دیں گے اور فرعون کے لشکر والوں کو وہ انجام اور نتیجہ دکھائیں گے کہ جس سے وہ لوگ ڈر رہے ہیں مگر ظاہری راویات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق اس دور اور اس زمانے سے ہے کہ جس زمانے میں تمام لوگوں کو فقط اور فقط دین اسلام کی پابندی کیلئے کمزور کیا جار ہا ہے۔ جن کا مذاق اڑایا جار ہا ہے۔ بس اس لیے کہ وہ

شریعت پر عمل کررہے ہیں۔ان تمام لوگوں کو جب طاقت پیدا کرنے والا امام آئے گا اور اس زمانے کے حالات اس آیت میں بیان ہیں۔کہ آنے والا امام تو آ کر ہی رہے گا ہماری ذمہ داریاں بلکہ ہمارے لیے سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہ طے کر کے فیصلہ کریں غور کریں کہ ہمارا شمار کن میں ہونے والا ہے۔اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں اپنے پورے خاندان کے سمیت اور اگر ہمارا خاندان ایسے راستے پر چل رہا ہے جس سے ہمیں یہ امکان نظر آنے لگے کہ یہ امام زمانہؑ کے مخالفوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

### امام زمانہؑ کی سلطنت میں رہنے کی شرائط::

اب مسئلہ یہ ہے کہ خاندان کیسا ہونا چاہیے۔خاندان بناتے وقت پہلی منزل اور پہلا مرحلہ جو ہے اس کو صحیح طور پر طے کیا جائے تو آگے آسانی ہی آسانی ہے راحت ہی راحت ہے آگے ہمارے لیے کام کرنا بہت آسان ہے اور پہلی منزل اور پہلے مرحلہ میں بڑی احتیاط ہونی چاہیے یہ ذہن میں رہے کہ ہم اپنے خاندان کو ایسا بنانا چاہتے ہیں کہ یہ خاندان استقبال بھی کرے اور امام کی حکومت میں رہنے کے قابل بھی ہو۔دنیا کا ہر ملک دنیا کی ہر قوم اگر اپنے ملک کی نیشنلٹی اور اپنے ملک کا پاسپورٹ دینا چاہتا ہے تو کچھ شرائط لگائی جاتی ہے۔ وہاں پر یہ شرط ہوتی ہے کہ تمام یہاں پیدا ہوئے ہوں یا اس کے باشندے ہوں۔اور دوسرے ملک میں یہ شرط بھی ہوتی ہے کہ تم ان کے کسی باشندے سے نکاح





کرو تو پاسپورٹ مل جائے گا۔یا یہ شرط ہوتی ہے کہ تم اتنے سال اس ملک میں رہوں تو اس کے شہری بن جاؤ گے۔دیکھنا یہ ہے کہ جب زمانے کے امامؑ کی حکومت قائم ہوگی امامؑ زمانہ کی مملکت قائم ہوگی مغرب سے لے کر مشرق تک آسٹریلیا کے جزیروں سے لیکر امریکہ اور کینیڈا کے آخری حصوں تک ساری دنیا میں امامؑ کی حکومت قائم ہے تو اس وقت امامؑ کی حکومت میں زندگی گزرنے کیلئے جو نشنلیٹی اور جو بھی چیز وہاں رہنے کیلئے ملے گی کیا وہ دیکھ کر ملے گی۔ پیدائش کو دیکھ کر مذہب کو دیکھ کر زبان کو دیکھ کر شادی کو دیکھ کر کیا چیز دیکھ کر امامؑ اجازت دیں گے کہ یہ خاندان میری مملکت میں رہ سکتا ہے یہ خاندان اس قابل نہیں ہے کہ یہ میری مملکت میں رہے دنیاوی چیز کیا ہوگی سب سے پہلا مرحلہ کیا ہوگا۔یہ واضح ہو جائے تو یہ آسان ہے یہ فیصلہ کرنا کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ ہمارا خاندان امامؑ کی حکومت میں رہ سکے گا یا نہیں۔ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کہاں ہے۔سید نعمت اللہ جزائری علامہ مجلسی کے مایہ ناز قابل ترین شاگرد انوار النعمانیہ میں ذکر کرتے ہیں اور راوی ہے کمال الدین احمد ابن یحیی امواری۔کمال الدین کہتے ہیں کہ میں پچھلے سال بغداد میں وزیر اعظم عباسی کے خلیفہ کے گھر مہمان تھا۔یہ واقعہ 10 رمضان سن 543ھ شب جمعرات کا ہے۔اپنے مکان مدینہ میں یعنی پچھلے سال 542ھ میں بغداد میں تھا اور رمضان کا مہینہ تھا ایک دن میرے پاس بغداد کے وزیر اعظم کے خلیفہ

کی طرف سے دعوت آئی کہ کل میرے پاس افطاری ہے روزے کھلوانے کا انتظام ہے آپ بھی شریک ہوں۔عون الدین وزیر اعظم کا نام ہے اس کے ہاں سے دعوت آئی میں پہنچ گیا رمضان کا مہینہ ہے روزے سے کچھ دیر پہلے پہنچا' نماز ہوئی روزہ کی افطاری ہوئی اس کے بعد باتیں ہونے لگی۔اس کے بعد ایک ایک کر کے لوگ اٹھنے لگے اور کچھ جو خاص دوست تھے وزیر اعظم کے ان کو اس نے نہ اٹھنے دیا کہا بیٹھ جاؤ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔کوئی دس پندرہ آدمی بیٹھ گے باقی سب چلے گے۔محمد ابن یحیی امواری کہتا ہے کہ آج اس دعوت میں وہ کون آدمی تھا جس کو میں نہیں جانتا ہوں۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ عیسائی ہے وہ باتیں کرتا ہے لوگ بڑے اطمینان سے سنتے ہیں۔تو جن کی رگ میں اہل بیتؑ کی دشمنی تھی انھوں نے اہلبیتؑ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا جن میں وزیر بھی شامل تھا

کم تعداد باطل کی اور زیادہ تعداد حق کی دلیل نہیں ہوتی ہے::

کہتے ہیں یہ جو ہمارے ہاں ایک فرقہ ہے محبان اہلبیتؑ کا شیعیان حیدر کرار کا عجیب فرقہ ہے اپنے آپ کو صحیح کہتے ہیں اپنے آپ کو جتنا خیال کرتے ہیں تعداد میں اتنے کم ہیں کہ پرودگار عالم نے ان کو اتنا ذلیل کیا ہے اقلیت میں ہے چھوٹی سی تعداد ہے مختصر سی جماعت ہے۔لیکن اپنے آپ کو پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنی باتوں کو دراز کیا' روای کہہ رہا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک اجنبی شخص نے سر اٹھایا اور کہا کہ اے وزیر اگر





اجازت ہو تو اس موضوع پر بات کروں۔ وزیر سوچ میں پڑ گیا لیکن انکار نہ کر سکا کہ آپ فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں تو اب اس اجنبی آدمی نے گفتگو شروع کی کہ تعداد کا کم ہونا یا زیادہ ہونا کبھی حق اور باطل کا فیصلہ نہیں کرتا۔اگر آپ اس لیے ان کو غلط سمجھ رہے ہیں کہ ان کی تعداد کم ہے آپ کی تعداد زیادہ ہے تو میں بتاتا ہوں کہ میں اس شہر میں پیدا ہوا جس کا نام بایئہ ہے اس شہر کے چاروں طرف بارہ دیہات اور چھوٹے چھوٹے گھر ہیں میرے شہر اور اردگرد سارے عیسائی ہیں یہاں تک کہ آپکی سرحد تک عیسائی ہے اگر تعداد کو دیکھا جائے تو عیسائیوں کے مقابلے میں آپکی تعداد بہت کم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو پہلی تو یہ دلیل ہے۔کہ اگر تعداد کو دیکھ رہے ہوں تو ہماری تعد دزیادہ ہے اور پھر ایک بار اس نے اپنی بات کو پلٹا اور کہا کہ یہ خیال بھی آپ پنے ذہن سے نکال دیں کہ محبان ہلبیتؑ کی تعداد بہت کم ہے ان کی تعداد اتنی ہے کہ اگر ان کی پوری تعداد کو جمع کیا جائے تو آپکی مملکت ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔وزیر حیران ہوا اور کہا یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں آج جہاں جہاں ہمارا ملک پھیلا ہوا ہے ہمیں پتہ ہے کہ ہماری تعداد کتنی ہے۔

امام زمانہؑ کی مملکت::

میں اپنی جوانی کے واقعات سناتا ہوں آج سے تیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ تجارت کے ساتھ سفر پر گیا ہوا تھا۔ہزار سال پہلے

آٹھ سال پہلے چار سال پہلے بلکہ سو سال پہلے تجارت کا سب سے بڑا ذریعہ پانی کے جہاز ہوتے تھے بلکہ اب بھی پانی کے جہاز کے ذریعے تجارت کا سامان آتا جاتا ہے اب یہ کہہ رہا ہے کہ میرے والد ایک ایسے تاجر تھے کہ جن کا کام یہ تھا سامان کو کشتی میں بھرا اور زیادہ سامان ہے پھر دس پندرہ تاجروں نے مل کر ایک جہاز کرائے پر لیا اور سامان کو اس میں ڈالا اور نکل کھڑے ہوئے راستے میں جو جو شہر ملا وہاں رک گئے ہر شہر میں وہاں تاجروں کو کیش دینا پڑتا ہے پھر اندر جانے کا اجازت نامہ ملتا ہے۔۔میرے والد نے کچھ تاجروں کے ساتھ مل کر ایک جہاز کرائے پر لیا اور جو کپتان تھا انہیں کرایہ دیا۔اب کوئی منزل نہیں ہے بس جہاں جہاں ملک نظر آئے وہاں رکتے جایئے۔ہم لوگ چل رہے تھے آج سے بیس اکیس سال پہلے کی بات ہے کہ ہم لوگ چل رہے تھے کہ ایک مرتبہ ایسی ہوا چلی کہ سمندر کے پانی میں سیلاب آگیا کیپٹن سے یہ بے قابو ہو گیا۔اور جب اس نے دوبارہ جہاز کو قابو میں پایا تو ہم کسی نئے علاقے میں داخل ہو گئے تھے۔ جہاز کا کپتان کہہ رہا تھا کہ میری پوری زندگی جہاز میں گزری ہے اور میرے والد کی بھی پوری زندگی جہاز میں گزری ہے۔میں نے ان کے ساتھ بچپن میں کام کیا یہ علاقہ تو آج تک نہیں دیکھا کوئی اور آدمی ہوتا تو حیران و پریشان ہو جاتا یہ تو تاجر تھا اگر نئی جگہ پر آجائے تو کیا ہوا بحر حال ہم نے سامان بیچنا ہے چلو چلنے دو جہاز کو۔ چلتے چلتے ایک ایسے علاقے میں پہنچا جہاں پر ہم نے جا کر





دیکھا کہ بندرگاہ بھی بڑی عجیب طریقے سے بنی ہوئی ہے۔ایسی عجیب قسم کی بندرگاہ نہیں دیکھی تھی۔شہر بھی بہت ہی خوبصورت اور پرسکون نظر آرہا تھا۔بحر حال کپتان نے بندرگاہ پر جا کر جہاز کو روکا۔ہم اترے لوگوں سے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے اس کا نام کیا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ اس جگہ کو مبارکہ کہتے ہیں۔ہم نے کہا کہ یہاں کا حاکم کون ہے کہا کہ یہ تو ایک چھوٹا سا شہر ہے ہمارا پورا ملک جو ہے اس کا دارالخلافہ زاہرہ ہے وہاں پر ہمارے حاکم رہتے ہیں جن کا نام طاہر ہے۔اب ہم پریشان ہوئے کہ ہم نے یہاں تجارت کرنی ہے اور اجازت نامہ کون دے گا پرمشن کون دے گا کہا کہ وہ جو ہمارے حاکم ہیں ان کا ایک نمائندہ بیٹھا ہے جا کے اس سے اجازت نامہ لے لو۔اب ہم حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیسا حاکم ہے کہ اس کو اپنی عوام پر اتنا اعتماد اور بھروسہ ہے کہ نہ کوئی پولیس نہ کوئی فورس۔اس سے پہلے ہم بندرگاہ پر اترتے ہمیں روک لیا گیا۔پہلے پرمٹ لو پھر شہر کی اجازت ملے گی۔ یہاں ایسا لگ رہا تھا کہ حاکم کو پورا بھروسہ ہے خیر ہم پہنچے اور جب ہم پہنچے ان کے مکان پر تو مزید حیران ہو گئے۔جب پہلے کسی حاکم کے نمائندہ کے پاس جاتے تو دیکھتے ہیں۔ سپاہی پاس ہیں۔فوجی ننگی تلواریں لے کر پہرہ دے رہے ہیں۔مگر یہاں جب پہنچے تو ایک چھوٹا سا کمرہ ہے زمین پر قالین بچھا ہوا ہے اور کتاب پڑھ رہے ہیں کتاب کا مطالعہ بھی جاری ہے اور حکومت کا نظام بھی چل رہا ہے۔ہم حیران ہوئے پاس جا کر سلام کیا

انہوں نے اوپر سر اٹھایا انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے ہم نے کہا کہ تجارت کرنے آپ کے علاقے میں آئے ہیں ۔ اگر آپ اجازت نامہ دے دیں تو بہت اچھا ہے ۔ تو انہوں نے ایک مرتبہ کہا کہ تم میں سے اہل کتاب کتنے ہیں تم میں مسلمان کتنے ہیں ۔ مسلمان ایک طرف ہو گئے ہم تقریباً چودہ آدمی تھے ۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب جزیہ دے دیں پھر ان کو اجازت ہے اور مسلمانوں کو اس ملک میں داخل ہونے اور کام کرنے کے لیے نہ کوئی اجازت نامہ کی ضرورت ہے اور نہ کوئی پرمٹ کی ضرورت ہے سب کے لیے علاقہ کھلا ہوا ہے ۔ ہم نے میرے والد نے 5 عیسائیوں، یہودیوں نے ان کے نمائندے کو حساب دیا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ تمہارے لیے کھلی اجازت ہے تم نے ٹیسٹ دے دیا ہے ۔ اب یہ مسلمان اگر تم مسلمان ہو تو تمہارے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے اپنا عقیدہ تو بتاؤ انہوں نے کلمہ پڑھا توحید رسالت اور قیامت کا تذکرہ کیا اب یہ حاکم ایک مرتبہ حیران ہوا اور ایسے حیران ہوئے جیسے اس نے پہلی مرتبہ ایسے مسلمان دیکھے ہوں اور حیران ہو کر کہا کہ تم کیسے مسلمان ہو خدا کا نام تو لیا رسول کا نام تو لیا قیامت کا تذکرہ کیا مگر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کا نام تک نہیں لیا ان کے بغیر تم نے کیسے اپنے آپ کو مسلمان سمجھ لیا اب وہ آدمی ایسا لگ رہا تھا کہ اس کو بھی ایسے مسلمان آج تک کبھی نہیں ملے تھے وہ بھی حیران ہوا اور کہا عجیب بات ہے کہ ہم نے تو آج تک سنا ہی نہیں تھا ۔ وہ حاکم کا نمائندہ کہتا ہے کہ





میرے پاس حکم ہے کہ اہل کتاب سے جزیہ لے کر جانے دو اور مسلمان کو بغیر اجازت کے جانے دو مگر تم سے یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ جزیہ دو کیونکہ اہل کتاب نہیں ہو اور نہ تمہیں جانے کی کھلی اجازت دے سکتا ہوں کیونکہ تم مسلمان نہیں ۔ کیونکہ مسلمان کی تعریف جو اس میں شامل ہے اس میں تم شامل نہیں ۔ ہمارے ساتھی بہت پریشان ہوئے جہاز کرائے پر لیا اتنا لمبا سفر کیا کپتان کو کرایہ دیا کہ اگر تجارت کا موقع نہ ملے تو نقصان ہی نقصان تو اتنا بڑا نقصان کہ اب کیا کیا جائے ۔ وہ پریشان ہو کر کہتے ہیں کہ راستہ بتائیں انہوں نے کہا کہ پھر ایسا کرو کہ تم دارالحکومت چلے جاؤ ۔ وہاں تمہیں ہمارے حاکم ملیں گے وہ جیسا معاملہ تمہارے ساتھ کرے ۔ وہ تیار ہو گئے کہ اس پریشانی میں سارا دن کا سفر کیا اپنے ساتھیوں کی پریشانی دیکھی ہمیں اچھا نہیں لگا کہ اب تک ہر جگہ ساتھ ساتھ رہے اور اب ان کو چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں ۔ ہم نے کہا کہ ہم بھی جانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ تمہاری مرضی ۔ باہر آئے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا زاہرہ شہر کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ خشکی سے جاؤ گے تو 25 دن لگیں گے اگر دریا سے جاؤ گے تو 12 دن لگیں گے ہم نے سوچا سمندر سے جانا بہتر ہے وقتی طور پر جہاز بھی ہمارا موجود ہے کپتان کے پاس گئے کہ ہمیں زاہرہ لے جائے وہ حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ علاقہ نیا ہے میں نہیں لے جا سکتا کہ وہ کہاں پر آخر ہم پریشان ہو کر اترے جہاز سے ۔ ایک مرتبہ لوگ ۔۔۔

کرآئے کہ کیا بات ہے۔ بتاؤ کیا مسئلہ ہے ہم نے مسئلہ بتایا اور انہوں نے کہا
کہ ہماری کشتی ہے اس کا کرایہ دو اور چلو۔ بحر حال اتنے بڑے نقصان سے بچنے
کے لئے کرایہ دیا اور 12 دن تک کشتی چلتی گئی ہم نے دیکھا کہ ہمارے کپتان
نے نعرہ تکبیر کہا کہ اللہ اکبر اور پھر اس کے بعد ایک مرتبہ محمد آل محمد پر درود بھیجا ہم
حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ تم یہ کیا کر رہے ہو اگر یہ روزانہ عبادت کرو تو ٹھیک۔
سفر کے دوران تاکہ دیکھا نہیں کہ سمندر کے پانی کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا
سامنے دیکھو ہم نے سامنے دیکھا کہ سمندر کا پانی دودھ جیسا ہے جس میں ہماری
کشتی چل رہی ہے اور سامنے پہاڑی نظر آئی اور پہاڑی کے نیچے ایک چمکتا ہوا
شہر نظر آیا کپتان کہتا ہے کہ اس شہر میں داخل ہونے کے لیے اللہ کی کبریائی اور
وحدانیت اور آل محمد کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یہاں پاسپورٹ نہیں
دیکھا جاتا یہاں کوئی کوڈ ورڈ نہیں پوچھا جاتا جس کو یہ دو چیزیں یاد ہوں اس کو
اندر جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر میں یہ دو جملے نہ کہتا تو سمندر میں میرا جہاز
نہ پہنچتا۔ خیر کنارے پر جا کر جہاز لگا ہم سب لوگ نیچے اترے اور ایک نیا آدمی
تاریخ پڑھے تو دوسری بات وہ آدمی جس کی ساری زندگی سفر میں گزر گئی ہے
ساری دنیا کے شہر گھوم پھر کر دیکھے ہوں یہ تاجر 24 گھنٹے سفر کرتے ہیں۔ انہوں
نے کہا کہ ایسا خوبصورت شہر ہم نے نہیں دیکھا۔ ہماری کتاب متقہ میں جنت کا
تذکرہ ہے اس سے زیادہ خوبصورت شہر ہمیں نظر آرہا ہے سونے کی طرح چمک





رہا ہے انتہائی سبزہ اور ہریالی موسم اتنا خوبصورت کہ اس سے بہتر موسم کی توقع
نہیں ہو سکتی صاف ستھرے بازار کھلی ہوئی دکانیں ہم پریشان اس لیے کہ ہر
دوکان میں ہر چیز موجود ہے جو سامان ہم لے کر آئے ہیں اس میں تو سب چیز
موجود ہے اور ہمارے سامان سے بہتر نظر آرہا ہے یہاں کیا خرید و فروخت
کریں گے یہاں کیا کاروبار کریں گے یہاں تو دنیا کی ہر نعمت ہے اب آگئے
ہیں شہر میں دنیا کا ہر شہر دیکھا ہے۔ یہاں پر خاص طریقہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہر
آدمی خوش ہے ہر آدمی کے چہرے پر مسکراہٹ ہے اور خاص خاص جو نظر آئے
کہ انتہائی ٹھنڈے اور صاف پانی کی لہریں نظر آرہی ہیں اور شیر اور بکری ایک
ہی مقام پر کھڑے ہو کر پانی پی رہے ہیں نہ بکری شیر کو دیکھ کر ڈر رہی ہے اور نہ
شیر بکری کو دیکھ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ننھے ننھے بچے شیر کی غار
میں گھوم رہے ہیں کسی کے ہاتھ میں سانپوں کا گچھا کسی نے بچھوؤں کو ہاتھ میں
اٹھایا ہوا ہے نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی پریشانی ہے عجیب بات یہاں
ہمیں کوئی بوڑھا نظر نہیں آرہا ہے۔ جسے دیکھا جوان دیکھا یہاں ہمیں کوئی ناقص
نظر نہیں آرہا ہے نہ کوئی کمزور نظر آرہا ہے نہ کوئی بیمار نظر آرہا تھا جس علاقے میں
ہم آگئے یہ کس سرزمین میں ہم نے قدم رکھا اسے دنیا کا مقام ہم آج تک نہیں
دیکھا۔ اور جس دوکان کے قریب ہم پہنچے ہم دیکھ کر حیران رہ گئے نہ سودے
بازی نہ بحث مباحثہ عجیب بات جھگڑا ہوتا ہے تو اس بات کا دوکاندار کہتا ہے ک

گاہک نے کوئی چیز خریدنی ہے تو اپنے ہاتھ سے ہی کھولے۔ میں تو اس کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ جسے تم کھولو گے مجھے یقین جسے تم تولو گے مجھے یقین اور خریدار کہتا ہے کہ میں ترازو کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا بس یہ بحث مباحثہ تو ہوا اس کے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں دیکھا۔ ہم حیران و پریشان یہ کیسا علاقہ ہے اس نے بھی گواہی دی کہ ہم نے دیکھا نہ نوٹ چل رہا ہے نہ سکہ چل رہا ہے جہاں کوئی سودا طے ہوتا ہے وہاں قیمت کی بات ہوتی ہے کہ اس کی قیمت 100 یا 200 یا چار سو روپے وغیرہ ہم دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کونسا علاقہ ہے اس میں ہم تجارت ہی نہیں کر سکتے مگر داخل ہو چکے تھے ایک مرتبہ ہم نے دیکھا کہ سب اپنی دکانوں سے کھڑے ہو گئے دکانیں کھلی بازار کھلا مگر سب اپنی دکانوں کو کھلا چھوڑ کر سب اپنی قیمتی اشیاء کو چھوڑ بھاگے چلے جا رہے ہیں کسی سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو اس نے جواب دیا ابھی تم نے اذان کی آواز نہیں سنی ہم سب نماز پڑھنے جا رہے ہیں اول وقت میں ہم نے نماز پڑھی ہم نے دیکھا کہ سب لوگ بھاگے نماز کے لیے آ رہے ہیں پھر بھی کسی کو کسی چیز کی فکر نہیں ہے دکانوں کا سامان چور ڈاکو چرائے تو اسے کوئی فکر نہیں ہے ہم سب چلے جا رہے ہیں یہ منظر ہم نے دیکھا حیران و پریشان ہم آگے بڑھے یہ سب لوگ کہاں جا رہے ہیں دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت باغ کی چار دیواری میں ایک دروازہ لگا ہوا ہے دروازے سے ایک ایک کر کے آدمی داخل ہو رہے ہیں۔ ایک بات ویسے مجھے عیسائی نے بہت





سی باتیں بتائیں مگر ایک بات اب جو میں نے غور کیا اس شہر میں جتنے لوگ ہیں سب کے منہ پہ داڑھیاں ہیں بغیر داڑھی والا مجھے اس شہر میں کوئی نظر نہیں آیا سب اندر داخل ہوئے ہمارے مسلمان ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا پتا نہیں ان کے دلوں پر کیا اثر ہوا وہ بھاگ کر نماز میں داخل ہوئے اور صفوں میں کھڑے ہو گئے اول وقت میں نماز ادا ہوئی انداز گفتگو سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کس کی حکومت ہے یہ کس کا علاقہ ہے اول وقت میں نماز ہو رہی ہے یہ مومن کی علامت ہے بے شک مومن کو پروردگار نے یہ سہولت دی ہے کہ ہر نماز کا وقت تھوڑا سا سہولت کے ساتھ رکھا اتنے گھنٹے مل رہے ہیں سہولت کے لیے مگر مومن اس سے بھی زیادہ سہولت چاہتا ہے چنانچہ ایسے لوگ بھی آپ کو نظر آئیں گے جن کے خیال میں مغرب وعشاء کی نماز کا وقت صبح تک چلتا رہتا ہے ایسے لوگ بھی آپ کو نظر آئیں گے کہ جو کہتے ہیں فجر کی نماز ظہر تک پڑھی جا سکتی ہے کہ جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ بالکل عقیدہ شریعت کے خلاف ہے مگر حکومت امام دیکھیے کہ اول وقت میں نماز ادا ہو رہی ہے اب یہودی عیسائی کونے میں کھڑے ہو گئے کہ کیا ہو رہا ہے ہم نے دیکھا کہ نماز ختم ہوئی اور جو آگے نماز پڑھا رہا تھا وہ ایک مرتبہ گھوما اور اس کا چہرہ ہم نے دیکھا اور پھر ہر آدمی جا کر اس سے ہاتھ ملا رہا ہے اور ایک ہی جملہ کہہ رہا ہے کہ السلام علیک یابن صاحب العصر یعنی اے امام زمانہ کے فرزند آپ پر سلام ہو ہر آدمی یہ کہہ کر باہر نکل رہا ہے حتیٰ کہ ہم رہ

گئے اور ہمارے ساتھی مسلمان بھی۔ ہمیں انہوں نے دیکھا اور کہا کہ تم مہمان ہو یا تاجر ہم نے کہا ہم تجارت کی غرض سے آئے ہیں لیکن اب تجارت نہیں کر سکتے وہ صاحب مسکرائے پھر فرمایا تم ہمارے مہمان ہو ہمارے ساتھ رہو ایک مرتبہ ایک ایک سے پوچھا کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے ہم نے بتا دیا کہ ہم جزیہ دے کر آئے ہیں اور مسلمانوں سے پوچھا تم کون ہو سارے مسلمانوں کا ایک لیڈر تھا (روس بہان ابن احمد) اس نے جواب دیا کہ ہم شافعین ہیں پتا چلا کہ سب شافعین عصان ابن نموت ایک آدمی فقط تھا اب وہ جو صاحب العصر کہہ رہے تھے امام کے بیٹے ہم سے کہا کہ تم ہمارے مہمان اور ان مسلمانوں سے کہا یہ بات تو بتا دو کہ تم نے اپنے آپ کو شافعین کہا مالکی کہا تم اہل بیت کو کیوں نہیں مانتے پھر مسلمان ساتھیوں سے مناظرہ کیا یہ واقعہ کتابوں میں موجود ہے کہ آیت تطہیر آیت مباہلہ میں ایک ایک آیت پڑھتے اور ان کو کہتے اے شافعین مجھے بتاؤ ان آیات کے مصادیق کون ہیں پھر اپنا پورا شجرہ نسب سنایا کہ میرے پورے آباؤ اجداد کا نام سنو ایک مرتبہ یہ سب ان کے قدموں میں گر پڑے اور سارے مسلمانوں نے کہا کہ اب حقیقت کا پتا چلا ہے اب آپ کے مہمان بن کے رہیں گے تو ہمارے وفد کے ساتھ ہمیں مہمان خانہ میں رکھا گیا۔ اب شہر سے لوگ روزانہ آتے ہیں اور ہمیں دعوت دے کر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے امام کے بیٹے کا مہمان ہمارا مہمان ہے پھر ہمیں خبر ملی کہ یہ شہر اتنا بڑا ہے





کہ اگر ایک گھوڑا سوار اپنے گھوڑے کو دو مہینے دوڑا تا رہے تب یہ ملک ختم ہوگا۔ اس کے بعد ایک اور ملک شروع ہوا جس کا نام رائیکا ہے اور وہاں کے حاکم امام کے بیٹے جناب قاسم ہیں وہ بھی دو مہینے کی مسافت کی مقدار کا ملک ہے پھر تیسر املک شروع ہوگا جس کا نام صاینہ ہے اس کے حاکم امام کے بیٹے ابراہیم ہوں گے جب وہ ملک ختم ہوگا تو اس کے بعد ایک اور ملک شروع ہوگا جس کا نام زالون ہے جس کے حاکم امام کے بیٹے عبدالرحمن ہیں اور اس کے بعد جب وہ ختم ہوگا تو پھر پانچواں ملک گناطین شروع ہوگا چار مہینے کی مسافت کے برابر پھیلا ہوا ہے یہ دارالخلافہ ہے اور اس کا حاکم جناب ہاشم ہیں اور پتا چلا کہ یہاں ہر سال امام آتے ہیں اور اس سال بھی آنے والے ہیں سب رک گئے امام نہ آئے اور اطلاع ملی کہ امام آئندہ سال آئیں گے ہمیں دیر ہو رہی تھی ہم تو واپس آگئے مگر غضبان ابن احمد اور غوث ابن عصان وہاں رک گئے آج تک یہ نہیں پتا چلا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ان کے ساتھ کیا گزری ہے تو اے وزیر خلافت بنی عباس ہم نے وہاں دیکھا کہ اتنی بڑی تعداد ہے صاحبان ایمان کی آل محمد کے ماننے والوں کی کہ تمہاری ساری مملکت کے لوگ مل کر اس کی مملکت کا ایک حصہ بھی نہیں بن سکتا۔ اس مملکت کا وزیراعظم گھبرا کر کھڑا ہوگیا پھر وہ اپنے کمرے میں گیا اور ایک ایک کر کے ہم کو بلایا اور ایک بات کہی کہ خبردار کسی کو اس کا تذکرہ نہ کرنا ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے دس پندرہ آدمیوں کو خاموش کیا ہم اتنے ڈر گئے

کہ جو بھی کوئی ملتے تھے کبھی اس رات کی بات ہوتی تھی کبھی بات ہوتی تھی جزیروں کی تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے کہ جزیرے والی بات یاد ہے تو وہ فقط اتنا اشارہ کرتے تھے کہ زبان پر کہیں نام نہ آئے کہیں قتل نہ کر دیا جائے۔

اب یہ عیسائی بتا رہا ہے کہ میں نے عجیب بات وہاں پر محسوس کی کہ ایک عجیب بات یہ عیسائی اس لیے اس بات کو محسوس کر رہا ہے کہ یہ مسلمانوں کے ملک میں رہ چکا ہے مسلمانوں کی مسجدوں کو دیکھ چکا مسلمانوں کے ساتھ سفر کر چکا عجیب بات میں نے یہ محسوس کی میں نے یہ دیکھا کہ جہاں جہاں مسلمان ہے ان کا ایک طریقہ وہ طریقہ یہ ہے کہ جب کبھی وہ کسی مذہبی مقام پر کھڑا ہوتے عیسائی کہہ رہا کہ جب مسجد ہو یا پاک مقام یا نماز کے لیے جمع جو کوئی آدمی ان کا لیڈر ہوتا کوئی بھی مسئلہ ان سے ضرور پوچھتے تھے اور نئی بات ان سے ضرور دریافت کرتے قرآن کی حدیث کی۔ مگر عجیب بات ان کے شہر میں جا کر پتا چلا کہ امام کے بیٹے حکومت کر رہے ہیں۔ اب ان سے زیادہ مسائل جاننے والا کون ہوگا غیر معصوم امام کے بیٹے مگر عجیب بات ایک ایک نماز میں پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ آدمی آتے ہیں۔ مرد بھی آتے ہیں عورتیں بھی آتیں ہیں کیونکہ شریعت میں عورتوں کے لیے بھی نماز باجماعت مستحب ہے یہ ہمارے معاشرے کا طریقہ ہے کہ عورت کو ہر طرف جانے کی آزادی مل گئی جہاں اسلام نے حرام کہا وہاں اس کو جانے کی کھلی آزادی مل گئی لیکن جو اہم فریضہ جو اسلام نے





عورتوں کے لیے رکھا ہے جیسے نماز جنازہ وہاں پر اگر کوئی پروگرام بنا تو وہاں پر ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے جیسے کوئی آفت آ گئی ہے جیسے کوئی فعل حرام آ گیا ہے جیسے کوئی قیامت آ گئی جیسے کوئی قرآن و حدیث کی مخالفت ہو گئی تعجب کی بات ہے کہ بے پردہ عورت کو ہر طرف گھومنے کی کھلی اجازت ہے اگر عورت باپردہ ہو کر مسجد میں آئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہے تو معاشرہ میں گناہ سمجھا جاتا ہے۔

روایات میں نماز جماعت کا ثواب بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر نمازیوں کی تعداد دس ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ہر نمازی کو اتنا ثواب عطا کرتا ہے کہ کوئی فرشتہ اس ثواب کو شمار نہیں کر سکتا۔ یہ سارا ثواب صرف مردوں کے لیے نہیں ہے اللہ نے عورتوں کے لیے بھی حصہ رکھا ہے اللہ نے عورتوں کو بھی اس ثواب کے حاصل کرنے کی دعوت دی ہے۔ مگر یہ کسی کے تصور میں بھی نہیں کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں حتیٰ کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایسی خواتین ہیں جو نماز با جماعت پڑھانے کی صلاحیت رکھتی ہیں مگر عورتوں کی مجلس چار چار گھنٹے بیٹھ کر غیبتیں کی جائیں گی اور عورت نماز پڑھے تو فرادیٰ پڑھے نماز جماعت کا خیال کسی کے ذہن میں نہیں آئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے گھر والے نمازی ہیں اور ہر عورت اور ہر مرد نماز پڑھتا ہے بھرے ہوئے اجتماع میں بھی جہاں نماز پڑھانے کی صلاحیت رکھنے والی عورت کو خیال تک نہیں آیا کہ ایک نیکی کا موقع ہاتھ سے نکل رہا ہے ایک ثواب کا موقع ہاتھ سے گزر رہا ہے کوئی

اس میں دیر نہیں لگی ۔ زیادہ سے زیادہ فرادیٰ نماز کے مقابلے میں پانچ منٹ
جماعت سے زیادہ لگ جائیں گے البتہ توجہ تک نہیں جہاں امام کے بیٹے کی
حکومت وہاں مرد بھی آتے ہیں عورتیں بھی آتیں ہیں اب یہ کہہ رہا ہے کہ میں
حیران اس بات پر ہوا کہ اتنا سارا ہجوم آیا اور لوگوں نے امام سے ہاتھ ملایا
۔ یہاں مسجد میں بیٹھ کر مولویوں سے کیا پوچھتے ہیں استخارہ کیجیے کسی کو کوئی
ضرورت ہو تو وہاں آتا ہے ورنہ نماز جماعت کے لیے بہت کم ہی لوگ آتے ہیں
یا پھر یہ کہتے ہیں کہ کسی نے تعویز کیا جادو کے ذریعے سے یا پھر کوئی جن آ گیا ہے
میری بیٹی پر کوئی تعویز دیجیے وہاں بھی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کسی جن کو
وہاں جانے کی ضرورت نہیں وہی جن وہاں جائے گا جو مومن ہو گا جادوگر آتے
نہیں لوگ کہتے ہیں کہ کیا پریشانی ہے رزق کی کمی ہے بیٹیوں کی شادی نہیں
ہو رہی کوئی دینی مسئلہ پوچھنے کے لیے وہاں نہیں جائے گا کم از کم نکاح کا مسئلہ تو
کوئی پوچھے لیکن لاکھ لاکھ کے مجمع میں سے کوئی ایک آدمی بھی وہاں نہیں ٹھہرتا ۔
میں حیران ہوا کیونکہ میں عیسائی ہوں میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ عیسائی اس امام
کے پاس گیا اور پوچھا آج تک میرے سامنے کوئی مسئلہ نہیں پوچھا تو امام کے
بیٹے مسکرائے فرمایا اس مملکت میں کوئی ایسا شخص ٹھہر ہی نہیں سکتا جس کو مسائل
دینیہ کا پتا نہ ہو عیسائی اور زیادہ حیران ہوا بات سمجھ میں نہیں آتی تو یہاں وہ لوگ
رہتے ہیں جن کی عورتیں بھی قران اور محمد آل محمد کے فرامین سے آگاہ ہیں یہ اس





حکومت کی بات ہے ۔ روایات میں ہے جب امام زمانہ آ کر حکومت کریں گے
وہاں بھی یہی ہو گا کہ وہی لوگ امام کے ساتھ رہ سکیں جن کو مسائل دینیہ کا علم
ہو ۔ امام کے ظہور کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے جو لوگ مسائل دینیہ
سے واقف نہیں ہوں گے اور ان کی عمر 20 سال ہو گی امام ان کو قتل کر دیں گے
ان کو مہلت دیکر کہ اتنی مدت میں مسائل سیکھ لو ورنہ اس مدت کے گزرنے کے
بعد تمہیں قتل کیا جائے گا تو گھر کی عورتوں کی یہ حالت ہو گی کہ ان کو پتا ہو گا کہ ہر
مسئلہ کے بارے میں قرآن یہ کہتا ہے حدیث یہ کہتی ہے وہ عورتیں قرآن اور
حدیث سے جواب دیں گیں ۔ اس زمانے میں کسی کو امام کے سامنے مسئلہ پوچھنے
کی ضرورت نہیں آئے گی اس سے پتا چلا کہ اگر امام کی حکومت میں رہنا ہے
نیشلٹی لینا ہے ویزا لینا ہے یا پاسپورٹ لینا اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ امام کی
حکومت کے شہری بنیں تو اس کے لیے کوئی چیز ہو یا نہ کم از کم اتنا علم تو ہونا چاہیے
کہ حلال وحرام میں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور ہمارا بھی مذہب کھیل تماشا نہ بن
جائے ۔ کھیل تماشا سے کیا مراد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح طریقے سے نہ سمجھا
جائے وہاں تم عورتوں کا حال دیکھ لو ۔ دیکھو پہلا حکم جناب نرجس خاتون کے
لیے یہی تھا کہ امام کی والدہ بننا ہے جب امام کی حکومت کی بنیادی شرط ہے کہ
حلال وحرام کو سیکھنا لازم ۔ ہے اب ہمارے ماحول کو دیکھیے آپ کو ہمارے ماحول
میں ایسی خواتین بھی نظر آ ئیں گیں جن کے نزدیک چہرے کا چھپانا بہت اہم ہے

اور پاؤں کا چھپانا کم اہم ہے کیونکہ چہرے کے چھپانے کے بارے میں اختلاف ہے کیونکہ بعض مجتہدین کہتے ہیں کہ چھپانا واجب ہے بعض کہتے ہیں کہ چھپانا واجب نہیں ہے میں نماز کی حالت کی بات نہیں کررہا نماز کی حالت میں پیروں کو ننگا رکھنے کی اجازت ہے اگر نامحرم نہ ہو تو لیکن یہ مسئلہ عجیب کہ چہرہ چھپانا بہت اچھی چیز ہے اس کے لیے بہت ثواب ملتا ہے مگر آپ دیکھیے کہ اکثر عورتیں ایسی نظر آتی ہیں پیر کھلے ہوئے ہیں اس میں کوئی فکر نہیں جو بہت زیادہ اہم ہے بلکہ چھپانا دور کی بات قبول کرنا بھی گوارا نہیں۔ آپ کو یہ بھی نظر آئے گا کہ ہمارے یہاں جن کی یہ کیفیت جو بیچاری عبادتیں کررہی ہیں انتہائی خلوص کے ساتھ مگر ساری عبادتیں بیکار کیونکہ نماز میں ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ اگر عورت کے ہاتھ نماز میں کلائی تک چھپے ہوئے نہ ہوں تو نماز باطل ہے یہ نہیں قبول نہیں بلکہ باطل ہے غلط ہوگئی توبہ کرو اور دوبارہ پڑھو مگر آپ دیکھیے کہ اکثر خواتین چادر اوڑھے ہوئے ہوتی ہیں دوپٹہ لیا ہوا مگر اتنی لاپرواہی کہ کم از کم قنوت کے وقت ہر ایک ہاتھ اٹھاتی ہے اور اس کی چادر جو ہے وہ سرک کر اس کی نماز باطل کردیتی ہے مگر سمجھا جارہا ہے کہ ہم بڑی عبادات کررہے ہیں ایک اور مسئلہ اتنا باریک تو نہیں لیکن بعض اوقات اتنا تکلیف دہ بن جاتا ہے کہ بہت سی خواتین کو نماز قضا کر کے گھر میں پڑھتے دیکھا ہے اگر وہی ملازمت کررہی ہے باپردہ کررہی ہے تو جائز ہے بے پردہ کررہی ہے تو ملازمت ناجائز





اور حرام ہے اب ایک مرد گناہ کررہا ہے نماز قضاء کررہا ہے پھر قضاء نماز پڑھتا ہے یا وہ عورت جو ملازمت کررہی ہے نماز قضاء کر کے گھر میں آکر نماز قضاء پڑھ رہی ہے تو فائدہ کیا ہے کیا مشہوری کرنی ہے کہ فلاں قضاء نماز بھی پڑھتی ہے اس کی یہ مشکل بھی بن سکتی ہے کہ کسی نامحرم کے سامنے وضوء کرے تو اس کا وضوء باطل ہو جائے گا یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کیونکہ وضوء ایک اہم مسئلہ ہے چلو اسی بہانے پردہ تو کرلیا جاتا ہے پانچ منٹ کے لیے وضوء کر کے شوہر کے سامنے نہیں جاتا کسی محرم رشتہ دار کے سامنے نہیں جاتا مگر یہ شریعت کے اعتبار سے یہ غلط مسئلہ ہے فقہ میں عورت کا وضوء نامحرم کو دیکھنے سے نہیں ٹوٹتا۔

نجاست اور طہارت کے مسئلے میں اتنی لاپرواہی اتنی لاپرواہی کہ ظاہری نجس چیز کو اس طرح سے نظر انداز کیا جارہا ہے کہ فرش پر نجاست کا تھوڑا سا حصہ ہے اس پر صفائی یا جھاڑو اس طرح پھیرا گیا کہ تھوڑی سی نجاست کو پورے کمرے میں پھیلا دیا گیا معمولی سے نجاست میں کپڑے کو اس طرح دھویا گیا کہ وہ جو پاک کپڑے تھے وہ بھی نجس ہوگئے اتنی لاپرواہی کہ جہاں شریعت کہہ رہی ہے کہ پاک چیز ہے وہاں اپنے آپ کو نجس کہا جارہا ہے وہ چالیس دن نجاست کا مسئلہ کہ آپ کے علم میں ہے مگر پرانی چیز مگر تذکرہ یہ ہوا کہ چالیس دن بچے کی پیدائش کا مسئلہ یہ ہوتا ہے چالیس دن تک عورت نے غسل نہیں کرنا مگر شریعت کہتی ہے کہ 10 دن بعد غسل کرئے اور اس مسئلے کو اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے

کہ اس کمرے میں کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا جہاں پر کوئی عورت آرام کر رہی ہے وہ پورا کمرہ ہی نجس ہو گیا اب جگہ وہی نجس ہے جہاں نجاست پڑی ہے اس کے علاوہ جہاں نجاست نہیں وہ تو پاک ہے مگر ہمارے معاشرے نے تمام کمرے کو نجس مشہور کر دیا یعنی یہ تماشا ہے دین میں جو چیز پاک ہے اس کو حرام قرار دیا جا رہا ہے اور جو چیز نجس ہے اس کو پاک قرار دیا جا رہا ہے اب اس عورت کی 30 دن کی نمازیں قضاء ہو گئیں بچے کے جنم سے پہلے دس دن چھوڑ باقی دنوں میں اس نے جب غسل نہیں کیا تو نماز بھی نہیں پڑھی اس طرح اس کی نمازیں قضاء ہو گئیں۔ ہمارے خاندان کے لوگ ہر ملک کی نیشنلٹی حاصل کر لیتے ہیں مگر امام زمانہ کی حکومت میں نیشنلٹی کیسے حاصل ہو گی۔ عوام کو اتنا بھروسہ اور یقین ہے کہ امام آئے گا اور ہر ایک کو یقین ہے اور ہر شیعہ کو یقین ہے امام کا ظہور ہو گا قیامت سے پہلے۔ امام کے آنے کا اتنا علم ہو گا اس وقت لوگ گھر میں بیٹھ کر قرآن و حدیث کے مسائل حل کرنے لگیں گے۔ ہم نے ان کو اتنا نظر انداز کیا کہ آج ہماری کم علمی کی وجہ سے وہ کام ہمارے گھروں میں شروع ہو چکا ہے جو دمشق میں یزید کے محل میں شروع ہوا تھا بلکہ اس کے مقابلہ میں حسین نکلے تھے حرام کو حلال نہیں ہونے دیا اور حلال کو حرام نہیں ہونے دیا۔ جو حرام کو حلال کرے اور حلال کو حرام کرے بس یہ وہی چیز تھی جس کو ختم کرنے کے لیے حسین کربلا کے میدان میں گئے تو حسین نے یہ بتا دیا دیکھو تمہارے یہاں یہ فرق ہے





مگر امام کی نگاہ میں عورت اور مرد برابر ہے دین کا کام دونوں کے لیے برابر ہے امام کی نگاہ میں فرق نہیں امام ایک عورت کو بھی اتنا ہی ذمہ دار سمجھتا ہے جتنا مرد کو ذمہ دار سمجھتا ہے یہ مت سمجھو کہ سارا کام مردوں کے حوالے ہے۔

## کربلا کے شہیدوں کی تدفین::

بلکہ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ میرے مولا حسین جب 2 محرم کو کربلا کے میدان میں اترے جناب زینب نے کہا بھیا یہ کون سی جگہ ہے یہ کس جگہ پر ہم آ گئے ہیں جب سے ہمارا قافلہ یہاں پہنچا ہے مجھے کسی بی بی کے رونے کی آواز آتی ہے حسین کی آواز آئی اتنی جلدی بھول گئیں یہ اماں زہرہ کی آواز ہے یہ اماں فاطمہ ہے جو ہمارے ساتھ کربلا میں آئی ہے حسین کربلا کے میدان میں پہنچ کر رک گئے جو کام کیا حسین نے وہ آپ کو معلوم ہو گا یہ تو پتا چلاؤ کہ یہ کس کی ملکیت میں ہے یہ زمین۔ پتا چلا کہ یہ زمین حبیب ابن مظاہر کے قبیلہ بنی اسد کی ہے بنی اسد کے لوگوں کو بلایا اور فرمایا میں کسی کا حق اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا بنی اسد کے لوگ آئے اور کہا مولا آپ نے ہمیں کیوں یاد فرمایا ہے فرمایا میں تمہارا مہمان بن کر آیا ہوں وہ کہتے ہیں مولا یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی مولا فرماتے ہیں میں تمہاری زمین خریدنا چاہتا ہوں اس زمین کا مالک بننا چاہتا ہوں کہا مولا یہ آپ کی زمین ہے مولا نے فرمایا میں ایک دو دن کا مہمان نہیں میں ہمیشہ یہاں رہنے آیا ہوں زمین کو خریدا جائے گا میں کسی کا حق اپنی

گردن پر نہیں رکھتا کوئی چیز بھی نہیں مانگی پیسے بھی کم نہیں کروائے زمین خریدی ذرا دیکھیے کہ 2 خیال حسین کے ذہن میں بیٹھے تھے اور فرمایا میں قیمت کم نہیں دے رہا دو شرطیں ہیں کہ ایک تو یہ حسین کو ہمارا خیال کتنا ہے کہ جب میرا کوئی زائر میری قبر پر زیارت کے لیے آئے تو اس کو میرا مہمان سمجھنا وہ میرا مہمان ہو گا حسین تو شہادت کے بعد بھی اپنی زیارت کرنے والے کا کتنا خیال کرتے ہیں ۔ دوسری شرط یہ کہ میرا مولا ہر قربانی کے لیے تیار ہو کر نکلا ہے مگر یہ دوسری شرط بتا رہی ہے کہ ایک خیال حسین کے نزدیک انتہائی تکلیف دہ ہے حسین ہر قربانی کے لیے تیار ہے مدینہ چھوڑنا پڑے گا حسین تیار ہے کربلا کے جنگل میں رہنا پڑے گا حسین تیار ہے تین دن کی پیاس پر تڑپتے ہوئے بچے دیکھنا پڑیں گے مگر حسین تیار ہے۔ حسین کہتے ہے کہ اکبر کا لاشہ مجھے اٹھانا پڑے گا قاسم کا لاشہ بھی اٹھانا پڑے گا مگر حسین تیار ہے عباس کے قلم بازو دیکھنا ہوں گے مگر حسین تیار ہے ۔ خشک گلے پر خنجر چلے گا مگر حسین تیار ہے لاشہ گھوڑے تلے پامال ہو گا مگر حسین تیار ہے کٹا سر نوک نیزہ پر سوار ہو گا خیمے جلائے جائیں گے سیدانیوں کی چادر چھینی جائے گی سکینہ کے رخسار پر طمانچے لگیں گے عابد بیمار کی کمر پر کوڑے لگیں گے ان سب تکالیف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہے مگر ایک خیال رہے اس حسین نے کہا کہ ایک وعدہ کرو جب یزید کی فوج چلی جائے تو جلدی ہمارے بارے میں غور وفکر کرنا اور ہمارے لاشے دفن کر دینا ایک مرتبہ سب مردوں نے





وعدہ کیا پھر حسین فرماتے ہیں اب جاؤ اب تم اپنے شہر کی عورتوں کو میری بہن کے پاس بھیج دو فاطمہ کے لال نے بلایا عورتوں نے کہا مولا کیا حکم ہے فرمایا تمہارے مردوں نے وعدہ کیا ہے مگر ڈر ہے کہ یزید کی فوج کے ڈر سے وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں تو ایسا کرنا جب صبح کے وقت خوراک کے ذریعہ سے پانی بھرنے آنا پانی بھرنے کے دوران رحم کھانا ہماری لاشوں کو دفن کرتے جانا سب عورتوں نے ہاتھوں کو جوڑا مولا آپ کے حکم پر جان نثار اور ہم لاشوں کو دفن کریں گے اب فرمایا جاؤ اب اپنے بچوں کو بھیج دو اب ہر ایک کو برابر کا ذمہ دار قرار دیا ننھے ننھے بچے آئے ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے آئے عون و محمد کے ہم عمر بچے بھی آئے ہاتھوں کو جوڑ کر عرض کیا مولا کیا حکم ہے فرمایا دیکھو اگر تمہارے ماں باپ یزید کی فوج سے ڈر جائیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں تو تم کھیلتے کھیلتے گھروں سے باہر آجانا اور جلتی ہوئی ریت ہماری لاشوں کے اوپر ڈال دینا تمہارا کھیل ہو جائے گا ہماری قبریں بن جائیں گیں۔

## اپنا خاندان کیسا ہونا چاہیے:

تاریخی حقائق کی روشنی میں پہلے تو ان شکوک وشبہات کو دور کرنے اور ان اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے جن کا تعلق ہمارے زمانے کے امام کے متعلق ہیں اور پھر ہمارا موضوع ذہن میں ہوگا کہ اس خاندان کو کیسے تشکیل دیا جائے۔ وہ خاندان کیسے بنایا جائے جو امام کی آمد کے وقت امام کے استقبال کرنے والوں میں شامل ہوگا اور ان میں نہیں ہوگا جو امام کے دشمن اور مخالف ہیں اور اپنے ہی خاندان کے لوگوں کو امام کی مدد سے روکیں گے۔ ہمارے گیارہویں امام کے سامنے ظاہری اعتبار سے۔ پھر میں ایک بات کو دہرادوں کہ خدا اور رسول اور امام کی شان کے مطابق ان کی فضیلت منزلت اور رتبے کے مطابق الفاظ دنیا کی کسی زبان میں موجود نہیں ہیں اور وہی الفاظ جو ہم جیسے گناہگاروں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ انہی الفاظ کی مدد سے خدا، رسول اور امام کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ ظاہری اعتبار سے کبھی کبھار ایسا محسوس ہوسکتا ہے کہ یہ الفاظ امام کی، رسول کی یا خدا کی شان کے نہیں ہیں مگر اس مجبوری کو ذہن میں رکھیں۔





## امام زمانہؑ کو کیسے ثابت کیا جائے::

تو گیارہویں امام کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ جو تھا وہ یہی تھا کہ کس انداز سے ایک طرف ظاہری اعتبار سے اپنے فرزند اور بیٹے کو ظالم حکومت سے بچانا بھی ہے دوسری جانب اپنے بیٹے کے وجود کو اس طرح ثابت کرنا ہے کہ پوری غیبت صغرٰی اور کبریٰ کے درمیان کسی بھی آدمی کو امام کے بارے میں شک نہ ہو۔ گیارہویں امام اس پہلے امامت کے سلسلے میں دیکھ چکے تھے کہ وہ آئمہ معصومین کہ جن کے زمانے میں اتنی پریشانیاں نہیں تھیں انہوں نے جب اپنے بعد والے امام کو بتایا کہ میرے بعد یہ امام ہوگا لیکن حکومت نے سازش کی تو اتنی واضح حدیث اور دلیل کے باوجود ماننے والے گمراہ ہوگئے اور بہک گئے۔ چھٹے امام کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ سب سے زیادہ عمر چھٹے امام کی ہے گیارہ اماموں میں سب سے زیادہ امامت بھی چھٹے امام کی ہے۔ باربار چھٹے امام نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ میرے بعد کون امام ہونے والا ہے مگر جب اس دور کی ظالم حکومت نے سازش کی تو نتیجہ یہ نکلا کہ چھٹے امام کی شہادت کے بعد ان کا کلمہ پڑھنے والے ان سے محبت کرنے والے ان کے ماننے والے تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ اور ساتویں امام کی امامت کے قائل بہت کم صاحبان رہ گئے تھے۔ آٹھویں امام کے بعد بھی یہی مسئلہ پیش آیا تو گیارہویں امام کو تو پتا تھا کہ میرے بیٹے کی امامت طویل عرصہ تک چلے گی اور جب پروردگار عالم کا حکم ہوگا

تب میرا بیٹا پردہ غیبت سے ظاہر ہوگا۔ اتنے طویل عرصہ میں جب یہ امام غائب ہوگا تو لازمی طور پر اس کی امامت کے بارے میں ویسے ہی لوگوں کا عقیدہ کمزور ہو جائے گا اور شک وشبہ پیدا ہوگا اور جب حکومت بھی Against مخالف ہو تو یہ زیادہ بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ اب گیارہویں امام کو کیسے اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کرنا ہے کہ کوئی شک وشبہ میں بھی نہ رہے۔

گیارہویں امام کے سامنے مسئلہ یہ ہے اور تاریخ جہاں بتا رہی ہے کہ گیارہویں امام کے اپنے خاندان کے بعض افراد کی یہ خواہش تھی کی کسی طرح بارہویں امام کی امامت قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے سازش کی جیسا کہ عام مورخین نے لکھا ہے کہ حکومت سے جا ملے اور حکومت نے بارہویں امام کو چھپانے کی بہت کوشش کی۔ یہیں پر ایک بہت بڑا مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے یہ خاندان کی بات ہو رہی ہے یہ اپنے گھرانے کی بات ہو رہی ہے وہاں پر ہم نے دیکھا کہ مخالفت کرنے والے مل گئے جب معصوم کے گھرانے میں یہ کیفیت ہے تو ہمارے اور آپ کے گھرانے میں اگر ایسا ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں اور یہی سبب ہے کہ بار بار ہمیں بتایا گیا بار بار ہمیں یاد دلایا گیا کہ جب تمہارے زمانے کے امام آئیں گے تو ڈرتے رہنا اور ہوشیار رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اپنے گھر میں مخالفت شروع ہو جائے کہ امام کی مدد کے لیے جانا چاہو کبھی باپ روک لے کبھی اولاد روک لے کبھی ماں ڈانٹ کے بٹھا دے کبھی بیوی دامن کو پکڑ لے کبھی بچے





روک دیں اس چیز سے خبردار اور ہوشیار رہنا۔

جب اس امام کے خاندان میں مخالفت ہو سکتی ہے تو ہم غیر معصوم گناہگار ہمارے خاندان میں مخالفت ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔ البتہ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ اپنا خاندان اس طرح بنائیں کہ اس میں کوئی ایسا آنے ہی نہ پائے۔ اپنی کوشش کریں کہ کوئی ایسا فرد اس میں ہو ہی نہ کہ جو امام کا مخالف ہو جو امام کی طرف جانے سے ہمیں روک لے اور اس اعتبار سے یہ بات اور زیادہ ضروری ہے کہ پہلی مجلس میں دو تہائی افراد وہ لوگ جو امام کی آواز سن کر اپنے خاندان و گھر بار کو چھوڑ کر امام کی خدمت میں جائیں گے اور صرف تین دن کے بعد یہ امام کے اتنے مخالف ہو جائیں گے کہ تلوار نکال کر امام کو ان کو قتل کرنا پڑے گا۔ یہ تو ان لوگوں کی بات ہے جو امام کے پاس پہنچے بہت سے ایسے ہوں گے جن کے پاس امام پہنچے گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھر اور خاندان کو چھوڑ کر آ گئے مگر ایسے بھی صاحبان ایمان ہوں گے جو امام کے پاس جانے کو بھی تیار نہیں ہوں گے جنہیں دنیا کے چکروں میں اتنی فرصت ہی نہیں ملے گی جنہیں دنیا کی مصروفیات اور دھندوں میں اتنا وقت ہی نہیں ملے گا کہ وہ خدمت امام میں پہنچ سکیں۔

اب جب امام کی حکومت قائم ہوگی تو اسی انداز سے مکہ سے نکل کر امام مدینہ میں آئیں گے مدینہ کو فتح کر کے امام کوفہ پہنچے گے کوفے سے دمشق گئے پھر شام۔ شام سے واپس کوفہ میں آئیں گے اور اس کے بعد مختلف علاقوں میں امام کی

فوجیں جارہی ہیں۔ اس دوران میں باقی گیارہ امام بھی دنیا میں واپس آچکے ہوں گے۔ اور بعض روایات کے مطابق مولا کائنات اس موقع پر بھی اپنے آپ کو علمدار لشکر سپہ سالار لشکر قرار دیں گے چنانچہ مولا کی قیادت میں مختلف علاقوں میں فوجیں جارہی ہیں۔ اب جہاں لشکر امام پہنچتا ہے اور خود وقتاً فوقتاً امام بھی کوفہ سے نکل کے کوفہ تو دارالخلافہ ہے Capital ہے۔ یہاں تو امام کو رہنا ہے امام بھی مختلف علاقوں میں جائیں گے چنانچہ ہندوستان تک کا تذکرہ ہے وہاں تک امام تشریف لائیں گے۔ اب جہاں امام کا لشکر جارہا ہے چاہے مولا کائنات کی قیادت میں ہو یا خود امام زمانہ ہوں یا امام اپنے ماننے والوں میں سے کسی کو بھیجے۔ لشکر کے لیے جس علاقے میں پہنچے گا ایک بڑا مسئلہ خود امام کے ماننے والے ہوں گے جو اس لشکر کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں اور امام کے لشکر کے خلاف میدان میں اتر رہے ہیں۔

## امام زمانہؑ کی تلوار کس پر چلے گی::

یہ بات میں بتادوں کہ ہر شخص کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے بلکہ روایات میں سے حدیثوں میں ہے بلکہ قرآن کی آیتوں میں سے اپنے مطلب کی بات لے لے اور وہ چیز جو اس کے خلاف جارہی ہے اس کو چھوڑ دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ماحول اور معاشرے میں صدیوں سے یا سالوں سے یہ مشہور چلا آرہا ہے کہ جب امام آئیں گے تو اس کی مخالفت سب سے پہلے





علماء کریں گے، جب امام آئیں گے تو امام کی تلوار سے علماء قتل کیے جائیں گے۔ اور اس مشہور بات کو دلیل بنا کر انسان ہر اس بات کا انکار کرتا ہے جو کوئی عالم بتاتا ہے یہ عالم نئی نئی باتیں کر رہا ہے چودہویں صدی کا عالم ہے جسے امام آکے قتل کریں گے اور پھر یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے لطیفے بنائے جاتے ہیں jokes بنائے جارہے ہیں مذاق اڑایا جاتا ہے تمسخر کیا جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ کسی نے کسی عالم کے گلے کا بوسہ لیا بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ۔ پوچھا گیا کیا بات ہے کہا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں امام کی تلوار چلے گی۔ غرض یہ ماحول ایسا بنا دیا گیا کہ جس میں یہ تاثر پیدا ہوگیا ہے کہ جتنے بھی عالم ہیں جتنے بھی علماء ہیں وہ علماء کے جن کے وجود کی برکت یہ ہے کہ پیغمبر نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی عالم کسی محلے سے گزر جائے گا جب کہ یہاں ٹھہرا نہیں کسی کا مہمان نہیں ہوا کسی کے گھر سے پانی بھی نہیں پیا ایک لحہ بھی نہیں بیٹھا فقط اس محلے سے گزرا ہے اس کے پاؤں نے اس محلے کی مٹی کو مس کیا ہے تو اتنی برکت کہ خدا نے چالیس دن اس مقام سے عذاب کو دور کر دیا اور ہمارے یہاں مذاق اڑانا لطیفے بنانا اور عالم کی بات کو رد کرنے کے لیے یہ جملہ کہہ دیا جاتا ہے کہ چودہویں صدی کے علماء تو امام کی تلوار سے قتل کیے جائیں گے۔ یہ طریقہ بن کے رہے گا بلکہ بن گیا۔ روایت معصوم ہے اور مستند روایات میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے کسی عالم کا مذاق بنایا مذاق اڑایا اس نے اس عالم کا

مذاق نہیں اڑایا اس نے آل محمد ﷺ کا مذاق اڑایا جس نے کسی عالم کی توہین کی چاہے باتوں باتوں میں مذاق کے اعتبار سے اس نے اس کی توہین نہیں کی بلکہ آل محمد کی توہین کی ہے مگر یہ حدیث جو ہم نے کہیں سے سن لی کہ دلیل بن گئی اور یہ بات بھی واضح ہے کہ علماء سے ہمارا کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے نہ انہوں نے ہماری دولت کو دبایا نہ ہماری جاگیر کو چھینا نہ ہمارے کاروبار پر قبضہ کیا نہ ہمارے کسی فرد کو قتل کیا۔ سارا جھگڑا یہ ہے کہ وہ ایسی بات کہتا ہے جو ہمارے دل کو تکلیف پہنچاتی ہے اب اس نے کہا داڑھی کا رکھنا واجب ہے اور منڈوانا حرام ہے، جس کے چہرے پہ داڑھی نہیں ہے وہ بغیر یہ خیال کیے ہوئے یہ جو بات بیان ہورہی ہے یہ جس چیز کا تذکرہ کیا جارہا ہے یہ اس کے اپنے دل کی بات ہے یا شریعت کی بات ہے۔ اب کیسے وہ اپنے گناہ کو چھپائے ایک تو وہ مومن ہے اعتراف کرتا ہے شرمندہ ہوتا ہے اور شفاعت کا حقدار بن جاتا ہے اور ایک یہ کہ اپنے گناہ کو صحیح کرتا ہے اس کا پہلا طریقہ یہ کہ اس عالم کی بات کو مشکوک کردو کہ جس نے ایسی بات کہی ہے عالم ہی مشکوک ہوکر رہ جائے گا۔ پردے کی بات، پہلا اعتراض خواتین کی جانب سے آیا۔ نماز کی بات کی تو پہلا اعتراض بے نمازی کی طرف سے آیا جوئے کے حرام ہونے کی بات کی اب جواء کھیلنے والا اپنے عمل کو کس طرح صحیح دکھائے شراب کے حرام ہونے کی بات کی تو سب بے نمازی، سب جواری، سب شرابیوں کی آواز اس زبان کو جڑ ہی سے کاٹ دو جو یہ





باتیں کہتا ہے۔ چنانچہ علماء کا مذاق اڑانا ایک عام طریقہ بن گیا ہے لیکن میں یہ بتا دوں کہ روایات میں خصوصیات کے ساتھ اس کا تذکرہ ہے کہ جن علماء کے بارے یہ ہے کہ آخری زمانہ میں امام جن کو قتل کریں گے یہ وہ علماء ہیں جن کا تعلق مکتب فکر سے نہیں ہے بلکہ یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے خود امام کے زمانہ میں امام کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ مصلحتیں اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہیں دیتی مگر محبان اہل بیت کے اندر جو علماء ہیں یہ روایات ان کے بارے میں نہیں آئیں بلکہ عام جو علماء اسلام ہیں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جتنی روایات ہیں علماء کا ذکر ہے اس سے زیادہ روایات میں عام مومنین کا ذکر ہے کہ جو امام کی مخالفت کریں گے۔ یہ بھی امام کے دشمن ہو جائیں گے یہ بھی امام کے خلاف میدان میں تلوار اٹھائیں گے مگر آپ کبھی بھی نہیں دیکھیں گے کہ ایک مومن اپنے مومن سے کہے کہ پتا نہیں میں ان لوگوں میں نہ ہوں جو امام کے دشمن ہیں تذکرہ ہوتا ہے فقط علماء کا کہ اس میں ان کو بڑا مزہ آتا ہے اس میں ہمیں اپنے گناہوں کو صحیح کرنے کی دلیل ملتی ہے اور اس سے بڑھ کر جو روایتیں ہمارے اپنے بارے میں ہیں عام مومنوں کے بارے میں انہیں کبھی سنا ہی نہیں کہ اس انداز میں جب کبھی منبر سے بیان کیا جاتا ہے تو لوگ حیران ہوکر کہتے ہیں کہ آج ہم نے بالکل نئی بات سنی کہ امام کے لشکر میں دو تہائی آدمی امام کے خلاف اور اس کے بعد جہاں جہاں امام کا لشکر جائے گا ہر جگہ مخالفت میں

صاحبان ایمان بھی ہونگے ہر جگہ مخالفت میں امام کے دشمنوں کے علاوہ امام کے ماننے والے بھی ہوں گے۔ اس اعتبار سے خصوصیت سے ہمیں کہا گیا ہے کہ اپنے خاندان کو کیسا بنانا ہے۔

اولاد کی تربیت میں ماں کا کردار::

ہم اس طرح سے اپنے خاندان کو بنائیں کہ جب امام آئیں تو ہمارا اور ہمارے پورے گھرانے کا شمار امام کے ساتھیوں میں ہو۔ چار چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔ چار چیزیں روایت کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں ۔ چار چیزوں سے امام کا مددگار بننا ہے۔ چار چیزیں بنیادی ہیں وہ یہ کہ امام نے کہا۔ جب تم خاندان کی تشکیل دو تو سب سے پہلے اس کا خیال کرو کہ تم خدا کی امانت کس کے حوالے کر رہے ہو اس امانت کی تشریح امام نے کی ہے کہ یہ امانت تمہاری اولاد ہے۔ تمہاری اولاد تمہاری امانت ہے۔ اب تم یہ امانت کس کے حوالے کر رہے ہو یہ دیکھو یعنی اولاد کس بطن میں کس شکم میں کس پیٹ کے اندر امانت کے طور پر محفوظ ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے اس کا خیال کرو جسے وراثت کہا جاتا ہے یہ دیکھو یہ جو تمہارا خاندان شروع ہو رہا ہے جس جگہ تم اپنی شادی کر رہے ہو یا اپنی اولاد کی شادی کر رہے ہو سب سے پہلے یہ دیکھو جہاں سے تم اپنے خاندان کو ملا رہے ہو یہ ممکن ہے کہ اس کے بعد تمہارا خاندان امام زمانہ کا حامی بنے ایسا تو نہیں کہ یہیں سے تم سے غلطی ہو رہی ہے تم نے یہ تو دیکھا کہ میں جس جگہ رشتہ کر رہا ہوں





اب یہ مسئلہ ان کے لیے بھی ہے جو اپنے بیٹے کا رشتہ کہیں کریں اور ان کے لیے بھی جو اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں کریں یہ مسئلہ اس لڑکے کے لیے بھی ہے جو کہیں نکاح کرنے جا رہا ہے اس لڑکی کے لیے بھی ہے جس کا نکاح کہیں ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے یہ خیال کرو کہ تمہارے پاس خدا کی امانت تمہارا بیٹا جس نے آگے بڑھ کر امام کی نصرت کرنی ہے جس نے امام کا سپاہی بننا ہے جسے امام کے لشکر میں شامل ہونا ہے۔ تم اس بیٹے کو بطور امانت کہاں پر رکھ رہے ہو۔ کس گود میں رکھو گے کس کے حوالے کرو گے۔ ہمارے علماء اکثر مجالس میں یہ مثال دیتے ہیں کہ آدمی اگر اپنی تھوڑی سی دولت یا پانچ ہزار روپے کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھنا چاہے تو پوری احتیاط کرتا ہے کہ جس کے پاس میں رکھ رہا ہوں وہ مجھے واپس کر دے اور صحیح طریقے سے واپس کرے یہ تو اولاد کی بات ہے جس سے بھی آدمی ساری دولت اپنی عزت بلکہ اپنی جان تک قربان کرتا ہے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اگر امام زمانہ کا حامی بننا ہے تو رشتہ کرتے وقت یہ دیکھنا ہے کہ کس خاندان میں رشتہ ہو رہا ہے اور خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ ہم نیک ہیں ہم دیندار ہیں ہمارا ماحول صحیح ہے کیا فرق پڑتا ہے ہماری فلاں سے بڑی گہری دوستی ہے عام طور پر جو ہمارے یہاں رشتوں کا معیار ہے آپ کو بظاہر موضوع سے ہٹ کے بات نظر آئے گی لیکن ابھی آپ دیکھیں گے اس کا موضوع سے کتنا گہرا تعلق ہے عام طور پر ہمارے یہاں جو شادی کرنے کا رشتہ کرنے کا معیار ہے لڑکی میں

کیا دیکھا جاتا ہے یا تو خوبصورتی دیکھی جاتی ہے یا پھر اس خاندان کے تعلقات دیکھے جاتے ہیں یا پھر دولت دیکھی جاتی ہے۔ اور اسی انداز سے جب لڑکی والے لڑکے کا انتخاب کرتے ہیں تو انہیں چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہیں اور یہاں سے تمہاری اولاد کا سلسلہ چلے گا اور یہاں سے تمہارا خاندان بن رہا ہے ایسا نہ ہو کہ بنیادی غلطی کر و اور یہ خیال نہ کرنا کہ ہم ٹھیک ہیں ہم دیندار ہیں وہ بھی ہمارے جیسے ہو جائیں گے۔نہیں امام دو مثالیں دے رہے ہیں

پہلا واقعہ وہ مشہور واقعہ ہے جو آپ محرم کی آٹھویں شب میں ہر ذاکر ہر عالم سے اور ہر ذکر حسین کرنے والے سے سنا۔ ' ! کائنات سے بہتر خاندان کس کا؟ علیؑ کے خاندان سے فضیلت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے علیؑ کے گھرانہ سے بہتر ماحول کس گھرانے کا؟ مگر جب شادی کی جارہی ہے تو آنکھیں بند کر کے نہیں کی جارہی۔ بحر حال یہ ابوطالب کا گھرانہ ہے جس گھر میں بھی رشتہ کیا جائے علیؑ کی اولاد کے بگڑنے کا کیا امکان نہیں پوری احتیاط کی گئی پہلے تحقیق کی گئی اس کے بعد رشتہ کیا گیا۔ علیؑ نے بتادیا ایک طرف اگر دین ہو تو اس سے کام نہیں بنتا بلکہ دونوں طرف سے دونوں انداز سے سوچنا چاہیے اور آگے بڑھ کر نہج البلاغہ میں ایک جملہ آتا ہے کہ جسے بار بار آپ نے سنا ہے کہ جب میدان جنگ کے اندر مولا کائنات نے اپنے بیٹے محمد حنفیہ کو بھیجا تھا کہ جاؤ لشکر کا علم تمہارے ہاتھ میں ہے آگے بڑھ کر حملہ کرو تین مرتبہ علیؑ کے بیٹے محمد حنفیہ نے حملہ کیا لیکن آگے نہ





بڑھ سکے میرے مولا ایک مرتبہ جلال میں آگئے اپنی تلوار کو محمد حنفیہ کے کاندھے پر مارا اور یہ کہا کہ یہ بزدلی تجھے تیری ماں سے ملی ہے یہ تیری ماں کا اثر ہے یعنی اگر تیری ماں بھی علیؑ جیسی ہوتی تو کبھی بھی تیرے قدم پیچھے نہ ہٹتے علیؑ کا بیٹا ہے مگر علیؑ نے بتایا کہ فقط علیؑ کا بیٹا ہونے سے محمد حنفیہ اس منزل پہ نہیں پہنچے جب تک کہ محمد حنفیہ کی ماں کی بھی منزلت یہ نہ ہو۔

**والدین کے فرائض اولاد کے بارے میں::**

تو پہلی ذمہ داری یہ قرار دی گئی ہے کہ یہ دیکھتے رہو یہ خیال کرتے رہو کہ کس گھرانے کو تم اپنے گھرانے سے ملا رہے ہو چاہے اپنے رشتہ کا مسئلہ ہو چاہے اپنی اولاد کے رشتہ کا مسئلہ ہو سب سے پہلی چیز دیکھنا ہے دین۔ دین میں بھی کیا دیکھنا پیغمبر اسلام کا ایک فرمان ہے کہ ہر آدمی کی خواہش یہ ہے کہ میرا گھرانہ ہمیشہ خوشحال رہے میرا گھرانہ ہمیشہ خوشی کی حالت میں رہے۔کوئی آدمی خاندان کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنا چاہے ایسا مومن آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ مومن کو چھوڑیں میرا اندازہ ہے کہ جنگلوں میں رہنے والا جنگلی اور پہاڑوں میں رہنے والا وحشی بھی ہے اتنا خیال کرتا ہے کہ اس کے خاندان کو کوئی نقصان نہ ہو۔ پیغمبر کا ایک فرمان سن لیں آپ نے فرمایا کوئی ایسا گھر نہیں کہ جس میں فقہ کے مسائل بیان نہ کیے جاتے ہوں جو گھر ایسا جس میں دین کی تعلیم نہ ہو جس میں دین کے مسائل نہ ہوں جس میں دین کا شوق نہ ہو میں نے نہیں دیکھا کہ وہ گھر بچا ہو مگر یہ

خراب ہو جائے گا۔ یعنی پیغمبر کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ تباہی ہے ہر اس گھرانے کے لیے تباہی اس خاندان کے لیے جس کے اند رخاندان کے افراد کے پاس دین کی تعلیم نہیں ہے۔ جو پیغمبر کا فرمان کہ ہر وہ گھر تباہ ہو گا۔ ظاہری طور پر ایسا نہ ہو کاروبار اچھا چل رہا ہو ملازمت اچھی چل رہی ہو ساری آرزوئیں پوری ہو گئیں مکان بھی ہم نے بنالیا اچھا بینک بیلنس بھی ہو گیا۔ پیغمبر کہہ رہے ہیں نہیں ابھی ٹھہرو کوئی ایسا نہیں جو تباہی سے بچ جائے اگر اس گھر میں دین کے مسائل فقہ کی تعلیم اور دین کے احکام نہ بتائے جائیں حلال وحرام کے مسائل اس گھر میں موجود نہ ہوں جو پیغمبر کا فرمان ہے

دیکھیے آخرت کی بات میں ابھی نہیں کر رہا قبر کا تذکرہ میں ابھی نہیں کر رہا ابھی دنیا کی بات ہو رہی ہے۔ کہ ہر وہ گھر تباہ ہو کے رہے گا کس نے یہ کہا ہے یہ اس نے کہا ہے۔ کہ جب پہاڑ کھڑا تھا اور اس کے سامنے عرب کے مشرک تھے مکہ کے کافر تھے اور بدترین ظالم و جاہل لوگ تھے اور وہ کہتا ہے کہ اے مکہ والو! اگر میں اتنا کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن تم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے میری بات مانو گے یا نہیں سب ابوجہل ابولہب بھی ولید و عتبہ اور تبیعہ نے بھی یک زبان ہوکے، یہی بات کہی کہ یقیناً ہم مان لیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ صادق و آمین پایا ہے۔ مومن نے نہیں دیکھا کہ بعد میں اس کے گھر میں کیا ہونے والا ہے۔ مگر جب رسول کہہ دے کہ ہر وہ گھر تباہ ہو کے رہے گا جہاں





دین کی تعلیم نہ ہو جہاں دین کا شوق نہ ہو جہاں پہ فقہ کے مسائل نہ بیان کیے جائیں پوچھنے والا پوچھتا ہے اللہ کے رسول یہ ذمہ داری کس کی ہے؟

پیغمبر نے کہا کہ یہ ذمہ داری اس کی ہے جو خاندان کا سربراہ ہے کیونکہ تم میں سے ہر ایک کو خدا نے کسی نہ کسی کے اوپر مقرر کیا ہے اور اوپر والے سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر تم کسی علاقے کے حاکم ہو تو سوال کیا جائے گا تم نے رعایا سے کیسے برتاؤ کیا۔ خاندان کے سربراہ ہو تو سوال کیا جائے گا تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو دین کی کتنی تعلیم دی تھی اور اگر تم گھر میں بیٹھنے والی عورت ہو کہ جو بچے تمہاری گود میں ہیں تم سے پوچھا جائے گا تم نے ان کی تربیت کیسی کی ہے ان کو کتنا دین سکھایا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے سوال کیا جائے گا۔ آخری جملہ پیغمبر کی حدیث کا کیا تمہیں پتا نہیں کہ قرآن میں خدا نے اپنے اور اپنے اس نبی کی خصوصیت سے تعریف، کی ہے آپ نے عاشور کے دن اکثر یہ روایت سنی ہوگی کہ جس کے اندر تذکرہ ہوتا ہے امام حسین کا اور آیت پڑھی جاتی ہے سورہ فجر کی جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ ﴿**یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربک راضیة المرضیة**﴾ اے نفس مطمئن اپنے پروردگار کی طرف واپس آ اس حالت میں راضیة تو خدا سے راضی ہو اور خدا تجھ سے راضی ہے۔ یہ لقب قرآن مجید [illegible] امام کو دیا اور یہی لقب ایک اور نبی کو دیا ہے پیغمبر اسلام کہہ ر[illegible] س لقب [illegible] ام مظلوم کا لقب

ہے ایک اور نبی کو ملا ہے مگر کیوں ملا کیا بات تھی؟ کہ تم سے خدا راضی ہے خدا کیسے راضی ہے؟ ارشاد ہو رہا ہے حضرت اسماعیل کی تعریف کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو اپنی بیوی اور بچوں کو نماز کا حکم دیتے ہیں زکواۃ کا حکم دیتے ہیں اور اس وجہ سے خدا ان سے مکمل راضی ہے خدا کی بارگاہ میں ان کا مقام بڑا بلند ہے۔ نبی کو خدا کہہ رہا ہے کہ میں اس لیے راضی ہوا کہ اس نے اپنے گھر والوں پر بھی تبلیغ کی انہیں بھی دین کے واجبات بتائے۔ تو پیغمبر کا آخری فقرہ یہ کہ ذمہ دار تم ہو اگر تمہاری بیوی اور بچے ہیں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ یہی منزل ہے جہاں ہمارا پورا موضوع واضح ہو کر سامنے آئے گا کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ دیکھو تمہیں اپنے گھر والوں کو تعلیم دینی ہے دین کی تب تمہار اخاندان امام زمانہ کا حامی بنے گا تو امام نے اس کی مثال بھی پیش کی۔ بشیر بن سلمان کہتا ہے کہ رات کا وقت ہے اندھیرا چھا چکا ہے اور میں سامرہ میں اپنے مکان میں بیٹھا ہوں۔ یہ بردہ فروش ہے اس کا کیا کام ہے کہ کنیز اور غلام جو بازار میں فروخت ہوتے ہیں یہ انہیں خرید کر فروخت کرتا ہے۔ آج کی کاروباری اصطلاح میں اگر گفتگو کروں تو بڑا عجیب جملہ بن جائے گا مگر ہے یہی ہول سیل مارکیٹ سے خرید کر لاتا ہے اور ریٹیل Retail میں بیچتا ہے یہ اس کا کام ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے سامرہ میں اس کا مکان بہترین جگہ پر تھا سامرہ دار الخلافہ Capital ہے سارے امیر سارے وزیر سب یہیں پر





رہتے ہیں اور زیادہ کنیزیں بھی یہی لوگ خریدتے ہیں۔ اس کا گھر اسی محلہ میں تھا جہاں پہ امام کا گھر تھا بلکہ امام کی دیوار ملی ہوئی تھی اس کے گھر سے رات کا وقت ہے کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ کافور میرے پاس آیا۔ کافور ہمارے دسویں امام کے خاص غلام کا نام ہے اور کہتا ہے کہ امام تمہیں بلا رہے ہیں۔ اس زمانے میں امام سامرہ میں ہیں اور قیدی بنا کر لائے گئے ہیں۔ سلام کیا سلام کرنے کے بعد امام کہتے ہیں اے بشیر بن سلمان یہ حضرت ابو ایوب انصاری کی نسل میں سے ہے اور حضرت ابو ایوب انصاری ان صحابہ میں سے ہے جنہوں نے ہمیشہ اہل بیت کی خدمت کی ہے۔ زمانہ بدل گیا حالات خلاف ہو گئے سختیاں بڑھ گئیں لیکن اہل بیت کے علاوہ نہ کبھی کسی کی بیعت کی نہ کسی سے محبت کی امام کہتے ہیں کہ اے بشیر! تمہارا تعلق قبیلہ انصار سے ہے اور یہ وہ قبیلہ ہے کہ جنہوں نے ہمیشہ ہم سے محبت کی ہے مگر آج میں تمہیں ایک ایسی فضیلت دینا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے عام مومنوں سے تمہارا درجہ بلند ہو جائے گا۔

جناب نرجس خاتون کا امام کے گھر آنا::

بشر بن سلمان بالکل خاموش ہے امام نے ایک خط رومی زبان میں لکھا اور اس کو لفافے میں بند کر کے اس پر رومی زبان میں اپنا نام لکھا اور ایک رومال میں ایک سو بیس اشرفیاں باندھ کر اس کے حوالے کیں اور کہا اے بشر بن سلمان رات و رات سامرہ سے نکل جاؤ کل صبح بغداد میں فرات کے کنارے پہنچ جانا صبح کے

وقت فرات کے کنارے منڈی لگتی ہے بازار لگتا ہے کنیزوں اور غلاموں کا جن جن کے پاس کنیز وغلام ہوتے ہیں وہ کشتیوں میں لے کرآتے ہیں اور بازار میں بیچتے ہیں۔کل تم وہاں پہنچ جانا تم دیکھو گے کہ صبح سے بنوعباس کے سردار اور مختلف قبیلوں سے ان کے ایجنٹ ان کے وکیل صبح سے وہاں کھڑے ہوں گے۔بازار شروع ہوتو ہم اپنے آقاؤں کے لیے کچھ سامان خریدیں تم بھی کھڑے ہو جانا۔ جب سورج نکلے گا تو تم دیکھو گے کشتیاں آنا شروع ہوگئیں اور گھاٹ پر کنارے پر لگنا شروع ہوگئیں ۔تم دیکھتے رہنا عمر ابن یزید چونکہ اس کا پیشہ بھی یہی ہے ایک ایک آدمی کو پہچاننا۔ جب عمر ابن یزید اپنے غلام اور کنیز لے کرآئے تم اس کے قریب جانا مگر خاموش رہنا وہ ایک ایک کر کے کنیزوں اور غلاموں کو بازار میں پیش کرے گا اور لوگ قیمت بتا بتا کر لیتے جائیں گے۔اتنے میں وہ ایک ایسی کنیز کو پیش کرے گا جس کا طریقہ تمام کنیزوں سے مختلف ہوگا اب آج ہم جو کچھ بھی اپنے ذہن میں سوچیں بارہ سو تیرہ سو سال پہلے اس غلام و کنیز کی خواہش ہوتی تھی کہ ہم اچھے سے اچھے آقا کے ہاتھ فروخت ہوں۔اچھے مکان مل جائیں زیادہ مالدار آقا ہمیں ملے۔اس اعتبار سے وہ اپنے آپ کو نما'ں کر کے پیش کرتے تھے۔وہ اپنے آپ کو حسین سے حسین بنا کر پیش کرتے تھے تا کہ خریداران کو دیکھ کر ان کا انتخاب کر لے۔تم دیکھو گے تمام کنیزوں کے بالکل برعکس یہ جو کنیز تھی ریشمی لباس پہنے ہوگی۔اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے





ہوگی اور جب خریدار اس کو دیکھنے آگے بڑھیں گے تو یہ سب کو منع کرے گی اور پیچھے ہٹے گی۔کنیز تو آگے جاتی ہے اپنے آقا کے اپنے مالک کی دکان سے نکل کے محل میں جاتی ہے۔مگر یہ انکار کرے گی اور تم سنو گے کہ بار بار یہ کہے گی کہ ہائے کیسا وقت مجھ پر آن پڑا ہے اور کس انداز سے میری توہین اور بے عزتی کی جارہی ہے تم اس وقت دیکھو گے کہ ایک سردار آگے بڑھے گا اور کہے گا میں تین سو دینار میں اس کنیز کو خریدنا چاہتا ہوں۔

کنیز سنے گی تو کہے گی اے شخص اگر تم حضرت سلیمان کی دولت لے کرآ جاؤ تب بھی میری رغبت تیری جانب نہیں ہے میں تیرے گھر میں جانے کو تیار نہیں ہوں یہ سن کے وہ آدمی پیچھے ہٹ جائے گا مگر اس کنیز کا آقا عمر ابن بزید پریشان ہو کر کہے گا آخر میں تمہیں کس طرح بیچوں۔اپنا نقصان تو نہیں کر سکتا تم کسی کے ہاتھ فروخت ہونے کو تیار نہیں ہو۔وہ کنیز کہے گی عنقریب وہ آنے والا ہے جس کے گھر مجھے جانا ہے ایک انتہائی فضیلت وشرافت والا سید وسردار اس کا خط آنے والا ہے جس کا میں انتظار کر رہی ہوں بس ادھر کنیز یہ کہے ادھر تم فوراً آگے بڑھنا اور آگے بڑھنے کے بعد یہ میرا خط اس کنیز کے حوالے کر دینا۔

راوی بشر بن سلمان کہتا ہے کہ سارے واقعات اس طرح پیش آئے حتیٰ کہ جب یہ خط اس کنیز تک پہنچا تو اس نے آنکھوں سے لگایا اور رونے لگی اور روتے روتے اپنے آقا عمر بن یزید سے کہتی ہے اگر تم نے اس آدمی کے ہاتھ مجھے

فروخت نہ کیا جس نے یہ خط لکھا ہے تو پھر میں اپنے آپ کو ہلاک کرلوں گی ۔جب عمر بن یزید نے یہ سنا تو فوراً بشر بن سلمان سے کہنے لگا تو کس کی طرف سے آیا ہے میں نے کہا میرا ایک آقا ہے اور میں اس کی جانب سے خود مختار نمائندہ بن کے آیا ہوں قیمت پر تھوڑی بحث ہوئی اور پھر میں نے دیکھا کہ وہی رقم جو امام نے رومال میں باندھ کر دی تھی اس پر عمر ابن یزید راضی ہوگیا۔ میں نے اس کو پیسے دیے اور اس کنیز کو اپنے ساتھ لے کر اپنے مکان میں آیا بغداد میں ۔اب مجھے انتظار تھا کہ رات ہو جائے اور میں سامرا جاؤں۔رات کے وقت امامؑ نے بھیجا تھا اور رات کے وقت ہی آنے کا حکم دیا تھا۔میں نے دیکھا وہ کنیز بار بار اس خط کو کبھی آنکھوں سے لگاتی ہے کبھی سر پر رکھتی ہے اور کبھی پیشانی سے مسح کرتی ہے میں نے حیران ہو کر کہا کہ جبکہ تمہیں پتہ بھی نہیں ہے کہ یہ کس کا خط ہے۔تم نے اس کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ پھر یہ کیسی عقیدت یہ کیسی مودت ہے اس کنیز نے حیران ہو کر مجھے دیکھا اور کہا کہ اے عاجز اے انبیاء اوصیاء کی کم معرفت رکھنے والے سن میں بتاتی ہوں کہ اصل واقعہ کیا ہے ۔میں کنیز نہیں ہوں بلکہ روم جو اس زمانے میں مسلمانوں کے بعد دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی بلکہ برابر کی طاقت تھی میں روم کے بادشاہ کی پوتی ہوں میرے باپ کا نام یاشوعا ہے اور وہ قیصر روم کا بیٹا میں بادشاہ روم کی پوتی ہوں اور میرے دادا کو مجھ سے بڑی محبت تھی میرا اصلی نام ملکہ ہے۔اور بعض روایات





میں ان کو ریحانہ کہا گیا بعض میں ان کا نام سوسن ۔ بہر حال چار نام ہیں انہیں خاتون کے سوسن و ریحانہ و ملیکہ و نرجس ۔واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے بہت مختصر کر کے بیان کر کے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں ۔میرے دادا نے جب میری عمر تیرہ سال ہوئی بڑی شان وشوکت کے ساتھ میرا نکاح کرنا چاہا اور اپنے بھائی کے بیٹے سے میرا عقد کو طے کر دیا۔ جب قیصر روم کے دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کی پوتی کا نکاح ہو رہا ہو تو کیا شان وشوکت ہوگی۔ چار ہزار آدمیوں کو دربار میں بلایا گیا چار ہزار سرداروں کو بلایا گیا سات سو امیروں اور وزیروں اور تین سو ان لوگوں کو جو حضرت عیسی کے حواریوں کی اولاد میں سے تھے۔ پانچ ہزار کا مجمع تھا اور اتنا بڑا تخت کہ جس کے چالیس پائے تھے۔یہ میرے دادا نے اپنے لیے بنوایا تھا۔اور میری شادی کے موقع پر اسے لگایا اور بلند مقامات پر بتوں کو اور صلیبوں کو بلند کیا گیا۔ دولہا کو لا کے تخت پر بیٹھا گیا۔ سب سے بڑے پادری نے انجیل کو ہاتھ میں سنبھالا انجیل کی ورق گردانی کر کے انجیل کی تلاوت کرنا چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ چراغ بھڑ کے اور ان کی روشنی کم ہوئی بت اور صلیب ایک مرتبہ اوپر سے نیچے گرے اور انجیل اس پادری کے ہاتھ سے نیچے گری یہ منظر دیکھ کر سب پریشان ہو گئے ۔اور اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب روشنی آئی تو سب نے دیکھا کہ تخت بھی زمین پر گرا ہوا ہے اور ہونے والا دولہا بھی زمین پر پڑا ہوا ہے یہ منظر دیکھ کے میرے دادا کو بڑا غصہ

آیا۔ کہا کہ یہ لڑکا ہی مجھے منحوس لگتا ہے۔ اس لے یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کے دوسرے بھائی کو لایا جائے۔ اسے تخت پر لایا گیا اور پھر ایک مرتبہ نکاح شروع کیا گیا بالکل وہی کیفیت ہوئی تخت زمین پر گرا اور یہ لڑکا بھی زمین پر گر پڑا۔ یہ دیکھ کر ایک مرتبہ پھر دادا شرم اور غصے سے یہ اعلان کر کے واپس محل میں چلا گیا کہ یہ نکاح کی تقریب کو برخاست کیا جاتا ہے معلوم نہیں یہ کس کی نحوست ہے ۔اب ایک لڑکی جس پر ایسے وقت میں جبکہ اس کی شادی کے سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہوں یہ سانحہ پیش آ جائے اس کے دل کی کیا کیفیت ہو گی وہ کتنی غمگین ہو گی کتنی افسردہ ہو گی کتنی پریشان ہو گی اور کتنی شرمندہ ہو گی۔ یہ کہتی ہیں کہ میری بھی یہی کیفیت تھی۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ آدھی رات کو میری آنکھ لگی تو میں نے ایک عجیب منظر دیکھا یہی محل ہے وہی بڑا ہال اور کمرہ ہے جہاں دوپہر کے وقت نکاح کی تقریب ہونے والی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا وہاں پر ایک تخت لا کر رکھا گیا یہ تخت اس سے بھی بڑا ہے جو صبح کو میں نے دیکھا تھا لیکن سارا تخت نور کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت عیسی ﴿خود عیسی کو نبی مانتی ہے اور عیسائی ہے﴾ اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں جن کا کلمہ پڑھتی ہے۔ خواب میں ان کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ انتہائی خوشی کی حالت میں ہوں پھر یہ دیکھ کر میں حیران ہو گئی کہ کوئی اور آیا ہے اب جو آنے والا آیا اس کے ساتھ گیارہ اور شخصیات تھیں یہ بارہ کے بارہ آتے ہیں





اور اب جو آنے والا آیا وہ کوئی ایسی شخصیت تھی کہ حضرت عیسیٰ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ کر آنے والے کا استقبال کر رہے ہیں۔ جو عیسیٰ کو نبی مانے جو عیسی کو خدا کا بیٹا قرار دے جو عیسیٰ کا کلمہ پڑھے جب وہ یہ دیکھے کہ یہ عیسیٰ کسی اور کا استقبال کر رہے ہیں تو اس کی کیا کیفیت ہو گی۔ ایک مرتبہ جواب ملا یہ سارے انبیاء کے سردار جناب محمد مصطفیٰؐ اپنے وصی اور داماد کے ساتھ آئے ہیں اورؑ ان کے ساتھ ان کے دس بیٹے ہیں جن میں سلسلہ امامت ہے۔ میں نے یہ منظر دیکھا کہ حضرت عیسی سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی آپ کیسے تشریف لائے اے سردار انبیاء آپ نے کیسے زحمت کی۔ پیغمبر نے ایک مرتبہ میری جانب اشارہ کیا اور کہا میں چاہتا ہوں اپنے ایک بیٹے کا نکاح اس خاتون اس لڑکی سے کروں۔ ایک مرتبہ حضرت عیسی مڑے اپنے ایک حواری جن کا نام شمعون ابن سنا ہے کی طرف دیکھا۔ یہ حضرت عیسی کے نائب تھے یہ حضرت عیسی کے جانشین تھے اور انہی کی نسل سے یہ لڑکی جناب نرجس خاتون ہے۔ اور کہا اے شمعون تجھے مبارک ہو۔ سردار انبیاء تمہاری بیٹی کے لیے رشتہ لے کر آئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سعادت اور برکت کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ اپنے خاندان کو اس خاندان سے ملا دو۔ فقط عظمت دیکھیے اس خاتون کی اور پھر اس روایت کا آخری جملہ سمجھ گئے تو یہ سب مقصد سمجھ میں آ جائیگا ۔ یہ مشہور روایت دہرانے سے میرا مقصد کیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ کہا کہ اپنے

خاندان کو آل محمدؐ کے خاندان سے ملا دو۔ جناب شمعون نے اجازت دی۔ اور اب ایک مرتبہ جناب پیغمبر خدا اور جناب عیسیؑ تشریف فرما ہوئے پہلے حضرت عیسیؑ نے خطبہ پڑھا اور اس کے بعد نکاح کا آغاز ہوا۔ لڑکے کی طرف سے دس امامؑ گواہ بن رہے ہیں لڑکی کی جانب سے حضرت عیسی کے بارہ حواری گواہ بن رہے ہیں حضرت عیسیؑ اور پیغمبر اسلام نکاح پڑھتے ہیں۔ ایک نکاح وہ عظیم نکاح تھا جو آسمان پر ہوا جب مولائے کائناتؑ اور شہزادی فاطمہؑ الزہراؑ کا عقد ہوا تھا اور ایک یہ عظیم نکاح ہو رہا ہے کہ جس میں اتنے سارے معصومینؑ جمع ہیں۔ نکاح ختم ہوا اور میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد میری سمجھ میں آیا کہ آج صبح کے واقعہ کا مقصد کیا تھا۔ اب انتہائی خوشی کی حالت ہے مگر دل میں ایک بے چینی اور پریشانی ہے۔ یہ کہتی ہیں کہ چار دن اور چار راتیں گزر گئیں اور میں انتہائی بے چین اور پریشان ہوں کہ جن سے میرا نکاح ہوا جو میرے شوہر ہیں ابھی تو ان کی زیارت بھی نہیں کی۔ چار راتوں کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب مریمؑ ایک ہزار حوران بہشت کے ساتھ تشریف لاتی ہیں میں نے ان کو سلام کیا۔ ایک عیسائی عورت کا کیا عقیدہ ہے جناب مریم کے بارے میں اس کو ذہن میں رکھیں۔ میں نے سلام کیا انتہائی احترام کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ لیکن پھر وہی عجیب منظر میں نے دیکھا کہ کوئی اور خاتون آ رہی ہے اور ایک ایسی خاتون کہ جن کو آتا دیکھ کر جناب مریمؑ کے چہرے کا نور کم نظر آ رہا تھا





۔ اور ایسی خاتون کہ جن کو آتا دیکھ کر جناب مریمؑ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہیں اور آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتی ہیں۔ اب میں بڑی حیران کہ جناب مریمؑ جو ان کے عقیدے میں سب سے محترم ہیں کس کے استقبال کے لیے کھڑی ہو رہی ہیں۔ ایک مرتبہ سوال کیا۔ یہ کون ہیں۔ جواب ملا یہ سردار زنان عالم یعنی تمام کائنات کی عورتوں کی سردار، سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا ہیں۔ بس ایک مرتبہ میں تیزی سے آگے بڑھی اس لیے کہ مجھے یہ پتا تھا کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہیں اور جا کے شکایت کی کہ میرے شوہر اپنی زیارت کروانے میرے پاس اب تک تشریف نہیں لائے۔ شہزادی نے ایک مرتبہ کہا میرا بیٹا آئے تو کیسے آئے کیا تمہیں نہیں پتا کہ جو تمہارا عقیدہ ہے وہ عقیدہ ایسا ہے کہ جس سے خود مریمؑ و جناب عیسیٰؑ بھی بیزار ہیں۔ کہ جنہیں تم خدا کا بیٹا کہتی ہو جن مریم کے بارے میں تمہارا یہ اعتقاد ہے خود یہ بھی اس عقیدے کو نہیں مانتی۔ جب تک کہ تم اپنے عقیدے کو ایسا نہ بنا سکو جو مریم کا عقیدہ ہے میرا بیٹا تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ تڑپ کے کہا مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔ فرمایا کہ کلمہ پڑھو۔ ایک مرتبہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھو۔ ان معصومہ نے کلمہ پڑھایا۔ ادھر میں نے کلمہ پڑھا شہزادی نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور کہا کہ اب انتظار کرو۔

اگلی رات میں نے اپنے شوہر کی زیارت کی اور مسلسل امام معصوم کی زیارت کرتی رہی یہاں تک کہ ایک رات کو میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ کل صبح کو

تمہارا دادا (یہ وہ زمانہ ہے کہ مسلمانوں اور کافروں میں جنگیں ہو رہی تھیں) مسلمانوں کے خلاف خود لشکر لے کر نکلے گا ادھر میدان میں جائے گا اور جب بادشاہ خود چلا جائے تو محل کے پہرے میں سختی نہیں رہتی۔ اس سے پہلے باہر نکلنا ایک مسئلہ، اندر آنا ایک مسئلہ، ایک مرتبہ کہا کل تمہارا دادا چلا جائے گا لشکر لے کر۔ جب وہ جائے تو تم بھی اس کے جانے کے فوراً ابعد بھیس بدل کر کنیزوں کی شکل بنا کر اپنے دادا کے پیچھے روانہ ہونا اور ہم تک پہنچ جاؤ گی نشانی یہ ہے کہ ہمارا خط لے کر جو آدمی تمہارے پاس آئے بس اس کے ساتھ چلی آنا۔ میں اپنے دادا کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو کر کچھ کنیزوں کے ساتھ نکلی راستے میں مسلمانوں کی ایک فوج نے مجھے روکا، گرفتار کر کے قیدی بنالیا اور ایک بوڑھے کے ہاتھ فروخت کیا۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے اپنا نام بدل دیا ملیکہ شہزادیوں کا نام ہوتا ہے ایک مرتبہ میں نے کہا نرجس۔ اس نے سنا اور کہا نام تو کنیزوں جیسا لگ رہا ہے۔ اس نے مجھے عمر ابن یزید کے ہاتھ فروخت کیا اور وہاں سے میں تمہارے پاس اپنے آقا کا خط لے کر آ گئی۔ میں نے حیران ہو کر کہا اتنی اچھی عربی تم کیسے بول رہی ہو۔ کہا کہ میرے دادا کو مجھ سے بڑی محبت تھی اور اس نے چاہا کہ میں ساری تعلیم حاصل کروں۔ ساتھ ایک استانی رکھی گئی تھی جو عربی کی تعلیم دیتی تھی اب بشر ابن سلیمان کہتے ہیں کہ میں اگلی رات کی تاریکی میں ان کو لے کر امام کی خدمت میں پہنچا۔ وہاں پہ حکمرانوں کو یہ توقع





نہیں تھی وہ تو انتظار کر رہے تھے کیونکہ پیغمبر کی ایک حدیث سارے مسلمانوں میں مشہور تھی کہ میرا جو بیٹا آخری امام ہوگا اس کی ماں شہزادی ہوگی۔ اس اعتبار سے خود عباسی خلیفوں کو توقع تھی کہ کسی شہزادی سے جب نکاح ہو گیارہویں امام کا تب بارہویں کی ولادت ہو سکتی ہے اور ایسے انتظامات تھے کہ کوئی شہزادی اس مکان میں نہ آنے پائے اور یہی سبب ہے کہ کنیز بنا کے جناب نرجس خاتون کو لایا گیا۔

بشر ابن سلمان کہتے ہیں جب میں ان مخدرہ کو لے کر امام کی خدمت میں پہنچا امام کو سلام کیا امام نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا اے بشر ابن سلمان! تم نے دنیا اور آخرت دونوں کی فضیلت کو حاصل کر لیا ہے۔ اس کے بعد امام مخاطب ہوتے ہیں جناب نرجس خاتون سے، خواب میں جو کچھ ہوا وہ بہر حال دنیا سے باہر کی باتیں تھیں مگر شریعت اپنے مقام پر موجود ہے اس کی پابندی ضروری ہے۔ (دیکھیے امام شریعت کی پابندی کر کے ہمیں درس دے رہے ہیں کہ اہمیت شریعت کو دو۔ اب دسویں امام کو معلوم ہے کہ میرے جد پیغمبر اسلام نے اس کا نکاح پڑھایا ہے میرے بیٹے سے مگر ظاہری شریعت تو یہ کہتی ہے وہ خواب کی بات تھی معصوم کا خواب تھا مگر خواب کی بات تھی۔ ظاہری اعتبار سے یہ نکاح دوبارہ ہونا چاہیے۔ ایک مرتبہ کہا دیکھو تم یہاں تک آ گئی ہو۔ اب تمہاری مرضی ہے جو چاہو کرو میں تمہیں دس ہزار دینار دے کر رخصت کر دوں اور چاہو تو میں

تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کی خوش خبری سناؤں ۔ تمہاری مرضی ہے ۔ لڑکی پر بھی دباؤ ڈالنا اسلام سے اختلاف ہے مرضی پر چھوڑا جارہا ہے ۔ دس ہزار دینار اس زمانے کے اعتبار سے انتہائی کثیر رقم ہے تمہاری مرضی ہے چاہو تو یہ رقم لے کر چلی جاؤ اور چاہو تو یہ خوش خبری سن لو ۔ ایک مرتبہ جناب نرجس خاتون نے کہا کہ مجھے دولت نہیں چاہیے دولت کو چھوڑ کے یہاں آئی ہوں مجھے تو وہ خوشخبری چاہیے ، فرمایا تو پھر وہ سنو اور فرمایا تمہارے بطن سے تمہارے شکم سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا ۔ جو مشرق و مغرب ساری دنیا کا مالک بنے گا اور دنیا کے مرجانے کے بعد وہ دوبارہ دنیا کو زندہ کرے ۔ جب شریعت کی خلافت ورزی ہو جب واجبات کو چھوڑا جائے جب حرام کام کو انجام دیا جائے جب دین کا مذاق اڑایا جائے جب گناہ کرنا فخر کی بات بن جائے امام فرماتے ہیں وہ دنیا مردہ ہے دنیا مرگئی ہے دنیا والے مردہ ہیں چل پھر رہے ہیں کھا رہے ہیں پہن رہے ہیں مگر امام کہہ رہے ہیں کہ سب کے سب چلتی پھرتی لاشیں ہیں ۔

اب وہ دوبارہ دنیا کو زندہ کرے گا کس انداز سے فقط شریعت کو زندہ کر کے ۔ ایک مرتبہ جناب ملیکہ ( جناب نرجس ) نے سوال کیا کہ یہ بیٹا کس سے ہوگا ۔ دسویں امام نے فرمایا میرے اسی بیٹے سے جس سے پیغمبر اسلام اور حضرت عیسیٰ نے خواب میں تمہارا نکاح پڑھوایا تھا اور اس کے بعد ایک مرتبہ کافور سے کہا جا کر میری بہن کو بلا کر لاؤ ۔ جناب حکیمہ خاتون آتی ہیں پہلے گفتگو ہو چکی تھی ۔





دسویں امام فقط ایک جملہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ وہی عورت ہے کہ جس کا میں نے تذکرہ کیا تھا جو میری بہو اور میرے بیٹے کی بیوی بنے گی ۔ جناب حکمیہ خاتون نے ایک مرتبہ گلے سے لگایا ۔

جناب نرجس خاتون قیصر روم کی پوتی ہیں جناب عیسیٰ کے وصی شمعون ابن اصفا کی بیٹی ہیں یہ وہ ہیں کہ جنہیں دنیا کی تمام تعلیم دی جا چکی ہے ۔ بارہویں امام کی ہونے والی ماں ہیں گیارہویں امام کی بیوی ہیں دسویں امام کی بہو ہیں ، جناب سیدہ کی بہو ہیں خاندان اہل بیت سے ان کا تعلق ہے اور یہ بھی تاریخ کہتی ہے کہ ان کی گود میں فقط ایک بیٹا پروان چڑھنا ہے بارہواں امام کہ جنہیں نہ تعلیم کی ضرورت ہے نہ تربیت کی ضرورت ہے اور نہ اسے یہ ضرورت ہے کہ کوئی اسے سکھائے ۔ بارہویں امام کی ماں بننا ہے مگر گیارہویں امام سے نکاح سے پہلے ظاہری نکاح نہیں ہوا ہے وہ بعد میں ہوا تھا مگر اب نکاح سے پہلے دسویں امام جناب حکیمہ سے فرماتے ہیں جناب نرجس خاتون کو لے جاؤ اور اسے پہلے دین کے واجبات و مستحبات کی تعلیم دو ۔ پہلے اسے علم فقہ کی تعلیم دو ، واجبات و سنن کی تعلیم دو ، پہلے واجبات سکھائے جائیں گے ، پہلے مستحبات سکھائے جائیں گے اس کے بعد نکاح ہوگا ۔ اس کے بعد ظاہری عقد ہوگا ۔ جناب نرجس خاتون جیسی عظیم شخصیت ، صاحب مرتبت شخصیت جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ معاذ اللہ کوئی غلطی ہو جائے ۔ کوئی گناہ ہو جائے ، کوئی لغزش ہو جائے

۔مگر دسویں امام نے بتایا دیکھو یہ خاندان اہل بیت ہے یہاں کا طریقہ ہے کہ نرجس خاتون جیسی عظیم شخصیت ہے تب بھی پہلے علم دین حاصل کرنا پڑے گا۔ پہلے واجبات کی تعلیم حاصل کرنا پڑے گی اور اس کے بعد بہو بن سکتی ہے دسویں امام کی۔اس کے بعد رشتہ ہو سکتا ہے اس خاندان میں۔تاریخ نے بتایا کہ پہلے جا کے نرجس خاتون کو علم فقہ حاصل کرنا پڑا اور اس کے بعد نکاح دسویں امام کے گھر کے اندر۔اب اندازہ کریں کہ گھر کی عورتوں کی دینی تعلیم کتنی اہم ہے کتنی اہم ہے کہ نرجس خاتون کو بھی اپنے گھر میں بہو بننے کا شرف نہیں دے رہے جب تک علم فقہ نہ حاصل کر لے۔اگر فرض کیجئے بارہویں امام کے ساتھ کوئی اولاد ہونے والی ہوتی تو ٹھیک تھا، امام کو ضرورت نہیں ہے مگر دوسرے بیٹے کو تو ضرورت ہے۔نہیں فقط ایک بیٹا ایک اولاد جو معصوم ابن معصوم ہے مگر اس کے باوجود پہلے تعلیم دلوائی جائے گی پھر اس خاندان میں شامل ہو سکیں گے۔

یہ امام کا جملہ کس کے لیے ہے۔ ہمارے لیے ہے اس جملے میں غور فرمایئے جب بارہویں امام کی والدہ کو علم فقہ حاصل کرنا پڑے گا تو ہمارے یہاں کی عورتیں غیر معصوم بھی ہیں گناہ بھی کر سکتی ہیں لغزشیں بھی ہو سکتی ہیں اور کچھ گناہ ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا پتا بھی نہیں کہ یہ گناہ ہے۔ایک گناہ تو آدمی گناہ کی نیت سے کرتا ہے ایسے گناہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا پتا بھی نہیں کہ یہ گناہ ہے۔بتانے والے نے بتایا نہیں، گھر کے سربراہ نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا۔گھر کے





مردوں نے اپنی ڈیوٹی کا خیال نہیں رکھا۔ان بیچاریوں کو پتا نہ چلا گناہ ان سے ہوا ذمہ دار مرد قرار پائے اور یہی وہ سبق ہے کہ آج جناب نرجس خاتون کو حوالے کر رہے ہیں جناب حکیمہ خاتون کے۔ دسویں امام ساری امت کی عورتوں کو درس دے رہے ہیں، ساری کائنات کے مردوں کو درس دے رہے ہیں یہ سیرت معصوم۔ یہ وہ سبق ہے جو آج دسویں امام نے ہمیں بتایا۔اہل بیت ایک ہی بات کو بار بار دہراتے ہیں کسی طریقے سے تو سمجھو کسی انداز سے تو یاد کرو یہ وہی سبق ہے جو اس سے پہلے میدان کربلا میں شہزادی زینب نے ہم کو بتایا تھا ۔ آج دسویں امام کہہ رہے ہیں کہ نرجس خاتون پہلے واجبات کی تعلیم حاصل کرے اور کربلا کے میدان میں زینب بتا رہی ہیں کہ آ کے دیکھو مسئلہ پوچھنے کی اہمیت کیا ہے، دین کا علم حاصل کرنے کی اہمیت کیا ہے۔حتیٰ کہ مسئلہ اگر معلوم بھی ہے تب بھی تحقیق کیے بغیر عمل نہ کرو۔ جناب زینب جنہیں معصوم کہتے ہیں انت عالمۃ وغیر معلمۃ۔ پھوپھی اماں آپ تو اتنی بڑی عالمہ ہیں کہ کسی سکھانے والے کو تمہیں سکھانے کی ضرورت نہیں۔ وہ زینب جب علیؑ کوفہ کے حاکم تھے ہر ہفتے چار ہزار عورت آ کر قرآن کی تفسیر زینبؑ سے حاصل کرتی تھیں۔کیا ایک معمولی مسئلہ زینب کو نہیں معلوم کہ جان پر جب خطرہ آ جائے تو اس وقت کیا حکم شریعت ہے مگر زینب کو درس دینا تھا کہ دیکھو شریعت کی اہمیت تعلیم دین کی اہمیت علم فقہ کی اہمیت اتنی ہے کہ اگر خیمے جل رہے ہیں اور اگر پورا گھرانہ شہید ہو چکا

ہوتب بھی کوئی مسئلہ پیش آجائے تو اپنی مرضی سے عمل نہ کرو چلتے ہوئے خیمے میں سید سجاد کے شانے کو ہلا کے زینبؑ مسئلہ پوچھ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ بیٹا سجاد او میرا بیمار بیٹا اب تو وقت کا امام ہے مسئلہ بتا کہ خیام جل چکے ہیں ہمارے سروں سے چادریں چھن چکی ہیں اب بتاؤ ہمارا کیا فریضہ ہے کیا خیام میں جل جائیں یا باہر جائیں۔ میرا اسلام ہو اس مخدومہ بی بی پر کہ کربلا کے میدان میں مسئلہ پوچھ کر زینبؑ نے جہاں ایک طرف تعلیم دین کی اہمیت کو بتایا وہاں ام المصائب بی بی نے یہ بھی ثابت کیا کہ یہ علیؑ کی بیٹی ہیں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ بڑے سے بڑا بہادر جوان آدمی وہ بھی اس وقت پریشان ہو جاتا ہے جب کسی کے یہاں اس کے بیٹے کا انتقال ہو جاتا ہے مثلاً بڑا تجربہ کار ڈاکٹر ہے آنکھیں بند کر کے بتا دیتا ہے کہ کیا مرض ہے مگر آپ نے جا کر کہا ڈاکٹر صاحب ذرا بتایئے تو سہی مجھے کیا مرض ہے بہت اخلاق والا ہوگا تب بھی وہ کہے گا بھائی جان دیکھتے نہیں میرا جوان بیٹا مر رہا ہے میرا دل قابو میں نہیں ہے کسی اور وقت میں آکر پوچھنا، جب کہیں آگ لگ رہی ہو انتہائی ہوشیار مرد بھی گھبراء جاتا ہے مگر زینبؑ کو جلتے ہوئے خیام کو دیکھ کر بھی شریعت کا احساس ہے فقہ کا احساس ہے اسی لیے امام سجاد سے آکر مسئلہ پوچھا جب امام نے کہا پھوپھی اماں باہر جاؤ تو فرمایا میرا بیٹا دیکھو ہمارے سر عریاں ہیں تو بیمار کربلا نے کہا پھوپھی اماں ایسے نہ جاؤ بلکہ سر میں خاک ملاؤ۔ زلزلہ آجائے گا۔ انتہائی بہادر آدمی ہو تو پریشان ہوتا





ہے مگر میرا اسلام ہو اس زینبؑ کے اوپر کہ میدان کربلا میں یہ ساری مصیبتیں جمع ہو گئی تھیں ایک نہیں اٹھارہ لاشیں زینبؑ جلتی ریت پر دیکھ رہی ہے اور ایک نہیں سارے خیموں میں آگ لگ گئی ہے سارے خیمے جل رہے ہیں۔ شہزادی سکینہؑ کا کرتہ جل رہا ہے اور زمین کربلا میں مسلسل زلزلہ ہے سیاہ آندھیاں چل رہی ہے۔ مگر علیؑ کی زینبؑ بیٹی عباس کی بہن ہے زینبؑ۔ اٹھارہ لاشیں, جلتے ہوئے خیمے, میدان کربلا میں زلزلہ زینبؑ پریشان نہیں ہوئیں ، بچوں کو سنبھالا کبھی بیبیوں کو تسلی دی اور جب میرا مولا جل رہا تھا تو جلتے ہوئے خیمے سے میرے مولا سجادؑ کو باہر لائیں۔

دعائے غیبت امام زمانہؑ

اللھم عرفنی نفسک فانک ان لم تعرفنی نفسک لم اعرف نبیک اللھم عرفنی رسولک فانک ان لم تعرفنی رسولک لم اعرف حجتک اللھم عرفنی حجتک فانک ان لم تعرفنی حجتک ضللت عن دینیی یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

## استقبال امام زمانہؑ اور ہماری ذمہ داریاں

آجکل جتنے بھی دشمن دین واسلام ہیں چاہے ان کا تعلق مشرق سے ہو چاہے مغرب سے ان سب کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں میں جو ایک نیا جذبہ پیدا ہوا ہے اور ایک خاص اسپرٹ Aspiret'' آئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں میں جو ایک آنے والے امام کا انتظار کر رہے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک امام آیگا آج سے پہلے تو یہ تھا کہ یہ کہہ کر لوگوں کو سلا دیا تھا کہ تمہارا کام ہے گھر میں بیٹھ کر انتظار کرنا جب امام آئے تب تیار ہو کر باہر نکلنا ابھی تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اکثر مذاق مذاق میں لوگ کہہ جاتے ہیں لیکن یہ مذاق بناتا ہے کہ دل میں کیا خیال ہے کہ جب وہ کوئی اس قسم کی تقریر سنے کہ جس میں اصلاح کی بات ہو نماز کی بات ہو پردے کی بات ہو داڑھی کی بات ہو تو ایک مرتبہ یہی کہا جاتا ہے کہ آپ یہ کیا غضب کر رہے ہیں اگر آپ جیسے دو چار اور پیدا ہو گئے تو پھر تو امام زمانہؑ کبھی نہیں آئیں گے کیونکہ ہم نے یہی سنا ہے کہ جتنے زیادہ گناہ بڑھتے جائیں گے اتنا ہی جلد امام آجائیں گے بلکہ بعض لوگ جو اپنے گناہ کی آخری حد تک پہنچے ہوتے ہیں گناہ کرتے ہیں اور فخر





کے ساتھ کہا کرتے ہیں داڑھی منڈوا رہا ہے اور یہ کہتے ہوئے منڈوا رہا ہے شراب پی رہا ہے اور یہ کہتے ہوئے پی رہا ہے کہ میں امام زمانہؑ کو جلدی بلانے کا انتظام کر رہا ہوں۔

اب یہ جو خیال دشمنان دین نے ہمارے ذہن میں ڈالا تھا آج یہ خیال ختم ہو گیا اور پھر ایک یہ احساس پیدا ہو گیا کہ امام کے انتظار کا مقصد کیا؟ کیا ہمیں امام کی فوج کا سپاہی بن کے تیار بیٹھنا ہے اور اگر ہمیں اس دنیا میں شہادت ملتی ہے تو شہادت کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات یقینی ہو گئی کہ جب امام آئیں گے اور کوئی ان کی فوج میں ہو نہ ہو ہم ضرور ہونگے کیونکہ آدم سے لیکر ظہور

امام تک جتنے مردوں اور عورتوں نے اپنی جان کو دین کی خاطر قربان کیا ہے وہ سب لشکر امام میں شمولیت کے لئے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تو اب مغرب کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کچھ ایسا کرو کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ختم ہو جائے کمزور پڑ جائے۔

چنانچہ اس کے لئے باقاعدہ طور پر یہ سازش بنائی گئی ہے اور آہستہ آہستہ اس پر عمل ہو رہا ہے کہ کسی بھی طریقے سے ان لوگوں کے عقیدے کو کمزور کیا جائے اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ مسلسل ناول لکھے جا رہے ہیں جن کا نام ہی یہی ہے مہدی یہ اس ناول کا نام ہے جو آپ کو اس وقت مغرب میں کثرت سے نظر آئے گا یہ بتایا گیا ہے کہ کس انداز سے معجزے دکھا کر اس سازش کو مکمل کیا جائے

گا اور یہی وہ مرحلہ ہے یہی وہ مسئلہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں پر ایک بات خاص طور پر ہمارے علماء بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی آپ کوئی ایسا واقعہ سنیں کوئی ایسا معجزہ سنیں کوئی ایسی بات سنیں کہ بظاہر ایسا لگے کہ اس میں تو دین کا بڑا فائدہ ہے تو فوراً اس سے امپرس Impresse نہ ہوں فوراً اس سے متاثر نہ ہوں فوراً اس کی عزت اور احترام نہ کریں بلکہ پہلے یہ دیکھ لیں کہ جو کچھ مجھے بتایا جا رہا ہے شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں ہے اور اس چیز سے پہلے بھی کئی مثالیں ہو چکی ہیں چاہے آپ کے کان میں یہ واقعہ امریکہ سے آئے بر طانیہ سے آئے یورپ سے آئے بحرین سے آئے۔ مسقط سے آئے پاکستان سے اگر بظاہر کوئی چیز دین کے فائدے کے لئے بھی آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے تو اس وقت تک اسے قبول نہ کریں نہ مانیں جب تک پہلے یہ طے نہ ہو جائے کہ یہ شریعت کے خلاف تو نہیں آ رہی ایک مثال میں دے دوں بڑی خشک مثال ہے سر میں درد ہونے لگے گا۔

اب سے چند سال پہلے مصر کے ایک سکالر Philospher نے ایک عجیب نظریہ پیش کیا مسلمانوں کے سامنے ڈاکٹر خلیفہ اس کا نام تھا اور ہر آدمی اس سے متاثر کہ اس نے کمپوٹر کی مدد سے یہ ثابت کیا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور اس کے لئے دلیل یہ لے کر آیا کہ قرآن 23 سال میں نازل ہوا ہے اب ہم قرآن کو دیکھتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک عدد ہے انیس کا پورے قرآن کی





بنیاد اسی کے اوپر ہے اور 23 سال تک پورے قرآن میں اس بات کا خیال رکھنا کہ انیس کا عدد ہر آیت اور ہر سورہ میں رہے یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے کیونکہ انسان کی یاداشت کتنی ہی کیوں نہ اچھی ہو 23 سال میں اسے کہیں نہ کہیں بھول جانا چاہئے تھا ہمارے انگریزی رسالوں میں اس کی ریسرچ Research چھپی اُردو میں ترجمہ ہوا گجراتی کتابوں میں یہ بات آئی اور ہمارے نوجوان بڑے متاثر دیکھائی دیئے۔ تحقیق یہ ہے سائنٹیفک saentct ریسرچ یہ ہے جدید تحقیقات جس سے ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کس کس انداز سے خدا کا کلام ہے اب وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ بسم اللہ اگر پہلی آیت ہے تو انیس عدد ہیں وہ ثابت کر رہا ہے کہ بسم اللہ کے ایک ایک لفظ کو قرآن سے جتنی مرتبہ بھی دہرایا ہے سب انیس کا خیال رکھتے ہوئے دہرایا ہے اب وہ یہ ثابت کرر ہا ہے کہ قرآن کو کتنا خیال ہے کہ انیس بگڑنے نہ پائے کہ مثلا لفظ کس قرآن میں ایک سو چودہ مرتبہ آیا ہے جو انیس سے چھ پر تقسیم ہوتا ہے ایک منزل پر ایک عجیب وغریب آیت آئی جس میں لفظ ک آنا چاہئے تھا لیکن اگر لفظ ک آتا تو ایک سو چودہ کی بجائے ایک سو پندرہ ہو جاتا اور انیس کا تسلسل بگڑ جاتا ہے تو خدا نے لفظ ک کو بدل دیا۔

حضرت لوطؑ کی قوم کا واقعہ کہ ہر جگہ ان کی قوم کو کہا ہے قوم لوط ایک آیت میں کہا اخوان لوط، لوط کے بھائی فقط اس لئے کہ ایک ک زیادہ نہ ہونے پائے

اس قسم کی بہت لمبی چوڑی ریسرچ تھی یہاں بیان کرنا بیکار ہے لیکن اب پتہ چلا کہ اس کا مقصد کیا تھا؟ اب معلوم ہوا کہ کس طرح کمپیوٹر اس کے ذریعے سے قرآن کو خدا کی کتاب ثابت کر کے رسالت کو مکمل طور پر ختم کیا جا رہا ہے اب وہی آدمی مسجد بنا کر بیٹھا ہے امریکہ میں اور اذان میں سے رسول کا نام اس نے نکالا جو اب تک بڑے سے بڑا دشمن دین بھی نہ کر سکا۔ پوچھا گیا کیوں ایسا کیا اس نے کہا کہ میرے نزدیک رسول کی رسالت بھی ثابت نہیں، پھر قرآن کیسے ثابت ہو گیا کہا اس لئے کہ کمپیوٹر نے تصدیق کر دی ہے کہ خدا کی کتاب ہے اگر کمپیوٹر نہ ہوتا تو قرآن بھی میرے نزدیک ثابت نہیں تھا اور یہ بھی آگے چل کے واضح ہو گیا کہ ایک ایسا فرقہ جسے انگریزوں نے بنایا اور اس لئے بنایا کہ مومنوں کو امام زمانہ سے دور کیا جائے بہائی فرقہ ان کے یہاں انیس کے فرقہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اب اسی کی ایک سازش تھی جس سے ہر مسلمان متاثر ہے پس یہ کہا گیا سوچے سمجھے بغیر کسی بات کو قبول نہ کرو سوچنے سمجھنے کا کیا مقصد؟

جو معجزہ تمہارے سامنے آئے جو ریسرچ Research تمہارے سامنے آئے جو جدید بات تمہارے سامنے آئے حتیٰ کہ یہ اگر کوئی خواب بھی تمہارے سامنے آتا ہے رسول و امام والا خواب تو پہلے اسے شریعت کے اصولوں سے ملاؤ اگر شریعت کے مطابق ہے تو قبول ہے ورنہ وہ ریسرچ غلط کر امت غلط وہ عجیب و غریب بات غلط اور اسی وجہ سے ہمارے آئمہ معصومینؑ نے





تمام چیزوں کے بارے میں ہمیں ایسے اصول دے دیئے کہ جن سے ان کے ماننے والے بہک سکتے تھے ایسے اصول دے دیئے تو اگر کوئی آدمی صحیح طریقے سے ان کو یاد رکھ لے تو بہک نہیں سکتا اور چونکہ مشکل ترین مسئلہ امام زمانہؑ کا مسئلہ تھا کہ جب چھٹے امام سے پوچھا گیا کہ مولا امام زمانہؑ کب ظاہر ہونگے؟

یہ سوال ہر امام سے انؑ کے ماننے والوں نے مختلف اوقات میں پوچھا تھا اور ہر امام نے موقعہ محل دیکھ کے اس کا جواب دیا آپ کو پیغمبر اسلام کی حدیثیں ملیں گی آپ کو جناب سیدہؑ کی حدیثیں ملیں گی اور امیر المومنینؑ سے آپ کو حدیثیں ملیں گی۔ اب چھٹے امام سے یہ سوال کیا۔ امام نے صرف ایک جملہ کہا امام نے جواب دیا جب خود امام کے ماننے والے مایوس ہو جائیں گے کہ کوئی امام آنے والا نہیں ہے یہ بتایا چھٹے امام نے امام زمانہؑ اس وقت ظاہر ہونگے جب مومنین انتظار کرتے کرتے مایوس ہو جائیں گے اب تک امام نہیں آئے ہم پر یہ مصیبتیں نازل ہوئیں امام نہیں آئے یہ پریشانیاں آئیں امام نہیں آئے ہمیں فقط صحیح عقیدے کی وجہ سے قتل کیا گیا امام نہیں آئے ہمارے گھروں کو جلایا اور لوٹا گیا امام نہیں آئے ہم پر یہ ساری پریشانیاں آ رہی ہیں ہم پکار بھی رہے ہیں ہم عریضے بھی بھیج رہے ہیں ہم امام کو آواز بھی دے رہے ہیں امام نہیں آئے اب آہستہ آہستہ بڑھ کر یہ خیال یہاں تک پہنچے گا کہ کوئی امام ہے ہی نہیں اور شاید آپ کو یقین نہ آئے کہ ہمارے ہی ہم عقیدہ لوگوں میں سے کسی نے

ریسرچ کر کے ایک کتاب لکھ کر امریکہ سے PHD کی ڈگری لی کہ امام زمانہؑ نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے بلکہ جب شیعیان اہل بیتؑ پر ظالموں نے زیادہ مظالم کیے تو علماء نے ان کو تسلی دینے کے لئے کہ ٹھہر جاؤ تمہارے لئے اچھا وقت آنے والا ہے یہ عقیدہ بنایا اب ہمارے قلم خریدے گئے اب ہمارے نوجوان تحقیق کر کے ایسی باتیں لکھ رہے ہیں چھٹے امام چودہ سو سال پہلے بتا گئے۔ امام اس وقت آئیں گے کہ انتظار کرنے والے مایوس ہو جائیں گے۔ یاد رکھو جس نے امام کے بارے میں جلدی کی وہ ہلاک ہو گیا اور گمراہ ہو گیا اب جب امام کو یہ معلوم تھا کہ آخری زمانے میں ہمارے ماننے والے بھی پریشان ہو جائیں گے اور ان کا عقیدہ بگڑے گا تو امام نے پہلے ہی سے ہمیں وہ تمام واقعات وہ تمام نشانیاں اور وہ تمام حالات بتا دیئے جس کے بعد انسان کا عقیدہ مستحکم اور مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے چنانچہ ہمارے پاس تاریخ سے تسلسل سے روایتیں آرہی ہے کہ کس طرح سے امام دنیا کے سامنے آئیں گے۔

امام زمانہؑ کو بچانے کیلیے مشکلات::

گیارہویں امام کا امتحان یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو اس طرح رکھنا کہ ایک طرف حکومت کو پتہ بھی نہ چلنے پائے اور دوسری جانب صاحبان ایمان کو یہ خبر ملتی رہے ورنہ ان کا عقیدہ کہیں بگڑ نہ جائے یہ سازش تیار ہو چکی تھی حکومت کے دربار میں اگر گیارہوں امام لاولد انتقال کر جائیں ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو فوراً اس خاندان





کے کسی شخص کو اپنے ساتھ ملا کر یہ اعلان کر دیا جائے اور ان کو خاندان کا سربراہ بنا دیا جائے پہلے تو یہ طریقہ تھا کہ ہمیشہ امام معصوم اپنے خاندان کا سربراہ بنتا تھا چاہے ان کی عمر چار سال ہو یا پانچ سال مگر اب یہ سازش تیار ہوئی امام کے چار بیٹے تھے دسویں امام کے یہ کہا جاتا ہے یعنی گیارہویں امام کے تین بھائی تھے ان میں سے ایک کا نام جعفر تھا جناب جعفر کو تو تاریخ میں جعفر کذاب اور جعفر تواب کہا جاتا ہے کذاب کے معنی جھوٹ بولنے والے اور تواب کے معنی توبہ کرنے والے تو کہا یہ جاتا ہے حالانکہ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ یہ کہا غلط جاتا ہے مگر اس کی تشریح بعد میں ہوگی۔

کہا یہ جاتا ہے کہ حکومت نے یہ سازش کر لی تھی کہ گیارہویں امام کی شہادت کے بعد ان کے بھائی جناب جعفر کو اپنے ساتھ ملایا جائے جناب جعفر اعلان کریں کہ میرے بھائی کی کوئی اولاد نہیں تھی اب گیارہویں امام کا زمانہ اتنا مشکل کہ مومنوں کے لیے گیارہویں امام تک جانا بہت ہی مشکل تھا فقط دس پندرہ یا بیس آدمی پہنچ پائے تھے ساری زندگی میں تو عام لوگ ان کو تو کچھ نہیں پتہ وہ جب گھر کے اندر سے یہ سنیں گے فیملی کے ایک آدمی کی زبانی یہ سنیں گے کہ گیارہویں امام لااولاد اس دنیا سے گئے تو وہ فوراً یقین کر لیں گے کہ جب بھائی کہہ رہا ہے تو صحیح کہہ رہا ہوگا جس کا نتیجہ کیا نکلے گا جناب جعفر سے یہ کہا گیا کہ تم خاندان کے سربراہ بن جانا اور ساری جائداد کا امامؑ کا سارا ترکہ امام کی ساری

میراث تمہیں مل جائے گی مگر ایک دوسرا جو اس کا نتیجہ نکلنے والا تھا وہ بڑا خطرناک تھا ساتویں امام کے زمانے ہی سے صاحبان ایمان کے کئی فرقے بن گئے تھے اب گیارہویں امام کی شہادت کے بعد اگر لوگوں کو یہ پتہ چلتا کہ گیارہویں امام کی کوئی اولاد نہیں ہے تو سب سے بڑا نقصان کیا ہوتا کہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ رسول نے کہا میرے بعد بارہ امام ہونگے گیارہویں امام پر اگر امامت رک جاتی تو یہ سلسلہ گیارہ کا رہ گیا جتنے ماننے والے وہ شک میں پڑ جاتے کہ اب تک ہم غلطی پر تھے بارہ پورے ہونے چاہیے اب ڈھونڈو کہ بارہ کہاں پورے ہو رہے ہیں وہ اپنے اس عقیدے کو ہم نے گیارہ کو مانا فوراً چھوڑ دیتے امامت کا بارہ تک نہ پہنچنا یہ تقریباً سب کو گمراہ کر دیتا آج ہم جتنے اطمینان کے ساتھ اس معاملے میں بیٹھے ہیں بحمد اللہ ہمارے عقیدے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عمل ہمارا ہر وقت خطرے میں ہے یہ دوسری بات ہے لیکن اس زمانے میں معاملہ الٹا تھا عمل تقریباً ہر ایک کا ٹھیک تھا لیکن عقیدے کا امتحان دینا پڑتا تھا ہر آدمی کو یہ خوف رہتا تھا اتنے سارے آدمیوں نے امامت کا اعلان کر رکھا تھا کہ یہ آدمی ڈرتا رہتا تھا جسے میں مان رہا ہوں یہ صحیح ہے بھی یا نہیں خصوصیت کے ساتھ دسویں اور گیارہویں امام قید کی حالت میں تھے وہ معجزات وہ واقعات بھی لوگوں نے نہیں دیکھے جو اس سے پہلے اماموں کے دیکھتے تھے۔

اب اگر امامت گیارہ کے بعد ختم ہو جاتی تو یہ یقین تو سب کو آ جاتا کہ ہم





غلط سلسلہ کو مان رہے تھے تو یہ ایک بہت بڑی سازس کی گی جس کا مقصد کئی فائدوں کو حاصل کرنا تھا اب گیارہویں امام کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ ان سازشوں کو ناکام بنائیں چنانچہ پہلی منزل پر امام کے بیٹے کی ولادت ہوئی امام نے ان لوگوں کو دکھا دیا کہ جن کے بارے میں یہ یقین تھا کہ یہ اس راز کو چھپائیں گے اور جب وقت آیا تو لوگوں تک اس راز کو پہنچائیں گے اور بتائیں گے کل آپ نے سنا کنیزوں کو ایک ایک کر کے بلایا گیا پھر غلاموں کو بلایا جا رہا ہے اس کے بعد باہر کے لوگوں کو بلایا جا رہا ہے۔

یعقوب کی روایت ہے میں ایک دن امام کے پاس گیا اپنے شہر بغداد سے مولاً آپ کے بعد کون امام بننے والا ہے امام نے ایک مرتبہ کہا پردہ ہٹاؤ امام کے کمرے کے پیچھے ایک کمرہ اور تھا دروازے پر پردہ لٹک رہا تھا میں نے پردہ ہٹایا میں نے دیکھا کہ ایک تین سال کا بچہ حسین وجمیل باہر آیا امام کہتے ہیں یہ ہے میرے بعد تمہارا امام بچہ اندر گیا پردہ میں نے ڈال دیا امام کہتے ہیں پھر پردہ ہٹاؤ اب جو میں نے پردہ ہٹایا تو کمرہ بالکل خالی ہے جبکہ اس کمرے میں نہ کوئی اور دروازہ ہے نہ کوئی کھڑکی ہے نہ روشندان ہے امام نے کہا اسی طرح خداوند عالم اپنی حجت کو محفوظ کرے گا خادم فارسی کہتے ہیں میں امام کے پاس پہنچا مولاً آپ کے بعد کون امام ہوگا ایک کنیز وہاں سے گزر رہی تھی جس کے ہاتھ میں کچھ سامان تھا امام نے ایک مرتبہ اسے روکا کہا کہ اس کو دیکھاؤ کہ

تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اس کنیز نے ایک مرتبہ وہ کپڑا ہٹایا جس میں سمجھ رہا تھا کوئی کور Cover ڈالا گیا ہے کپڑا ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ ہاتھوں میں ایک بچہ ہے امام نے کہا یہ میرے بعد تمہارا امام ہونے والا ہے اب اندازہ کریں کہ کس انداز سے بتایا بھی جا رہا ہے چھپایا بھی جا رہا ہے کنیز بچے کو لے کے مکان میں ٹہل رہی مگر اس طرح سے کہ خادم بیٹھے ہیں اندازہ تک نہ ہو کہ اس کے ہاتھ میں بچہ ہو سکتا ہے وہ سمجھے کہ کوئی سامان ہے۔

یعقوب نے دیکھا کہ بارہویں امام اس کمرہ میں ہیں لیکن دوبارہ گئے تو کمرہ خالی نظر آیا یہ تو دکھانے کی بات تھی، چھپانے کے انتظامات اسطرح کے تھے کہ تاریخ کہتی ہے کہ گیارہویں امام نے اپنے کمرے کے بالکل برابر جناب نرجس خاتونؑ کے لئے ایک کمرہ بنایا تھا جناب نرجس خاتونؑ بھی بارہویں امام کی ولادت کے بعد عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئی تھیں اس کے بعد نہ گھر کے غلاموں کے سامنے آتی تھیں نہ گھر کی کنیزوں کے سامنے آتی تھیں نہ امام کے رشتہ داروں کے سامنے آتی تھیں بلکہ روایت میں تو یہاں تک ہے کہ جناب نرجس خاتون جناب حکیمہ خاتون کے سامنے بھی نہیں آتی تھیں حفاظت کا پورا انتظام ہو رہا ہے اپنے کمرے کے پیچھے امام نے جناب نرجس خاتون کے لئے کمرہ بنوایا ہے اور اس کمرے میں کوئی راستہ نہیں نہ باہر جانے کا نہ ہی کسی کے لئے اندر جھانک کے دیکھنے کا فقط ایک راستہ ہے جو گیارہویں امام کے کمرہ





میں کھلتا ہے اور اس پر پردہ پڑا رہتا ہے جناب نرجس خاتونؑ دن کا اکثر حصہ اس کمرے میں گزارتی تھیں اور ہمارے امام کبھی ماں کے پاس تہہ خانے میں ہیں اور کبھی باپ کے پیچھے والے کمرے میں بیٹھے ہیں اور کبھی گیارہویں امام نے بلایا تو باہر کے کمرے میں آگئے اب روایت یہ بتاتی ہے کہ یہ ساری احتیاط اس لئے ہو رہی ہے کہ خود گھر کے اندر حکومت کے جاسوس ہیں۔ صرف چند خاص کنیزوں کو پتہ ہے وہی کبھی کبھی گیارہویں امام سے خواہش کرتی ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہمیں بھی ثواب وفضیلت ملے ایک لمحے کے لئے بچہ کو ہماری گود میں دے دیجئے اور امام ان کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ان کے حوالے کرتے ہیں۔ لیکن صرف ایک غلام علی ہیں کہ جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ امام کے ساتھ اسی کمرے میں رہیں اور ان کو تہہ خانے سے کبھی اوپر لاتے ہیں کبھی نیچے لے جاتے ہیں اب رات کے وقت بڑا خطرہ رہتا تھا کہ ویسے تو پروردگار عالم معجزات کے ذریعے اپنی حجتوں کی حفاظت کرتا ہے مگر ظاہری اعتبار سے بھی مومن کا فریضہ ہے کہ مکمل احتیاط کرے رات کو بڑا خطرہ رہتا تھا کہ کہیں اچانک چھاپہ نہ پڑ جائے اچانک فوج حملہ نہ کر دے۔ رات کو امام کو ایک گہوارے، جھولے میں لٹایا جاتا تھا اور اس کے بعد آدھی رات ہوئی گیارہویں امام اٹھے اور اپنے بیٹے کو یہاں سے کیسی اور مقام پر منتقل کر دیا رات کو بستر بدلے جاتے جس طرح آپ نے پیغمبر اسلام کے بارے میں سنا ہے کہ جب شعب ابی

طالب میں تین سال رسول اللہ رہے تو حضرت ابو طالب رسول کے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا کرتے تھے کہ اگر حملہ ہو تو میرا بیٹا مارا جائے رسولؐ بچ جائے جو آخری رسولؐ کی حفاظت کا انتظام تھا وہی آخری امام کی حفاظت کا کام تھا کہ رات کے وقت کم از کم دو مرتبہ روایت یہ ہے کہ کبھی تین چار مرتبہ گیارہویں امام بیدار ہوتے ہیں اور اپنے بیٹے کو منتقل کرتے رہتے ہیں کہ اگر کبھی کسی کنیز اور غلام کی نگاہ پڑ گئی ہے اور اس نے حکومت کو اطلاع دے دی ہے رات کو اگر چھاپہ بھی پڑے تو اس جگہ کچھ نہ ملے جہاں اس کے بارے میں اطلاع دے دی ہوگی۔ یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ پرانے زمانے کے حاکموں کا ایک مسئلہ یہ بھی تھا بعض اوقات انعام لینے کے لئے ان کی کنیزیں اور غلام جھوٹی اطلاع بھی دیتے تھے۔ تو اس وجہ سے اگر جگہ بدل جائے تو یہ امکان ہے یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے جھوٹی خبر دی ہے اسی لیے رات کو بار بار جگہ بدلی جاتی ہے گیارہویں امام کے اتنے مشکل ترین حالات ہیں اور یہ صرف اس لیے کہ کس طرح امام کے وجود کو چھپایا جائے لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا کہ جس کے بعد حاکم وقت کو پتہ چل گیا ہے۔ کہ ان کے گھر میں وہ بیٹا پیدا ہو چکا ہے کہ جس سے میں ڈر رہا ہوں میں گھبرا رہا ہوں معتبر روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

## امام زمانہؑ کے ثبوت کے لے تین نشانیاں۔

ابو دیان کو گیارہویں امام نے کچھ چیزیں دیں اور کہا بغداد میں سے جاؤ





اور فلاں فلاں شخص کو یہ دے دینا لہذا ان دنوں کے بعد جب تم پلٹ کر آؤ گے جس دن تم پہنچو گے میرے گھر سے رونے کی آوازیں آ رہی ہونگی اور میں اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہونگا ابو دیان کہتے ہیں کہ میں بڑا غمگین ہو گیا میں نے کہا میرے مولاؑ اب اس زمانے کے ہر مومن کا بڑا مسئلہ یہ تھا کہ امام کی شہادت کے بعد پھر کون امام ہے؟ ایسا نہ ہو کہ ہم اسے نہ پہچان سکیں اور ساری زندگی کی محنتیں ضائع ہو جائیں کیونکہ جس نے گیاراں اماموں کو مانا اور بارہویں امام میں غلطی کر گیا اس کی موت بھی جاہلیت کی موت ہے تو اب پہلا سوال یہ کرتے ہیں مولاؑ پھر آپ کے بعد امام کون ہوگا؟

تو یہی جواب تو دیا تھا گیارہویں امام نے جو آپ علماء سے سنتے ہیں کہ میرے بعد امام وہ ہوگا جو میرا جنازہ پڑھائے گا ان خطوں کے جواب مانگے گا جو میں بھجوا رہا ہوں اور تھیلی کے اندر کی بات بتائے گا ابو دیان کہتے ہیں پندرہ دنوں کے بعد جب میں پلٹ کر آیا بغداد سے تو امام کے گھر سے رونے کی آواز آ رہی تھی میں گھر کے اندر داخل ہوا دیکھا صحن میں امام کا جنازہ رکھا ہے اور ایک کمرے میں جسے آپ ڈرائنگ روم کہہ لیں باہر کا کمرہ ہے وہاں پر جناب جعفر بیٹھے ہیں اور لوگوں کا پرسہ لے رہے ہیں کیونکہ بھائی کے انتقال کے بعد اولاد ابھی نہیں بھائی کی شہادت کے بعد اب بھائی ہی پرسہ لینے والے بنے۔ کہتے ہیں میں بھی بیٹھا رہا ہوں یہ تھوڑی دیر گزری گھر کے اندر سے اطلاع آئی جناب

جعفر سے کہ جنازہ تیار ہے چل کے نماز پڑھایئے جناب جعفر کھڑے ہوئے صاحبان ایمان وہاں تھے سب کو لیا ابودیان بھی ساتھ ساتھ ہیں صحن میں پہنچے میت پڑی ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھانا چاہتے ہیں کہ یکا یک صحن کے پیچھے کا جو کمرہ ہے اس کا دروازہ کھلتا ہے اور ایک نوجوان جناب جعفر کے کرتہ کے دامن کو پکڑ کر کھینچتا ہے اور کہتا ہے کہ چچا نماز میں پڑھاؤ نگا یہ میرا حق ہے یہ کہہ کر آگے بڑھا آنے والا کچھ اتنی شان وشوکت کے ساتھ آیا اتنے رعب و جلال کے ساتھ آیا کہ جعفر جو پہلے سے تیار تھے کہ نماز پڑھنے کا موقع مجھے مل جائے تو مجھے امامت مل جائے گی اور میری امامت سب پر ثابت ہو جائیگی کیونکہ یہ عقیدہ تو ہر مومن کے پاس ہے کہ امام کی نماز جنازہ امام پڑھاتا ہے مگر اس کے باوجود ایک آدمی روک رہا ہے جھگڑنے کا موقعہ ہے مگر اتنا رعب تھا آنے والے کا کہ بالکل خاموش ہو گئے اور اس نے نماز پڑھائی نماز ختم ہوئی کسی کو نہیں دیکھا سیدھا میرے پاس آیا اور کہا وہ خط دو جو میرے بابا نے تمہیں دے کر بھیجا تھا میں نے یہ خط ان کے حوالے کئے اور وہ کمرے میں جا کے غائب ہو گئے اب وہ کہتا ہے کہ دو نشانیاں خود دیکھ لیں تیسری نشانی کا مجھے بہت انتظار تھا اب میں روزانہ یہی آ کے بیٹھتا تھا جناب جعفر نے اس واقعہ کو چھپا دیا صحن میں جتنے لوگ ہیں سب کو کہا یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا باہر مشہور کر دیا کہ میں ہی امام ہوں اور لوگ آتے ہیں۔





اب ابودیان کہہ رہا ہے کہ میں روزانہ جاتا تھا کہ اور دیکھتا تھا کہ بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے ان کو امام سمجھ کے خمس دے رہے ہیں مسئلے پوچھ رہے ہیں تقریبا دس دن کے بعد قم جو اس وقت بھی محبان اہل بیتؑ کا سب سے بڑا مرکز تھا اور روایتوں کے مطابق آخری زمانے میں بھی سب سے بڑا مرکز بنے گا وہاں سے ایک وفد آیا شیعیان اہلبیتؑ کا جناب جعفر سے کہا ہمیں اپنے امام کی شہادت کی خبر ملی ہے اور اب ہم اپنے موجودہ زمانے کے امام کے پاس آئے ہیں کچھ خط ہیں ہمارے پاس کچھ تھیلیاں ہیں ہمارے پاس جعفر نے کہا میں تمہارا امام ہوں لاؤ میرے حوالے کرو کہا اس طرح نہیں ہمیں یہ کہہ کر بھیجا گیا ہے کہ یہ تھیلیاں اس کے حوالے کرنا جو بتائے کہ ان تھیلیوں میں کیا ہے اور کونسا خط کس کا ہے اور کس کی طرف سے ہے جعفر تو اب کہتے ہیں میں علم غیب تو نہیں جانتا ابھی جھگڑا ہو رہا تھا کہ یکا یک صحن کے اندر کا دروازہ کھلا ایک غلام نکل کے آیا کہا کہ مجھے میرے آقا نے بھیجا ہے لاؤ یہ چیزیں میرے حوالے کرو ان لوگوں نے پھر کہا ہم کیسے تمہیں دے دیں کہا کہ دیکھ کہ یہ خط فلاں آدمی کا ہے یہ خط فلاں آدمی کا ہے یہ خط فلاں آدمی کا ہے ایک ایک خط کو غلام دور سے دیکھتا ہے اور بتاتا ہے اور اس کے بعد کہا یہ تھیلی جو تمہارے پاس رکھی ہے اس میں ایک ہزار اشرفیاں مال خمس ہیں لیکن ان میں سے دس کھوٹی ہیں جعلی ہیں نقلی ہیں یہ سننا تھا ساری امانت اٹھا کے انہوں نے غلام کو دی۔ ابودیان کہتے ہیں کہ اب مجھے پتہ چل گیا وہ جو تیسرا جملہ تھا میرا امام کا تھیلی

کی بات بتائے اس کا مطلب کیا ہے اس کے بعد یہ واقع باہر مشہور ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ گیارہویں امام کے بھی ایک بیٹے ہیں جو کار امامت چلا رہے ہیں خطوط کو لے رہے ہیں خمس کا پیسہ جمع کر رہے ہیں اور حاکم وقت کو بھی پتہ چل گیا اب حاکم وقت نے یہ کوشش شروع کی کہ کسطرح ان کا پتہ چلے یہاں پر بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ نہیں جنازے کے واقعہ سے پہلے ایک واقعہ پیش آیا تھا جس سے ظالم حاکم کو پتہ چل گیا تھا کہ امام پیدا ہو گئے ہیں بلکہ اسی وجہ سے اس نے اتنی سختی شروع کر دی تھی کہ گیارہویں امام کو اپنے گھر میں گھوارے بدلنے پڑتے ہیں کمرے بدلنا پڑتے ہیں وہ ایک واقعہ اور بیان کیا جاتا ہے اب مجھے پتہ نہیں روایت کتنے منزل استناعت پر ہے مگر علی لکھتے ہیں کہ علی یہ غلام جو بارہویں امام کی نگرانی کر رہے ہیں یہ۔ کہتے ہیں کہ امام نے مجھے اس خدمت کے لئے رکھا ہے کہ میں بارہویں امام کو تہہ خانے سے اوپر کے کمرے میں لاؤں جب امام حکم دیں میں نیچے لے جاؤں اور اس وقت امام جسمانی اعتبار سے ایک بچے کی مانند ہیں اور میری گود میں آجاتے ہیں۔

ایک دن میں دستور اور حکم کے مطابق بارہویں امام کو تہہ خانے سے لیکر اوپر آیا جب گیارہویں امام نے حکم دیا میں ان کے کمرے میں پہنچا ابھی ہم لوگ بیٹھے تھے کہ کسی کے آنے کی آواز آئی میں فوراً پیچھے کے کمرے میں چلا گیا مگر پردہ پڑا میں نے سنا کہ آنے ولا معتمد جو اس زمانے کا حاکم ہے اسی نے بعد میں





گیارہوں امام کو زہر دے کر شہید کیا اس کا قاصد آیا ہے اس کی جانب ایک پیغام لے کر اور کہتا ہے فرزند رسول مجھے میرے آقا نے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہو گئی ہے یہ خبر ہمارے کان تک آتی ہے کہ رسول کے گھرانے میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے یہ تو بہت خوشی کا موقعہ ہے جشن منانے کا موقعہ ہے خلیفہ کہہ رہا ہے وارثِ رسول کہہ رہا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ یہ بیٹا یہ لڑکا اس کے دربار میں آئے اور باقاعدہ اس سید زادہ کا استقبال کیا جائے جشن منایا جائے ہم بھی آپ کی خوشی میں شریک ہونا چاہتے ہیں یہ پیغام دیا گیارہویں امام اب تک آپ بیٹے کو پوشیدہ کرتے تھے مگر وہ ایک مسئلہ بھی تھا کہ ایک تو دنیا کے سامنے ایک مرتبہ اس طرح پیش بھی کرنا ہے کہ دنیا کو یہ پتہ چل جائے کہ بارہویں امام پیدا ہو چکے ہیں اب گیارہویں امام نے ایک مرتبہ مجھے آواز دے کر بلایا میں باہر آیا امام کو سلام کیا امام نے کہا خلیفہ کا قاصد آیا ہے تم میرے بیٹے کو لے کے دربار میں چلے جاؤ بس اتنا سننا تھا کہ میرا جسم کانپنے لگا میں گھبرانے لگا مجھے یقین تھا خلیفہ کیوں بلا سکتا ہے؟ اگر میں اس لڑکے کو لے کر گیا یہ زندہ واپس نہیں آئے گا مگر گیارہویں امام کا حکم ہے جاؤ میں نے کہا مولاؑ! مصلحت کے خلاف ہے امام مسکرائے جو ہمیں معلوم تمہیں نہیں معلوم۔ جیسا ہم حکم دے رہے ہیں اس پر عمل کرو میں پیچھے کے کمرے میں گیا اب جو گیا تو حیران ہو گیا کہ اب وہ وقت آیا کہ بارہویں امام کو ایک مرتبہ اپنا وجود دنیا

کے سامنے ظاہر کرنا ہے بعض اوقات اس قسم کی چیزیں آتی ہیں تو ہمارے بعض پڑھے لکھے نوجوان ہنستے ہیں اور مسکراتے ہیں اس لئے کہ سکول وکالج اور یونیورسٹی کے پڑھے ہونے کا ثبوت دینا ہے ڈگری تو چلتی نہیں ہے سرٹیفیکٹ تو کام نہیں آتا وہ توردی والے کی دوکان سے بھی آجکل مل جاتی ہے۔

فقدان تربیت کا نتیجہ؟:

اب کیسے پتہ چلے کہ لڑکا کالج سے پڑھ کے نکلا ہے اس کی پہلی نشانی وہ یہ سمجھتا ہے اس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہر اس چیز کا میں مذاق اڑاؤں جس میں کوئی معجزے کا پہلو نظر آرہا ہو اب اگر وہی چیز آج امریکہ دکھادے۔ سبحان اللہ ، دیکھئے آج انہوں نے ٹیکنالوجی میں کتنی ترقی کر لی ہے اور وہی ہماری کسی کتاب میں نبی وامام کے نام سے ہو تو کہتے ہیں دیکھئے ہمارے ان علماء کو کیا ہو گیا ہے آج کی نوجوان نسل کو ایسی پرانی پرانی باتیں سنا رہے ہیں کہ بچے بھی مسکراتے ہیں اور ہنستے ہیں مگر جیسا کہ میں نے کہا کہ اس میں کوئی خلاف عقل، بات نہیں ہے آج کی دنیا اس چیز کو ایجاد کر چکی ہے اور یہ چیز عام ہو چکی ہے غلام کہتا ہے میں کمرے میں گیا میں نے دیکھا کہ امام کے چہرے سے نور اور چمک میں اضافہ ہو گیا تھا امام کا چہرہ پہلے ہی چمک دار تھا مگر اب روشنی بڑھ چکی تھی اور امام کے رخسار پر جو تل تھا وہ چاند کی طرف چمک رہا تھا میں نے ایک مرتبہ امام کو گود میں لیا باہر آیا قاصد جو خلیفہ کی جانب سے آیا تھا کھڑا ہے جیسے ہی میں باہر





آیا وہ میرے آگے آگے چلنے لگا اب شام کا وقت ہے اندھیرا اچھیل رہا ہے طرح ابھی مغرب نہیں ہوئی رات نہیں ہوئی لیکن اندھیرا ہونا شروع ہو رہا ہے آج کی طرح سے چودہ سو سال پہلے سڑکوں پر روشنی نہیں ہوا کرتی تھی سامرہ کے بازار میں روشنی کم ہوتی جارہی ہے سورج کی مگر جب میں اس بچے کو لے کر چلا ایک مرتبہ سارا سامرہ جگمگانے لگا نور امامت سے اور لوگ حیران ہو کر اپنی دکانوں کو چھوڑ کے بازار میں آکر دیکھنے لگے کہ کیا واقعہ ہو گیا ہے حتی یہ کہ امام کا غلام کہہ رہا ہے کہ میں نے دیکھا کہ مکان کی چھتوں پر اور مکانوں کی کھڑکیوں میں اپنے اپنے بچوں کو اٹھا کر عورتیں آکر کھڑی ہو گئیں کہ یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے سامرہ سارا گواہ بن رہا ہے اس چیز کا کہ یقیناً فرزند امام پیدا ہو چکے ہیں اب ایک مرتبہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھ رہے ہیں لوگ ہجوم کر کے آتے جا رہے ہیں دکانیں کھلی چھوڑ کے لوگ آرہے ہیں یہاں تک کہ راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ کا قاصد میرے ساتھ تھا اس نے راستہ بنایا اور میں اپنے امام کو لے کے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا ہوں سامرہ کے بارے میں اگر آپ کو معلوم ہو کہ یہ کیسا شہر تھا تو بات سمجھ میں آجائے گی کہ اتنے اہم واقعہ کے بعد بھی امام زمانہؑ کا وجود کیسے چھپا دیا گیا۔ اب ایک مرتبہ میں اس بچے کو لے کے چلا ہجوم بڑھتا جا رہا ہے اگر وہ قاصد نہ ہوتا تو مجھے جگہ نہ ملتی میں خلیفہ کے دربار میں پہنچا۔ خلیفہ نے مجھے دیکھا اس بچے کو دیکھا ایک مرتبہ خلیفہ ہے اس کے وزیر ہیں اس کے ساتھ

ساتھ اس کے پہرے دار ہیں پہرہ لگا ہوا ہے سارے کا سارا دربار بچے کا آنا دیکھتے ہے دربار روشن ہو گیا دوبارہ جگمگا اٹھا چاروں طرف نور کی روشنی پھیل گئی اور سب ایک مرتبہ خاموش کسی کی زبان نہیں ہل رہی۔ پھر میں نے دیکھا کہ خلیفہ کے وزیر نے اس کے کان میں کچھ کہا اور خلیفہ نے ایک مرتبہ حکم دیا اپنے سپاہیوں کو آگے بڑھو اور تلوار سے اس کی گردن کو اڑا دو۔

ایک مرتبہ سپاہی آگے بڑھے مگر جب انہوں نے تلوار نکالنا چاہی تو کسی کی تلوار نیام سے باہر نہ نکلی ایسا لگا تھا کہ ہر ایک کی تلوار اس نیام کے اندر پھنس کے رہ گئی ہے سارے سپاہی پریشان خلیفہ نے حکم دیا ہے ایسا لگ رہا ہے عجیب جملہ ہے ایسا لگ رہا ہے جس طرح اس کا باپ جادوگر تھا یہ بھی جادوگر لگ رہا ہے خلیفہ ہے رسول کا جانشین ہے مگر دیکھئے دل میں کیا خیال ہے؟ جاؤ میرے خزانے سے وہ تلوار لیکر آؤ جس پر کوئی جادو اثر نہیں کر سکتا تھا خاص ایسی تلوار تیار کروا کر رکھی گئی تھی کہ اس کے خیال میں اس پر جادو اثر نہیں کر سکتا تھا وہ تلوار لائی گئی مگر وہ بھی نیام سے نہ نکل سکی اب تو خلیفہ پریشان ایک مرتبہ غلاموں کو حکم دیتا ہے ان کا جادو تو بہت بڑھ گیا ایسا کرو کہ جاؤ اور جہاں پر جانور موجود ہیں تین بھوکے شیروں کو لے آؤ تین بھوکے شیر دربار میں لائے گئے اور حاکم مجھے حکم دے رہا ہے کہ اس بچے کو ان کے سامنے ڈال دو اب میں پریشان میرا جسم کانپ رہا ہے میں کیسے اس حکم پر عمل کروں اور اگر نہ کروں تو پہلے میں مارا





جاؤں جب میں نے کچھ نہ کہا تو اس کا غصہ بڑھ گیا زیادہ زور سے کہتا ہے اور میں پریشانی کی حالت میں کھڑا ہوں کہ یکا یک وہ بچہ میرے کان کی جانب جھکا اور کہتا ہے کہ اتنا پریشان کیوں ہو رہا ہے جیسا یہ کہہ رہا ہے اس کے مطابق عمل کر ایک مرتبہ اب حکم امام آ گیا تھا میں نے زمین پر بٹھایا امام کو اور یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے کہ وہ بھوکے شیر اور خاص طور پر ان میں سے جو زیادہ بوڑھا تھا جس کی عمر زیادہ تھی وہ تو انتہائی غصے اور بھوک کی حالت میں لگ رہا تھا ایک مرتبہ تینوں آئے تو مگر اس انداز سے اپنے سر کو جھکا کے کھڑے ہو گئے کہ جیسے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کوئی اپنے حاکم کی بارگاہ میں جا کے کھڑا ہوتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کے سارا دربار حیران۔ اب اگلا جو فقرہ ہے اس پر ہمارے نوجوانوں کو ہنسنا چاہئے اور اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ انہوں نے بھی سائنس Saince پڑھی ہوئی ہے مگر یہ سب مطابق عقل ہے پس تھوڑی دیر کے بعد بوڑھا شیر سر کو اٹھاتا ہے اور سر اٹھا کے پہلے تو خدا کی وحدانیت کی گواہی دی اس کے بعد رسول کی رسالت کی گواہی دی اور اس کے بعد امام کی امامت کی گواہی دے کے کہتا ہے ایسی آواز میں کہ سب سمجھ رہے ہیں: یا حجۃ اللہ آپ اللہ کیجانب سے حجت ہیں میں آپ کے پاس ایک ظلم کی شکایت لے کر آیا ہوں جو میرے ساتھی مجھ پر کر رہے ہیں یہ جوان و طاقتور ہیں جب کھانا آتا ہے تو میرا حصہ بھی یہ استعمال کر لیتے ہیں اور میں بھوکا رہ جاتا ہوں یہ مجھ پر ان کی جانب

سے ظلم ہو رہا ہے روایت کے آخری جملے ہیں ایک مرتبہ امام نے فیصلہ سنایا اور دیکھئے جو امام جانوروں میں یہ برداشت نہ کر سکے کہ کوئی کسی کا حق مارے وہ امام انسانوں میں کیسے برداشت کرے گا اپنے ماننے والوں میں کیسے برداشت کرے گا اپنا کلمہ پڑھنے والوں میں یہ کیسے برداشت کریگا کہ ایک طاقتور کمزور کا حق مار رہا ہے ایک ظالم کسی پر ظلم کر رہا ہے اور جو عام انسانوں کے حق کو ضائع ہوتا نہیں دیکھ سکتا اگر وہ یہ دیکھے کہ میرے ماننے والے خمس ہضم کر کے میرا ہی حق ضائع کر رہے ہیں تو وہ امام کیسے راضی وخوش ہوگا۔ غصہ کے عالم میں جب اس بوڑھے شیر نے یہ کہا تو امام نے پورے وقار کے ساتھ حکم دیا ان کو سزا ملے گی حق ضائع کرنے کی تمہیں انعام ملے گا صبر کرنے کا کیونکہ اب یہ باتیں بعض اوقات ہماری سمجھ سے باہر ہو جاتی ہیں مگر بعض روایتوں میں ہے کہ اس قسم کے احکامات جانوروں میں بھی ہیں سزا یہ ملی کہ جوان بوڑھے ہو گئے اور انعام یہ ملا کہ بوڑھا جوان ہو گیا بس ایک مرتبہ یہ منظر دیکھنا تھا کہ خلیفہ وقت نے اس کے سارے درباریوں سے با آواز بلند اللہ اکبر کہا اور اتنی پریشانی کے عالم میں خلیفہ ہے کہ حکم دیتا ہے کہ اس بچے کو فوراً یہاں سے لے جاؤ اب میں دوبارہ اس بچے کو لے چلا اور پورے یقین واطمینان کے ساتھ سارا سامرہ محل کے باہر جمع ہے دیکھیں کیا ہوتا ہے اور یہ بچہ بحفاظت محل سے نکلا اور کس گھر میں گیا اب جن کو پہلے پتہ نہیں تھا انہوں نے پہچان لیا یہ کس گھر کا بچہ ہے یہ کس گھر کے اندر جا رہا ہے ایک





دو نہیں سینکڑوں گواہ امام کے اس واقعہ کی مدد سے تیار ہو گئے اور کم سے کم حاکم کو یقین ہو گیا کہ میرے پاس جو خبر آئی تھی وہ صحیح خبر ہے اور بارہواں امام اس دنیا میں آچکا ہے اس کے بعد سے اس حاکم کے ظلم بڑھ گئے اسی لئے رات کی تاریکیوں میں امام کے بستر کو بدلا جاتا ہے کبھی تہہ خانے میں امام کو رکھا جاتا ہے مگر اس خبر کے ملنے کے بعد اس حاکم کا صحیح ردعمل کیا ہوا۔

تو اب امام دوبارہ گھر میں گئے اس مرتبہ دنیا کے سامنے آئے پھر پوشیدہ ہو گئے گیارہویں امام کا امتحان پھر شروع ہو گیا۔ اب تو حاکم کو بھی پتہ چل گیا اتنے سارے گواہ بھی بن گئے اب تو زیادہ سختیاں ہوں گی اب تک بچے کی تلاش تھی لیکن اب بچے کو نقصان پہنچانے کی فکر کی جائیگی کبھی رات کو گھوارے بدلے جا رہے ہیں اچانک حملہ نہ ہو جائے اچانک کوئی نقصان نہ ہو جائے اور یہ وہی چیز ہے گیارہویں امام کے سامنے اس وقت یہی مسئلہ ہے کہ اپنے بیٹے کو دشمنوں سے کس طرح بچایا جائے تاکہ امامت کا سلسلہ قائم رہے تاکہ نسل امامت محفوظ رہے معجزہ اپنی جگہ مگر امام دنیا میں معجزے کی طاقت ہر جگہ استعمال نہیں کرتے یہ گیارہویں امام کا وہی مسئلہ کہ اپنے بیٹے کو کیسے بچاؤں نسل امامت کا کیسے تحفظ کروں یہ وہی مسئلہ تھا تو گیارہویں امام سے پہلے کربلا میں امام حسینؑ کو پیش آچکا تھا۔

## میدان کربلا میں امام حسینؑ نے امامت کو کیسے بچایا::

کہ کربلا میں حسین ہر قربانی دینے کو تیار ہیں حسینؑ ہر شئی کو قربان کردینے کو تیار ہیں جو بڑے سے بڑا امتحان ہوسکتا ہے جوان بیٹے کا لاشہ اٹھانے کو تیار ہیں مگر سید سجاد کو خدا کے حکم سے محفوظ کرنا ہے اور امامت کا سلسلہ باقی رکھنا ہے نسل امامت کو بچانا ہے۔ پانچویں امام کا وجود کربلا میں مسلم مگر امامت گیارہ پہ ختم نہیں ہوگی بارہ کا عدد مکمل ہونا ضروری ہے یہ ذہن میں رکھئے بارہ کے عدد کو بھی تحفظ دینا ہے بارہ اماموں کے سلسلے کو مکمل کرنا ہے کیسے بچایا جائے سید سجادؑ حسین پر قربانی دینے کا تیار ہے مگر سیدؑ سجاد کو خدا کے لیے حکم سے محفوظ کرنا ہے ورنہ کوئی مشکل کام نہ تھا جس نے علی اکبرؑ کا لاشہ اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا وہ سید سجاد کا لاشہ بھی اٹھا سکتا تھا مگر پروردگار عالم کی مصلحت نسل امامت محفوظ ہوجائے یہی جو علماء اکثر بیان کرتے ہیں کہ سید سجادؑ امام امام ہوتا ہے مگر بخار کی حالت میں بے ہوشی کی کیفیت میں تھے فقط اس لئے کہ جہاد واجب نہ ہونے پائے کربلا کے میدان میں قربانی نہ ہونے پائے وہ شرط ہی پروردگار عالم نے ختم کرلی جس سے میدان میں سید سجاد کو آنا پڑتا اس لئے کہ میدان کربلا کا جہاد بھی شریعت کے دائرے میں ہورہا تھا شریعت سے ہٹ کے نہیں ہورہا تھا یہی سبب تو ہے کہ جوش کا تقاضا تو یہ ہے کہ سارے گھر کو قربان کردیا جائے مگر نہیں۔ جب کوئی بی بی خیمے سے باہر نکلتی خیر خاندان اہل بیت کی خواتین تو اس مقام پر ہیں جو امام کے





کہنے سے پہلے امام کی مرضی کو جانتی ہیں خدا کے حکم کو جانتی ہیں مگر اصحاب کے ساتھ جو عورتیں آئیں ان میں سے بھی اگر کوئی عورت جوش شجاعت میں باہر نکل کر آتی ہیں روایتوں میں ہے کسی کی ماں آئی کسی کی بیوی آئی تو امام یہ نہیں کہتے کہ میں قربانی دینے آیا ہوں چلو تم بھی میدان میں جاؤ ایک یہ ظلم بھی دنیا دیکھ لے نہیں امام یہ نہیں کہتے فوراً یہ کہہ کے واپس لے آتے ہیں کہ شریعت میں عورتوں پر جہاد بدنی ساقط ہے جنگ کرنا ساقط ہے واپس خیمہ میں جاؤ مگر شریعت کے دائرے میں رہ کر سید سجاد بے ہوش ہیں سید سجاد کو اسی لئے بے ہوش رکھا گیا جہاد ساقط ہے نسل امامت بچ جائے لیکن ہاں سارا دن بے ہوش نہ رہے روایتیں کہتی ہیں کم سے کم تین مرتبہ ضرور میرے مولا کو ہوش آیا تھا اور ایک وہ موقعہ تھا جب ہوش آیا کانوں میں آواز آئی میرے بابا کہہ رہا ہے: **ھل من ناصر ینصر نا ھل من مغیث یغیثنا۔**'' بائیس برس کا جوان بیٹا اپنے بوڑھے بابا کی فریاد کو سنتا ہے میرا بابا کہہ رہا ہے کوئی میری مدد کرنے والا نہیں یہ آواز بھی آئی بھیا حبیب، مسلم بن عوسجہ، زہیر بن قین، حریر ے ہمدانی ،اے میرے ساتھیو! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ میں سب کو پکارتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے ہو ایک مرتبہ جب یہ سنا تڑپ کے میرا امام بستر سے کھڑا ہوا اور ایک مرتبہ تلوار لے کر میدان میں جانا چاہتے ہیں حسین کی آواز آئی بہن زینبؑ! سید سجادؑ کو روک لینا نسل امامت کو بچانا ہے نسل امامت کو تحفظ دینا ہے علماء

کہتے ہیں ذاکرین کہتے ہیں ایک وہ وقت آیا کہ سید سجاد کی آنکھ کھلی میرا مولا بیمار بیٹے سے آخری رخصت کے لئے آئے حسینؑ جب آخری رخصت کے لئے آتے ہیں تو زینب سے کہتے ہیں بہن زینب تم بھی میرے ساتھ چلو زینب کہتی ہیں بھیا مجھے لے کے کیوں جارہے ہیں باپ بیٹے کی گفتگو ہے حسین نے کہا اگر میرا بیمار بیٹا میری حالت دیکھ کر مجھ سے لپٹ گیا تو کوئی تو ہو جو باپ سے بیٹے کو الگ کرے۔ مولاؑ جب بیٹا باپ سے لپٹے تو الگ کرنے کے لئے زینب جیسی مہربان پھوپھی اور جب ننھی سکینہؑ بابا سے لپٹی تو ایک دفعہ شمر کوڑا لے کر آیا اور کوڑے سے مار کے سکینہؑ کو الگ کیا گیا اور تیسرا موقعہ جب سید سجاد کو ہوش آیا آنکھ کھلی یہ وہ موقع تھا کہ جب آخری خیمہ بھی جل رہا تھا اور زینبؑ بازو کو ہلا کر کہہ رہی تھی بیٹا! تیری پھوپھی یہ مسئلہ پوچھنے آئی ہے کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ لیکن اتنا کہنے دیجئے کہ جب پہلی مرتبہ سید سجاد کو ہوش آیا آنکھیں کھول کے دیکھا اور فوراً تیار ہو گئے دوسری مرتبہ ہوش آیا آنکھیں کھول کے دیکھا اور بابا کے استقبال کو کھڑے ہو گئے مگر جب تیسری مرتبہ ہوش آیا آنکھیں کھول کے پھوپھی کو دیکھا اور فوراً آنکھوں کو بند کر لیا آنکھیں کھلی نہ رہ سکیں۔

مولاؑ اس کی وجہ کیا ہے؟ پہلی دو مرتبہ آنکھیں کھلی رہی ہیں تیسری مرتبہ آنکھیں بند کیوں ہو گئیں؟ میرا مولا جواب دے گا ارے تجھے کیا پتہ میں نے زندگی میں پہلی دفعہ اپنی پھوپھی زینبؑ کا کھلا سر دیکھا ہے بغیر چادر کے دیکھا۔





## استقبال امامؑ زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں

اگر معصوم کے گھر میں بھی جناب نرجس خاتون جیسی عزت و منزلت والی مخدرمہ آئیں تو پہلے تعلیم دین ان کو بھی دی جائے گی اور پھر اس کے بغیر ظاہری نکاح اور وہ نکاح جو اس سے پہلے رسول خدا اور حضرت عیسیٰ کے ذریعے ہو چکا ہے وہ ظاہری نکاح بھی نہیں ہو سکتا ہے جب تک دین کی بنیادی تعلیم ان خواتین تک نہ پہنچا دی جائے۔ جن کی گود میں اولاد پرورش پانے والی ہے۔ یہ بات اس لیے دوبارہ ذکر کی گئی ہے تاکہ پچھلی بات واضح ہو جائے گی۔ اسی سلسلے میں جناب نرجس خاتون کا سامرہ آنا بیان کیا گیا اس میں لکھا ہے کہ چونکہ حاکم وقت کو یہ توقع تھی کہ رسول کا فرمان ہے کہ وہ آخری امام کسی شہزادی کے بطن سے ہوں گے، شہزادی کا انتظار کیا جا رہا ہے، کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کوئی شہزادی اس خاندان میں نہ آئے۔ یہ تو وہ سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ شہزادی کو پروردگار عالم ایک کنیز کی صورت میں اس خاندان میں بھجوائے گا۔ اس لیے حاکم کا یہ منصوبہ تو ناکام ہو گیا اس کے بعد گیارہویں امام کے سامنے جو ایک بڑا مسئلہ تھا امام زمانہ کے وجود کے بارے میں اس پر دو دن مفصل گفتگو ہوئی کہ کس انداز سے امام کو

پوشیدہ بھی رکھنا ہے اور ظاہر بھی کرنا ہے۔

یہ بھی پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ایک وہ واقعہ جس میں امام کو شیروں کے سامنے ڈال دیا گیا کہ جس کی وجہ سے سامرہ میں کم از کم سامرہ شہر کی حد تک تمام لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ امام پیدا ہو چکے ہیں مگر سامرہ کے شہر میں اکثر وہ لوگ رہتے ہیں جن کا تعلق حکومت سے تھا یہ سامرہ فوجی چھاؤنی ہے۔ وزیر ہیں درباری ہیں حکومت کے محکموں میں کام کرنے والے ہیں۔ ان کے اوپر مکمل طور پر حکومت کا دباؤ ہے حکومت کی سختی ہے بلکہ اکثریت دل سے حکومت کے ساتھ ہے اس اعتبار سے سامرہ کی یہ خبر وہیں دب سکتی تھی جس کو وہ روکنے کے لیے دنیا میں آ گیا ہے چنانچہ سختیاں بڑھ گئیں۔ راتوں کو چھاپے پڑنا، جاسوسوں کی تعداد بڑھا دینا، کنیزوں کے اندر جاسوسوں کو داخل کر دینا جس کے نتیجے میں وہ کیفیت ہوئی کہ امام کو اکثر راتوں میں امام کا گھوارہ تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

حکومت وقت کی امام کو شہید کرنے کی شازش::

260ھ میں گیارہویں امام کی شہادت ہو گئی اور فوراً بعد از نماز جنازہ کی صورت میں وہ واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اور لوگوں کو پتا چل گیا جو سامرہ کے باہر سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے کان تک بھی یہ اطلاع پہنچ گئی کہ امام کا ایک فرزند ہے جو کہ اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھا کر گیا ہے۔ یہاں یہ ہمارے سامنے خاندان امام کے ایک فرد کا ایک کردار سامنے آتا ہے جس کا





نام جعفر تواب ہے۔ اکثر علماء نے اسی انداز سے لکھا ہے کہ یہ حکومت کے ساتھ مل گئے تھے لیکن کچھ ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جناب جعفر تواب جو دسویں امام کے بیٹے گیارہوں کے بھائی بارہویں کے چچا ہیں انہوں نے بھی اس موقع پر محمد آل محمد کی بڑی خدمت انجام دی۔ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب جعفر تواب پر لگائے جانے والے الزامات غلط ہیں۔ گیارہویں امام کی شہادت کے وقت بارہویں امام کی عمر فقط پانچ سال تھی۔ حکومت ان دو واقعات کے بعد مسلسل امام کی تلاش میں ہے جہاں اطلاع ملے کہ بارہویں امام فلاں مقام پر دیکھے گئے ہیں فوراً اسپاہی بھیجے جاتے ہیں۔ قارئین اندازہ فرمائیں کہ ایک آدمی دنیا کی سب سے بڑی حکومت چلا رہا ہے معتمد باللہ۔ اس کی حکومت اس وقت دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی اور ایک ایسے آدمی سے جو لوگوں کو نظر بھی نہیں آتا غائب ہے اتنا خوفزدہ ہے اتنا ڈر رہا ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر یہ دیکھتا ہے کہ کہاں پر ہم کو مل سکتا ہے۔ چنانچہ تاریخ میں مشہور واقعہ کہ آدھی رات کا وقت بادشاہوں کے آرام کا وقت ہوتا ہے شراب کے نشے میں چور ہو کر آدھا حصہ عیش و آرام میں گزارتے ہیں پھر سوئے رہتے ہیں۔ لیکن جس کے ہاتھ میں دنیا کی آدھی حکومت تھی اس کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آدھی رات کو اٹھتا ہے محل سے باہر نکلتا ہے اپنے خاص الخاص سپاہیوں کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر فوراً سامرہ جاؤ (یہ وہ زمانہ ہے کہ خلیفہ سامرہ سے بغداد

آچکا ہے) اور یہ مکان کا پتا ہے اس مکان پر جا کر چھاپا مارو اور جو آدمی مکان کے اندر نظر آئے اِسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ وفادار سپاہی اصطبل سے تیز رفتار گھوڑے لیتے ہیں رات کی تاریکی میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے جاتے ہیں سامرہ کے اندر پہنچتے ہیں اندھیرہ ہے رات کا وقت ہے اس مکان تک پہنچ گئے نقشے اور نشانیوں کے طور پر دیکھا کہ دروازے پر ایک غلام بیٹھا ہوا ہے اور ازار بند بُن رہا ہے کمر بند تیار کر رہا ہے۔ سوال کیا اس مکان میں کون ہے اس غلام نے بڑی بے توجہی سے جواب دیا کہ اس مکان کا مالک ہے۔ سپاہی دروازہ کھول کر اس مکان میں داخل ہوئے دیکھا کہ بہت بڑا مکان ہے ایک عالیشان عمارت ہے اس کے باہر صحن ہے، صحن کے برابر ایک باغ ہے اور ایک چھوٹی سی نالی صحن سے گزر رہی ہے۔ باغ کے اندر مصلے کو بچھائے ہوئے ایک انتہائی حسین وجمیل بارعب اور جلال چہرے کا مالک قبلے کی طرف رخ کئے بیٹھا ہے اور ذکر الہٰی میں مشغول ہے۔ دروازہ کھلا سپاہی داخل ہوئے شور و ہنگامہ کی کیفیت ہوئی مگر اس عبادت کرنے والے پر کوئی اثر نہ ہوا وہ اپنی عبادت میں مشغول ہے وہ اپنی عبادت میں لگا ہوا ہے۔ ایک وقت سپاہیوں نے یہ منظر دیکھا اور حیران ہو کر رک گئے پریشان ہو کر ٹھہر گئے۔ اس بیٹھنے والے کے اطمینان نے ان کو پریشان کر دیا۔ آخر ایک آدمی نے ہمت کر کے قدم آگے بڑھایا اور عجیب بات یہ کہ جسے ایک چھوٹی سی نالی خیال کیا تھا اس میں اس آدمی کا قدم پہنچتا ہے اور





پانی بڑھنے لگتا ہے اور ایسے لگا کہ یہ آدمی اب ڈوبا وہ گھبرا کے شور مچانے لگا اور چیخنے لگا بچاؤ میری جان بچاؤ۔ ساتھیوں نے آگے بڑھ کر مشکل سے اس کو نکالا اور حیران و پریشان دیکھ رہے ہیں کہ اس مکان کے اندر یہ اتنا بڑا دریا کہاں سے آگیا جو ایک آدمی کو ڈبو دینے کے لیے کافی ہے۔ باہر نکلتے ہی یہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ منظر دیکھ کر باقی سب خاموش ہیں تھوڑی دیر گزری دوسرے آدمی کو ہمت ہوئی حاکم کا حکم ہے بڑے انعام کی توقع ہے اس نے بھی ندی میں قدم بڑھایا اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ چیخ و پکار کی آواز سن کے دوسرے ساتھیوں نے اس کو نکالا مگر سب سے عجیب بات یہ کہ مصلے پر بیٹھا ہوا وہ نوجوان اپنی عبادت میں لگا ہوا ہے نہ کسی کی جانب توجہ ہے نہ اس شور کی وجہ سے اس کی عبادت میں کوئی خلل واقع ہوا ہے نہ ایک دفعہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ آخر سپاہیوں کے سردار نے ہاتھوں کو جوڑ کر کہا کہ ہم سے گستاخی ہوئی ہے ہم آپ سے گستاخی کی معذرت طلب کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ہمیں معاف کر دیں گے۔ مگر اس آدمی نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ یہ سپاہی ڈر کی وجہ سے واپس آئے اپنے بیہوش ساتھیوں کو گھوڑے پر ڈالا اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے راتوں رات بغداد پہنچ گئے۔

معتمد باللہ کو بتایا کہ کیا واقعہ پیش آیا خوف کی وجہ سے اس کا جسم بھی کانپنے لگا مگر اس نے سب سپاہیوں سے عہد لیا کہ یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔ لیکن خود یہ واقعہ

اس بات کا ثبوت ہے کہ حاکم کو راتوں میں نیند نہیں رہی ہے۔ آدھی آدھی رات تک اس کے جاسوس لگے ہوئے ہیں کہیں سے کوئی خبر آجائے امام کے بارے میں فوراً اٹھ سپاہیوں کو بھیجا جا رہا ہے اب اتنا پریشان ہے یہ حاکم۔

تاریخیں بتاتی ہیں کہ جناب جعفر تواب نے اپنے بھتیجے کے خلاف کام کیا اور دولت دنیا کے لالچ میں اپنے آپ کو امام مشہور کر دیا اور بعد میں نادم ہوئے توبہ کی لیکن ایسا لگ رہا ہے کہ جناب جعفر تواب نے اہل بیت کی خدمت کی تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ نماز جنازہ کے واقعہ کے بعد حاکم کی پریشانی بڑھ جائے گی۔ یہ واقعہ امام کی غیبت کے ساتویں سال کا ہے۔ سات سال تک حکم کو روکے رکھا جناب جعفر تواب نے۔ ظاہر ایسا کیا کہ جیسے میں تمہارے ساتھ ہوں اپنے بھتیجے کے خلاف ہوں، امامت کا دعویٰ کیا اور یہی تاثر دیتے رہے کہ میں بھی اپنے بھتیجے کی تلاش میں ہوں اگر مل گیا تو میں تمہارے حوالے کر دوں گا اور اپنے آپ کو بڑا بے چین ظاہر کر رہے ہیں امام بننے کے لیے حاکم نے بھروسہ کر لیا۔ حاکم کو اعتماد آ گیا یہ تو اور اچھی بات ہے خاندان کا ایک آدمی میرے ساتھ ہے وہ اگر اپنے بھتیجے کو تلاش کرے بہت سے راز جن کا مجھے پتا نہیں چلتا ان کو معلوم ہو جائیں گے۔ سات سال تک جناب جعفر تواب ظالم حاکم کے سامنے رکاوٹ بنے رہے اور جب وہ نظام قائم ہو گیا جس کے بعد اگر امام غائب ہو جائیں تو ماننے والوں پر فرق نہیں پڑے گا تب جناب جعفر تواب پیچھے ہٹے اور حاکم کو اپنی





غلطی کا احساس ہوا۔ اب تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جناب جعفر تواب ظاہری اعتبار سے آ گئے۔ ظالم حاکم اب جب پریشان ہوتا ہے اور اب امام کی تلاش شروع ہوئی اور انتہائی سختیاں ماننے والوں پر ہونے لگیں۔ جہاں کسی کے بارے میں کوئی پتا چلے کہ اس کا تعلق امام سے ہو سکتا ہے گرفتار کیا جاتا ہے اس سے پہلے بھی امام کے ماننے والے گرفتار کیے گئے۔ بغداد کی دیواروں میں کتنے ہی صاحبان ایمان کو زندہ چن دیا گیا۔ بغداد کے کتنے ہی مکان آل محمد کے ماننے والوں کے خون سے بنے ہیں۔ اس سے پہلے بھی مظالم ہوئے ہیں۔ اس کنوئیں کا واقعہ بھی آپ نے پڑھا ہوگا یا سنا ہوگا کہ جس میں ساٹھ سادات کرام کو دفن کیا گیا تھا اور بے شمار واقعات ہیں مگر اب جو مصیبت آئی آل محمد کے ماننے والوں پر یہ پچھلی مصیبتوں سے ذرا ہٹ کر تھی۔ اس سے پہلے تو معاملہ یہ تھا کہ پتا چلا کہ یہ محبّ اہل بیت ہے گرفتار کرو اور گرفتار کرنے کے بعد اس کی گردن کو اڑا دو۔ انسان کا مارا جانا بھی ایک پریشانی ہے مگر جو گرفتاری ہوتی ہے غیبت امام کے شروع میں جب جناب جعفر تواب ہٹ گئے سامنے سے اب مسئلہ یہ کہ گرفتار تو کیا جاتا ہے مگر قتل نہیں کیا، شہید نہیں کیا جاتا۔ مرنے میں تو ایک منٹ کی تکلیف ہے اب اذیت دی جاتی ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اتنا ظلم کیا جاتا ہے کہ موت بھی نہ آنے پائے اور کسی طرح سے امام کے بارے میں بتا دے کہ امام کہاں ہیں؟ اتنی سختیاں ہو رہی ہیں موت سے بڑھ کر تکلیفیں دی جا رہی ہیں زندہ

رکھ کر جلایا جا رہا ہے غرض یہ کہ مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا جس کا مقصد تھا کہ آل محمد کے ماننے والوں سے یہ معلوم کرنا کہ امام کہاں ہوسکتے ہیں؟

اور اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ جگہ جہاں امام زمانہ کے ہونے کا امکان تھا وہاں پہ سخت ترین پہرہ لگا دیا گیا خصوصیت کے ساتھ کاظمین، نجف، کربلا، مسجد کوفہ اور مسجد سہلہ میں۔ یہ تاریخی مقامات ایسے تھے جہاں پہ مسلسل حکومت کا پہرہ اور مکمل طور پر جگہ جگہ حکومت کے جاسوس موجود ہیں۔ اس لیے کہ روایتوں میں موجود ہے کہ امام مسجد سہلہ میں آتے ہیں بدھ کی رات کو۔ مسجد کوفہ میں آتے ہیں نجف اشرف میں آتے ہیں اب ہر جگہ یہ جاسوسوں کا پہرہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ یہ امام ہوسکتے ہیں اسے گرفتار کیا جاتا ہے اور اذیت دی جاتی ہے۔ جس کے بارے میں شک ہو کہ اس کی امام سے ملاقات ہوگئی۔ اسے گرفتار کیا جا رہا ہے مارا نہیں جا رہا زندہ رکھ کر اس پہ ظلم وستم کیے جا رہے ہیں۔ یہ ماحول تھا ایسے حالات تھے نتیجہ کیا ہوا بہت سے لوگ جنہیں اپنے بارے میں معلوم تھا ہم موت برداشت کرلیں گے مگر تکلیفیں برداشت نہیں کرسکتے وہ شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے۔ صحراؤں میں چلے گئے پہاڑی غاروں میں جا کے رہنے لگے۔ حکومت کے ہاتھ نہ لگنے پائیں۔ اسی ماحول کے اندر امام زمانہ کا وہ حکم آ گیا کہ خبردار آج کے بعد سے ہمارا کوئی نام نہ لے ہمارا نام لینا جرم ہے ہمارا نام لینا منع ہے۔ اس لیے کہ اگر نام لینے کی اجازت مل جائے تو ہوسکتا ہے





باتوں باتوں میں انسان کبھی بے اختیاری میں نام لے لے۔ نہیں نہیں یہ بھی نہیں لیکن اگر نام لینے کی اجازت ہو۔ ایک آدمی گھر کے باہر احتیاط کر رہا ہے لیکن گھر میں بیوی ہے میرے بچے ہیں وہاں کون غیر ہے وہاں امام کا نام لیا۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو والدین کی ہر بات کو سیکھ لیتے ہیں انہوں نے یہ نام سیکھ لیا باہر کھیلتے کھیلتے یہ نام کسی کے سامنے لے لیا تو وہ بھی اور پورا خاندان گرفتار ہو جائے گا۔ اب پابندی لگا دی گئی گھر کے اندر بھی، مومنوں کے سامنے بھی اپنے حقیقی بیٹے کے پاس جو تمہاری طرح سے محب اہل بیت ہے وہاں بھی امام کا نام نہ لو۔ ہوسکتا ہے چھوٹے بچے سن کر باہر پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر کتابوں میں روایت آئی ہے کہ امام کا نام لینا منع اور حرام ہے۔ یہ اس زمانے کے ماحول میں تھا حکم دیا گیا اشاروں میں گفتگو کرو اور ساتھ ساتھ ایک حکم اور بھی آیا کہ ہمارا نام لینا منع ہے مگر جب تمہیں کوئی ایسا مومن نظر آئے جس کے پاس دین کی تعلیم نہیں تو اسے ہمارا نام لے کر اسے دین کی تعلیم دو۔ یہ مرحلہ اتنا اہم ہے کہ اس کی خاطر امام نے اپنے نام لینے کی بھی اجازت دے دی مگر اس کی تشریح بعد میں آئے گی۔ یہ حالات ہو گئے امام کا نام لینا بھی لوگوں نے بند کر دیا۔ حکومت نے ایک اور طریقہ اختیار کیا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ خمس کو استعمال کرنے کا۔ امام کے زمانے تک یہ طریقہ رہا تھا کہ خمس براہ راست امام تک آتا ہے دسویں امام کے زمانے تک۔ دسویں امام نے کچھ اس طریقے کو

بدلہ، گیارہویں امام نے اس طریقے کو اور بدلا اور بارہویں امام کے زمانے میں یہ طریقہ بن گیا کہ ہر محلہ میں ایک آدمی خمس جمع کرتا ہے وہ لے جا کر دیتا ہے ۔ ..رکا یہ آدمی خمس لے جا کر پہنچاتا ہے بغداد کے ایک آدمی کو جو نائب امام ہے ۔ ب حکومت کو یہ اطلاع تو تھی کہ آل محمد کے ماننے والے مر جائیں گے تکلیف برداشت کریں گے یہ نقصان برداشت کریں گے مگر خمس ضرور آل محمد تک پہنچائیں گے ۔ چنانچہ حکومت نے اب یہ کوشش شروع کی کہ کسی طرح خمس کے ذریعے سے امام کا پتا چلایا جائے ۔ یہ دیکھا جائے کہ کون آدمی امام کو جانتا ہے کیونکہ محبان اہل بیت گرفتار ہو رہے ہیں انہیں سخت اذیت دی جا رہی ہے مگر ان کو بھی کیا معلوم کہ امام کہاں ہیں؟ ہم کو اور آپ کو گرفتار کر کے ہم سے پوچھا جائے تو پھر بھی ہم نہیں بتا سکتے۔

حکومت کو یہ یقین ہو گیا کہ عام مومنین کو پتا نہیں ہے کہ امام کہاں ہیں؟ لیکن کسی نہ کسی کو معلوم ہے اس آدمی کو ڈھونڈا جائے وہ آدمی کون ہے جو امام کا پتا جانتا ہے ۔ اب ادھر امام کا طریقہ یہ تھا کہ امام نے اس وقت اپنا ایک نائب بنایا تھا سب لوگوں کے مسئلے اس کے پاس آتے ہیں خمس اس کے پاس آتا ہے جب مرضی ہو اس کو بلواتے ہیں بلوانے کے بعد جتنے خطوط ہیں سب کا جواب بتلاتے ہیں ۔ کچھ کا جواب امام لکھ کر دیتے ہیں کچھ کا جواب امام زبانی بتاتے ہیں اور ان کا نائب لکھ لیتا ہے اور امام کہتے ہیں یہ جواب واپس بھجوا دینا ۔ اگر کوئی ذرا





خطرناک قسم کا جواب ہے تو امام کہتے ہیں جواب یہ مگر اس کو بھجوانا نہیں بلکہ اسے اپنے پاس بلا کر زبانی سنانا ۔ یہ سوال تحریر میں آنا صحیح نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ ہر شہر میں امام کا ایک ایک نائب تھا جن کا کام یہ تھا کہ وہ بڑے نائب سے ملاقات کریں لیکن ان کو اگر کوئی اہم مسئلہ پیش آتا تھا تو امام ان کو بھی بلا کر ان سے بھی بات چیت کرتے تھے ۔ جناب حکیمہ خاتون تھیں امام کی رشتے میں دادی، گیارہویں امام کی پھوپھی، دسویں امام کی بہن نویں امام کی بیٹی یہ بھی روزانہ صبح و شام جا کر امام سے مسائل پوچھ لیا کرتی تھیں اور خود کہتی ہیں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ میں پوچھنے بھی نہیں پاتی تھی کہ امام جواب دے دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ مومنوں میں سے بھی جس کا بہت دل چاہتا تھا زیارت امام کا ۔ وہ اپنی درخواست نائب امام کو دیتا تھا اور نائب امام، امام تک پہنچاتے تھے اور امام ان کو بلا کر ان سے بھی ملاقات کر لیا کرتے تھے، تو اب امام سے ملنے والے بہت سارے تھے ۔ نائب امام، جناب حکیمہ خاتون ہر شہر میں جو چھوٹے نائب ہیں ان سے اور عام مومنوں میں سے ۔ اور اب اکثر یہ ملاقاتیں سرداب میں ہوتی تھیں ۔ آپ میں سے جو سامرہ گئے ہیں ۔ انہوں نے اس مقام کی زیارت کی ۔ سرداب یعنی وہ تہہ خانہ جو آج کل کے ایئر کنڈیشنڈ کے بدلے مکان کے نیچے بنایا جاتا تھا اور جہاں انسان بڑے آرام سے گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا کا مزہ لے کر گزارہ کرتا تھا ۔ دسویں امام کے گھر کے اندر ایک تہہ خانہ اسی طرح کا تھا جس

طرح ہر عرب کے گھر میں ہوتا تھا۔ آج تک ہوتا ہے اکثر ملاقاتیں اس تہہ خانے میں تھیں۔ امام زمانہ جہاں جس سے ملتے وہ مقام الگ الگ ہوتے تھے مگر اکثر ملاقاتیں اس تہہ خانے کے اندر۔

اب حکومت کو یہ تلاش ہے کہ عام مومن کو پتا نہیں چل رہا وہ کون سے لوگ ہیں جو امام کی جگہ جانتے ہیں۔ ان کی تلاش شروع ہو گئی اور اس کے لیے خمس کو استعمال کیا گیا۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ عجیب بات کہ جس آدمی کے بارے میں ذرا سا شک ہے کہ یہ امام کے کسی نائب کو جانتا ہے نائب امام کی تلاش ہو رہی ہے ان کا نام بھی بالکل چھپا ہوا ہے تو اب نئے مومن آتے ہیں ہمارے پاس خمس ہے بڑا فریضہ ہے ہم چاہتے ہیں اپنا مال پاک کریں سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کو دیں بتاؤ تم اپنا خمس کہاں دیتے ہو؟ اس انداز سے اب سوال ہو رہا ہے۔ حکومت کے جاسوس خمس کی تھیلیاں لیے ہوئے تا کہ یہ پتا چل جائے کہ یہ پیسہ کہاں جمع ہوتا ہے اسے گرفتار کر کے پھر اگلے آدمی کا پتا لگانا آسان ہے۔ عین اسی وقت امام کا ایک خط آ رہا ہے جس میں رہنے والے تمام ماننے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ خمس کے مسئلے پر اب کسی سے کوئی گفتگو نہ کرنا اور اپنے تمام نائبوں کو حکم دے دیا گیا اگر تمہارے پاس کوئی خمس۔ لے کر آئے کہ میں امام کا ماننے والا ہوں یہ خمس امام تک پہنچا دیجیے تو جب تک کہ تم خود اسے نہ جانتے ہو اس سے خمس نہ لینا اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا۔ اس انداز سے حکم امام آ رہا ہے اور امام کے ماننے





والے آج تک اس حکم پر عمل کر رہے ہیں جس انداز سے حکم امام آ رہا ہے اور امام کے ماننے والے آج تک اس حکم پر عمل کر رہے ہیں جس انداز سے اس دور میں ہو رہا تھا اسی انداز سے آج کے دور بھی ہو رہا ہے لیکن ایک بات اور بتا دو جب امام کے پاس یہ خمس جاتا تھا تو یہاں تو ہم نے خمس دیا ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی وہاں ایسا نہیں تھا جب امام کے پاس خمس جاتا تو خمس دینے والے کو انتظار تھا۔ اس اعتبار سے اس زمانے میں سونے چاندی کے سکے چلتے تھے جعلی اور کھوٹے سکے بہت ہوتے تھے جب امام کے پاس خمس جاتا تو امام رسید لکھتے ہیں کہ فلاں آدمی سے اتنا خمس ملا اور اتنے جعلی سکے ہیں جو واپس کرتے ہیں کہ اس کو بدلو جتنا مال حرام ہے وہ واپس کرتے ہیں کہ یہ حرام مال میں سے کبھی خمس نہیں نکل سکتا ہے کہ یہ جو تم نے حرام پیسہ کمایا اس میں خمس واجب نہیں اس کو واپس لے جاؤ یہ حرام مال پاک ہو ہی نہیں سکتا چاہے دس دفعہ اس کا خمس نکال دیا جائے۔ اس کے بعد جب رسید آ جاتی اور پیسے واپس نہ ہوتے تب مومن کو یقین آ جاتا کہ ہمارا مال صحیح مقام پر پہنچا ہے تو خمس کے نظام کو امام نے اس طرح قائم کیا۔ حکومت کے جاسوس اس کو استعمال کر رہے ہیں حکم امام آ گیا اب وکیلوں نے پیسے لینے بند کر دیے۔ نئے آدمی سے پیسے نہیں لیے جائیں گے صرف پرانے آدمی سے پیسے لیے جائیں گے۔ اسی زمانے میں ایک واقعہ اور پیش آیا جس کی وجہ سے اب امام نے سب سے ملاقات ترک کر دی فقط ایک وکیل سے

ملاقات ہوگی۔ جناب حکیمہ خاتون کا انتقال ہو گیا وہ سلسلہ تو بند ہو گیا باقی عام مومن جو درخواست دے کے پہنچ جاتے تھے چھوٹے نائب جو درخواست دے پہنچ جاتے تھے امام نے سب پر پابندی لگا دی کیونکہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ امام نے اس تہہ خانے کو چھوڑ دیا اور بالکل ہی غائب ہو گئے۔

تاریخ کہتی ہے یہ بھی آدھی رات کا واقعہ ہے کہ معتمد باللہ ایک مرتبہ اپنے چند باوفا ترین ساتھیوں کو بلاتا ہے راتوں کو اٹھ کر (حاکم وقت کی پریشانی ملاحظہ فرمائیں) بلاتا ہے اور بلانے کے بعد کہتا ہے کہ خاص الخواص کام مجھے تم سے لینا ہے اور مجھے پورا یقین ہے تمہاری وفاداری پر۔ دیکھو ابھی ابھی میرے پاس اطلاع آئی ہے کہ سامرہ میں جو مکان ہے دسویں امام کا نام لے کر کہتا ہے ان کا جو مکان ہے اس کے اندر وہ شخص موجود ہے جس کی ہمیں انتظار اور تلاش ہے فوراً جاؤ مکان کو گھیرے میں لے لو اور چڑیا کا ایک بچہ بھی نہ نکلنے پائے جو بھی نظر آئے اسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ جناب حکیمہ خاتون انتقال کر چکی ہیں اب یہ مکان خالی ہے۔ اس لیے جو ملے اسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ سپاہی اپنے افسر کی قیادت میں فوراً بغداد سے سامرہ آتے ہیں یہ وہ اہم واقعہ ہے جس کے بعد غیبت کا پھر صحیح معنوں میں آغاز ہوا۔

یہ سب کے سب پہنچے سامرہ کے اس مکان میں۔ آدھی رات کا وقت ہے چاروں طرف سے مکان کو گھیرے میں لے لیا گیا۔ ایک ایک کمرے کی تلاشی





ہو رہی ہے، ایک ایک چپہ دیکھا جا رہا ہے پورا مکان دیکھ لیا وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔ مکان کے برابر جو تہہ خانہ تھا وہ رہ گیا تھا اب سپاہی اس جانب بڑھ رہے ہیں جب تہ خانے کے قریب پہنچے تو وہاں سے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز آ رہی تھی اور بڑی خوش الحانی کے ساتھ کوئی قرآن پڑھ رہا تھا ان سپاہیوں کے سردار کو یقین ہو گیا جو ہے اسی تہہ خانے میں ہے باقی سارا مکان دیکھا صحن دیکھا باغ دیکھا۔ سارے سپاہیوں کو واپس بلا لیا اور کہا آجاؤ سب یہاں جمع ہو جاؤ۔ سب کو جمع کر کے کہتا ہے کہ اس تہہ خانے کے اندر کوئی ہے اسی کو گرفتار کرنا ہے، سخت ترین پہرہ لگاؤ اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ کوئی نکلنے نہ پائے یہ کہہ کے سپاہیوں کو حکم دے رہا ہے کہ تم ادھر کھڑے ہو تم ادھر کھڑے ہو باقاعدہ پہلے چاروں طرف گھیرا ڈالا جائے پھر یہ نیچے اتر کے جائے گا اور وہ گرفتار کر کے لائے گا۔

اتنے میں قرآن کی آواز آنا بند ہو گئی سپاہی چونکے مگر افسر اپنے کام میں لگا ہوا۔ سپاہی بہر حال سپاہی، حکم کے پابند، ڈسپلن کے پابند خاموش کھڑے ہیں پھر دیکھا تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر کوئی شخص باہر آیا، انتہائی حسین و جمیل رعب و جلال جس کے چہرے سے آشکار باہر آتا ہے باہر آنے کے بعد نہ اس نے دائیں طرف دیکھا نہ بائیں طرف دیکھا نہ سپاہیوں کو دیکھ کے گھبرایا نہ پریشان ہوا۔ اتنے اطمینان سے کہ جیسے اسے سب کچھ پتا ہے۔ آگے بڑھا افسر سامنے کھڑا رہا۔ سپاہی یہ منظر دیکھ کر خاموش رہے شاید ہمارا افسر اس کو جانتا ہے جو خاموش کھڑا

ہے۔آنے والا آگے بڑھا سپاہیوں کے درمیان میں سے گزر کر ایک مرتبہ باہر گیا اور مکان سے باہر جا کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ جہاں چند سپاہیوں کو پہرے پہ کھڑا کر کے تہہ خانے میں افسر گیا اچھی طرح تہہ خانے کی تلاشی لی کچھ نظر نہ آیا۔ باہر آتا ہے بڑا پریشان وہ ایک مرتبہ اپنے آپ سے کہتا ہے پتا نہیں وہ کہاں چلا گیا آواز تو سب نے سنی تھی۔ سپاہیوں نے اپنے افسر کو پریشان دیکھا۔ فوج کے قانون میں تو نہیں مگر ایک نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا آخر آپ کو کس کی تلاش ہے کہا کہ اسی کی جس کی آواز ہم سب سن رہے تھے۔ سپاہی کہتے ہیں پھر جو آدمی یہاں سے نکل کر گیا تھا آپ نے اسے کیوں نہیں روکا؟ کیا آپ اسے پہچانتے تھے؟

ایک مرتبہ حیرت کی حالت میں آ گیا ان کا افسر، حیران ہو کر کہتا ہے کیا بات کہہ رہے ہو؟ یہاں سے نکل کر کون گیا تھا؟ کہا کہ جب آپ ہمیں قطار میں کھڑا کر رہے تھے اور گھیراؤ ڈال رہے تھے اس وقت جو تہہ خانے سے سفید کپڑے پہنے باہر جا رہا تھا اسی کی ہم بات کر رہے ہیں۔ افسر حیران ہو کر کہتا ہے میں نے تو نہیں دیکھا، کیا تم نے دیکھا ہے؟ اب ہر ایک پریشان ہوا۔ مجھے تو کوئی دھوکہ نہیں ہوا سارے سپاہیوں سے تصدیق کی گئی۔ ایک دو نہیں سارے سپاہیوں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور افسر نے نہیں دیکھا۔ وہ گھبرا کے کہتا ہے پھر تم نے گرفتار کیوں نہیں کیا؟ کہا کہ آپ سامنے کھڑے تھے آپ ہمارے افسر تھے آپ





کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو ہم کیسے بول سکتے تھے۔ آپ کے سامنے بلکہ آپ کے کندھے کے قریب سے گزر کر باہر گیا۔ ہم بھی خاموش رہے کہ شاید آپ پہچانتے ہیں۔ اب جو یہ سنا تو گھبراہٹ کے عالم میں کہتا ہے آؤ واپس چلیں۔ رات کا وقت معتمد باللہ انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنے محل میں ٹہل رہا ہے۔ صبح کا وقت قریب آتا جا رہا ہے سپاہیوں کو دیکھا کہ بہت ہی حواس باختہ حیران و پریشان آ رہے ہیں۔ گھبرا کے پوچھا کہ کیا ہوا؟ نہیں ملا؟ سارا واقعہ انہوں نے سنایا۔ واقعہ سنتے ہی سر جھکا کے کھڑا ہو گیا اور اس کے بعد ہر ایک سے عہد لیا کہ اگر تم نے لوگوں میں سے کسی کو یہ واقعہ بتایا تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا واپس جاؤ اور اپنے ہونٹوں کو سی لو۔

اس واقعہ کے بعد معتمد باللہ کو یقین ہو گیا اب امام میرے ہاتھ آنے والے نہیں۔ پروردگار عالم ان کی مدد کر رہا ہے اور دوسری جانب امام نے بھی تہہ خانے کو مکمل طور پر چھوڑ دیا اور اب امام کہاں ہیں کسی کو نہیں پتا۔ فقط ان کے ایک نائب ہیں جب امام کو ضرورت پیش آتی تھی امام ان کو بلا لیتے تھے اور امام ان کو مسئلے بتاتے ہیں ان کی پریشانی کو دور کرتے ہیں۔ اب درخواست دے کر امام سے ملاقات کا سلسلہ ختم ہو گیا اور وہاں کے جو سلسلہ غیبت کا چلا یہ وہ ہے جس میں آپ اور ہم سانس لے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ختم ہو گا اس دن جب امام حکم خدا سے ظاہر ہوں گے وہی دن انتہائی اہم دن ہے اسی دن پتا چلے گا کہ غیبت کے زمانے میں اپنے

آپ کو امام کا مومن کہنے والوں میں سے کتنوں کے ایمان کو قبول کرتے ہیں اور کتنے امام کے مخالف ہوتے ہیں۔ صرف ایک ضمنی بات لکھ دی جائے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا امام نے تہہ خانے میں رہنا تو چھوڑ دیا اور امام اس دنیا میں گئے۔ لیکن ایک بڑی غلط فہمی جو لوگوں کے ذہن میں پیدا ہوئی شاید ایسا لگے آپ کو کہ آپ نے یہ بات پہلے سنی مگر دوبارہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ غلط فہمی لوگوں کے ذہن میں یہ پیدا ہو گئی کہ امام تہہ خانہ سے نکل کے دنیا میں کسی جگہ جا کے غائب ہو گئے اب کس جگہ غائب ہو گئے لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ امام وہی بیٹھے ہیں کبھی کبھار جب امام کا دل چاہتا ہے دنیا میں آجاتے ہیں ورنہ امام اسی غار میں ہیں کسی پہاڑ پہ ہیں کسی جنگل میں ہیں۔ کسی جزیرے میں ہیں کسی سمندر میں ہیں بحر حال کسی ایک جگہ پر۔ ہمارے سامنے نہیں ہیں ہمارے درمیان نہیں ہیں اور یہی وہ غلط خیال ہے جس کی وجہ سے ہم اور آپ انتہائی بے فکر ہو کر اپنی زندگی گزار رہے ہیں اس یقین کے ساتھ ہماری زندگی گزر رہی ہے کہ فی الحال ہمارا امام سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ خیال انتہائی غلط خیال ہے یہی وہ غلط خیال ہے جسے چھٹے امام نے بہت پہلے دور کر دیا۔

جب راوی نے پوچھا تھا مولا! غیبت امام کا مطلب کیا ہے؟ چھٹے امام نے جواب دیا، یاد رکھو غیبت کی دو قسمیں ہیں غائب ہونے کی دو قسمیں۔ تمہارا امام پہلی طرح سے غائب نہیں ہوگا بلکہ دوسری طرح سے غائب ہوگا۔ راوی کہتا ہے





مولا کونسی غیبت؟ کہا ایک جو اصحاب کہف کی غیبت ہے اور ایک جو حضرت یوسف کی غیبت ہے۔ راوی اور حیران ہوا، کہا مولا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ امام نے کہا دیکھو قرآن میں دو واقعے آئے ہیں۔ ایک اصحاب کہف کا واقعہ وہ سات آدمی جو غار میں سو رہے ہیں جب سے سو رہے ہیں صرف دو مرتبہ جاگے ہیں ایک تو جس کو قرآن نے بتایا، تین سو سال بعد نکل کر آئے شہر میں پہنچے دیکھا کہ معاملہ ہی بالکل بدل چکا۔ چنانچہ واپس جا کے سو گئے۔ ایک اس دن جاگے جس دن کسی نے آ کے رسول خدا سے سوال کیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہے؟ پیغمبر نے کہا تھا جسے غار میں سونے والے سلام کریں اور جب وہ نہیں سمجھا تو پیغمبر نے چادر بچھا کے اپنے بعض صحابیوں کو مولا کائنات کے ساتھ بھیجا تھا اس غار میں اور ان سب نے جا کے سونے والوں کو سلام کیا تھا۔ سونے والے سوتے رہے مولا نے جب سلام کیا تو ایک مرتبہ اٹھ کر انہوں نے سلام کا جواب دیا تھا اور پھر جو سوئے تو اب امام زمانہ کے ظہور کے وقت جاگیں گے۔ تو چھٹے امام کہہ رہے ہیں ایک وہ لوگ ہیں غائب ہیں ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں مگر ایک مقام پر وہاں سے باہر نہیں آتے اور غیبت حضرت یوسف کی ہے۔ یوسف کی غیبت کیا ہے؟ قرآن کہہ رہا ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے غلام بنا کے بیچ دیا یوسف مصر میں آ کے وزیر بن گئے اور ایک وہ وقت آیا کہ سارے مصر میں قحط پڑ گیا۔ وزیر اعظم کا اعلان جاری ہوا کہ جسے کھانے پینے کا غلہ چاہیے آ کر ہم

سے لے جائے۔ ساری مملکتوں سے لوگ آنے لگے۔ یوسف کے گیارہ بھائی بھی پہنچے اپنے خاندان کے لیے غلہ لینے۔ اب قرآن کہہ رہا ہے یوسف کرسی پر بیٹھے ہیں وزیر اعظم، گیارہ بھائی سامنے کھڑے ہیں اپنی درخواست پیش کر رہے ہیں غلہ لے رہے ہیں لیکن پہچان نہیں رہے کہ جس کے سامنے ہم کھڑے ہیں یہ تو ہمارا اپنا بھائی ہے۔ پہچان نہیں سکے کہ جس سے ہم بات چیت کر رہے ہیں یہ تو ہمارا اپنا بھائی ہے۔ امام نے کہا ہے تمہارے زمانے کا امام بھی اسی طرح غائب ہوگا۔ اصحاب کہف کی طرح نہیں ایک جزیرے میں بیٹھا نہ تم وہاں جاتے ہو نہ وہ تمہارے پاس آتا ہے۔

حضرت یوسف کی مانند کہ تم سامنے کھڑے ہو گے پتا نہیں ہوگا کہ یہ میرے امام ہیں تم ان سے گفتگو کرو گے تمہیں پتا نہیں ہوگا یہ تمہارے امام ہیں۔ تم ان سے ہاتھ ملاؤ گے تمہیں پتا نہیں ہوگا یہ تمہارے امام ہیں۔ تم ان سے گلے ملو گے تمہیں پتا نہیں ہوگا یہ تمہارے امام ہیں۔ جس طرح یوسف کے بھائی یوسف کو دیکھتے ہیں لیکن پہچان نہیں سکے اسی طرح تم اپنے زمانے کے امام کو دیکھو گے اور کس طرح۔ تمہارے پاس آئیں گے تمہارے دروازے پہ آئیں گے تمہارے گھروں میں آئیں گے۔ تمہارے اجتماعات میں آئیں گے مگر تمہیں پتا نہیں ہوگا کہ یہ آنے والے ہمارے امام ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کو غیبت امام زمانہ میں ہماری ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ کہ ہر وقت یاد رکھیں کہ امام ہمارے





سامنے ہیں امام ہمارے درمیان میں ہیں امام ہمارے پاس ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جب ہمارے ہاں غم ہوتا ہے تو امام آتے ہیں کوئی خوشی ہوتی ہے تو امام آتے ہیں یہ غیبت امام میں سب سے زیادہ یہی چیز ہم کو یاد رکھنا ہے۔

ایک بات کہہ دوں یہ نہ سمجھیں کہ امام ہمارے امام تو ہیں مگر اب ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں وہ جزیرے میں بیٹھے ہیں جب آئیں گے تب دیکھا جائے گا۔ ہاں بعض روایتیں ہیں کہ امام زمانہ کی حکومت جزیرہ میں ہے اور اس جزیرہ کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ہندوستان کے قریب ہے بعض میں ہے کہ امریکہ کے قریب اور بعض میں کہ یورپ کے قریب۔ جتنی روایات جزیرے کے بارے میں ہیں سب نے ایک بات بیان کی کہ امام کی حکومت جتنے جزیروں پر ہے چونکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ روایتیں دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ ایک سے زیادہ علاقے میں امام کی حکومت ہے ایک جزیرہ ویسٹ انڈیز کے قریب بتایا جاتا ہے ایک جزیرہ مالدیپ کے قریب بتایا جاتا ہے ایک جزیرہ گرین لینڈ کے قریب ہے ان کی مختلف روایتیں ہیں۔ بحر حال جہاں جہاں امام کی حکومت ہے سب میں یہ لکھا ہے کہ اس میں امام خود نہیں ہوتے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام کے چار بیٹے ہیں عبدالرحمان، ہاشم، قاسم اور ابراہیم وہ لوگ حکومت چلا رہے ہیں۔ ایک دوسری روایت ہے جزیرے والی اس میں لکھا ہے کہ امام کے نائب وہاں

حکومت چلا رہے ہیں۔ امام سال میں ایک دفعہ وہاں آتے ہیں یا پانچ سال میں ایک دفعہ وہاں آتے ہیں تو جزیروں والی روایت اپنی جگہ صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ امام وہاں ہیں۔ امام ہمارے درمیان ہیں اب غیبت امام میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ یاد رکھیں کہ امام ہمارے درمیان ہیں یاد رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ جو میں نے گذشتہ بتایا تھا شادی ہو رہی ہے اور پوری ریکارڈنگ اپنے فل والیم پر ہے سارا محلہ جاگ رہا ہے شادی کیا ہو رہی ہے دوسروں کے لیے قیامت آگئی ہے۔ اب ایسے وقت میں ایک مرتبہ پتا چلا کہ مولانا صاحب آئے ہیں نکاح پڑھنے کے لیے یہ بات ان گھرانوں کی ہے جہاں کچھ غیرت، حیا، پابندی دین اور کچھ علماء کا احترام باقی ہے۔ جہاں یہ پتا چلا مولانا صاحب آئے پندرہ بیس منٹ بیٹھیں گے اس سے زیادہ بیٹھیں تو گھر والوں کے لیے بھی پریشانی۔ چنانچہ اتنی دیر کے لیے اس ریکارڈنگ کو بند کر دیا جاتا ہے فقط اس تصور سے کہ یہ آئے ہیں کہیں برا نہ مان جائیں۔ انہیں تکلیف نہ ہونے پائے۔ اب جو تصور شریعت بار بار ہم سے کہتی ہے کہ اپنے زمانے کے امام کو یاد رکھو۔ اس کا مطلب کیا؟ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ یاد رکھو کہ ہمارے درمیان جسے ہمارے چھٹے امام فرما رہے ہیں تمہیں کیا پتا جس کے ساتھ تم ہاتھ ملا رہے ہو یہی تمہارا زمانے کا امام ہو، جس کے سامنے بیٹھے تم بات کر رہے ہو وہی تمہارے زمانے کا امام اب اگر ہمارے ذہن میں رہے کہ ہمارا امام ہے ہمارے درمیان





ہے کسی غار میں نہیں کسی پہاڑی پر نہیں کسی جنگل میں نہیں ہے کسی جزیرے میں نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ جب ایک عالم ہمارے پاس آتا ہے۔ عالم کے آنے کا اتنا احترام ہوتا ہے تو یقیناً شادی کی اور خوشی کی تقریب میں امام تو ضرور آئیں گے امام کا وعدہ بھی اور امام نے خود یہ ذمہ داری لے رکھی ہے کہ میں جاتا ہوں میں پہنچتا ہوں اب اگر یہ تصور ہمارے ذہن میں ہے کہ امام یہاں آئے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی امام کی موجودگی میں ریکارڈنگ چلا سکے۔ کیا یہ ممکن ہے اگر یہ تصور ساری خرابی یہی کہ ہم نے امام کو بالکل اس طرح سمجھ لیا کہ جیسے امام کی امامت کا ہم سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ کسی جزیرے میں بیٹھے ہیں ہمارے لے راحت و آرام ہے۔ اگر یہ تصور ہو کہ امام ہمارے درمیان تو کیا ہماری عورتوں کو طوفان بدتمیزی مچانے کا موقع مل سکتا ہے جو شریعت نے سراسر حرام اور گناہان کبیرہ میں سے قرار دیا ہے مگر شادی بیاہ کے موقع پر مہندی کی رسم کے نام سے گذشتہ چار پانچ سالوں میں ہمارے درمیان یہ چیزیں آئی ہیں۔ آپ نے سنا ضرور ہوگا اگر دیکھا نہ ہو جن گھرانوں میں نہ دین کا احترام ہے نہ شریعت کا۔ نہ امام کا کوئی خیال ہے نہ خدا کا، وہاں کے لوگوں نے خود تجربہ کیا۔ یہ گناہ یہ بدترین رسم یہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے شروع ہوئی ہے۔ کوئی بیس پچیس سال پہلے کی بات نہیں ہے ابھی کی بات ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اگر یہ پتا ہو کہ امام زمانہ اس تقریب میں موجود ہیں کیونکہ ان کے

استقبال امام زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں

ماننے والے کے گھر میں خوشی ہے کیونکہ ان کے کلمہ پڑھنے والے کے گھر میں خوشی ہے کیونکہ اس کے گھر میں خوشی ہے جو امام کو بلاتا رہتا ہے ہوسکتا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے نماز پڑھی ہو نماز پڑھ کے کہا ہو مولا فوراً آجایئے عجل اللہ تعالیٰ ظہورک فوراً آجایئے۔ امام کہے میں ظاہر تو نہیں ہوتا۔ تم نے نماز پڑھ کے مجھے بلایا ہے میں آرہا ہوں تمہارے گھر میں اور فوراً پتا چلے کہ مہندی کی تقریب ہورہی ہے اور جتنے گناہ ممکن ہیں شریعت میں بڑے بڑے سب کچھ اس میں شامل کیا جارہا ہے، پردہ ختم، گانے بجانے کی رسمیں بے ہودہ اور اس قسم کے جملے کہ اسلام میں اس کے تمام حالات میں کہنے کی اجازت نہیں۔ کہاں یہ کہ لڑکے لڑکیوں کے سامنے اور لڑکیاں لڑکوں کے سامنے باقاعدہ مقابلہ کر کے اس چیز کا اہتمام کریں اب اگر ذہن کے کسی گوشے میں ہلکا سا یہ خیال موجود ہے کہ یہاں امام بھی موجود ہیں ہمارے لباس بھی دیکھ رہے ہیں ہماری گفتگو سن رہے ہیں ہماری تقریب کو بھی دیکھ رہے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کی بیہودگی ہونے پائے مگر بات ضرور وہی ہے کہ جس طرح سے امام کا نہ ماننے والا جس طرح امام کا انکار کرنے والا جس طرح امام کا دشمن امام کو بھلا کے بیٹھا ہے وہی طریقہ صاحبان ایمان نے بھی اختیار کرلیا۔ وہی طریقہ مومن کا بھی ہے کہ وہ امام کو نہیں مانتے ہیں اور ہم امام کو مانتے ہیں مگر امام کو ماننا نہ ماننا برابر ہے۔

یہی وہ منزل ہے یہی وہ مقام ہے کہ جہاں سے ہم سب سے پہلی تیاری کر رہے





ہیں۔ ہمیں خاندان بنانا ہے کہ جو امام کا استقبال کرے گا۔ مگر اس خاندان کے بنانے کا پہلا مرحلہ جسے شادی کا مرحلہ کہا جاتا ہے وہاں پر ہر وہ کام کیا جارہا ہے ہر وہ عمل انجام دیا جارہا ہے جس کا بعد میں نتیجہ انتہائی بدترین نکلنے والا، کیوں؟ روایتوں میں مسلسل اس حقیقت کو بتایا گیا ہے موضوع نازک ہے یہ جو شادی بیاہ کی رسومات کے بہانے سے شادی بیاہ کے نام سے جو چیزیں شروع ہوئیں۔ یہ لڑکے اور لڑکی، دلہا، دلہن کے سامنے دونوں کے ذہن میں اس کا اثر بیٹھ رہا ہے نکاح کے بعد شادی کی پہلی رات گزاری جائے گی اور یہ اثر منتقل ہوگا اس اولاد کے اندر کہ جس اولاد کو ہم امام زمانہ کا سپاہی بنانا چاہتے ہیں اس اعتبار سے کہ روایات میں یہ بار بار بتایا گیا کہ یہ مت سمجھو کہ تمہارا بیٹا اور بیٹی جو تم سکھاؤ وہی سیکھتا ہے، نہیں اس سے پہلے جو تمہارے ذہن میں تصورات ہیں وہ بھی اس کے اندر آجاتے ہیں ایک واقعہ مقدس اردبیلی کے نام سے منصوب ہے

مقدس اردبیلی کا واقعہ::

مقدس اردبیلی ایک انتہائی جلیل القدر عالم دین اور یہ وہ عالم ہیں جن کی مسلسل امام زمانہ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ یہ وہ عالم ہیں کہ جن کے بارے میں یقین کے ساتھ یہ کہا گیا کہ ساری زندگی میں نہ انہوں نے حرام کام کیا نہ انہوں نے مکروہ کام کیا نہ کوئی مباح کام کیا ساری زندگی واجب اور سنت پر عمل کرتے رہے۔ ان کے پاس ایک سکہ آتا ہے پرانے زمانے میں یہ پائپ لائن

وغیرہ وہ پانی بھرنے والے چمڑے کی مشک لے کے پانی بھرا کرتے تھے لوگوں کے گھروں میں۔ وہ آتا ہے اور آنے کے بعد شکایت کرتا ہے مقدس کے پاس کہ تمہارے بیٹے نے مجھ پر بڑا ظلم کیا۔ میں پانی کی مشک بھر کے لے جا رہا تھا پانی ڈالنے کے لیے کہ اس کے ہاتھ میں ایک کھلونا تیر و کمان تھا اس نے چلایا اور میری مشک کے اندر سوراخ ہو گیا۔ اب مشک کے اندر اگر سوراخ ہو جائے تو وہ بالکل خراب ہے جس کی ساری روزی کا دارومدار اسی مشک پر اور اس کو بے کار کر دیا اس لڑکے نے۔ چھ سات یا آٹھ سال کا بچہ ہو گا اور یہ آٹھ سال کا بچہ آجکل کا نہیں بلکہ یہ تقریباً دو تین سو سال پہلے کا بچہ ہے آج کل کے بچے اتنے ہوشیار اور تیز ہو گئے ہیں ٹیلی ویژن کے دور میں زندگی گزارنے کی وجہ سے یہ ہمارے سامنے مگر پچاس سال پہلے آٹھ سال کے بچے کی کیا سمجھ ہوتی تھی مقدس اردبیلی نے بہر حال اس سے معافی مانگی۔

معافی مانگنے کے بعد جو نقصان ہوا اس کا کفارہ دیا اور اسے راضی کر کے روانہ کیا۔ بچے کھیل کھیل میں یہ کرتے رہتے ہیں یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے مگر مقدس اردبیلی جیسا کہ کہا گیا ہے انتہائی پریشان اور انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں گھر کے اندر آتے ہیں اور بیوی کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں آج ہمارے بچے نے ایک مسلمان کے مال کو نقصان پہنچایا۔ آٹھ سال کا بچہ شرعاً تو اس پر گناہ بھی نہیں کیونکہ بالکل ناسمجھ۔ لیکن یہ جو اس نے نقصان پہنچایا اس میں ضرور یا میری غلطی





ہے یا تمہاری۔ روایتیں جاننے والا اپنے زمانے کا مرجع اپنے زمانے کا مجتہد بیوی سے کہتا ہے یا میری غلطی ہے یا تمہاری ممکن ہی نہیں ایک ناسمجھ بچہ یا سمجھدار ہو جاتا بالغ ہو جاتا تب گناہ کرتا اس کے اندر اس کی اپنی خواہش بھی ہو سکتی تھی مگر یہ چھ سال کا سات سال کا بچہ یہ جو گناہ کر رہا ہے یہ یا تمہاری غلطی ہے یا میری کہیں نا کہیں کسی نہ کسی مقام پر ہم نے کوئی نہ کوئی ایسا کام کیا ہے جس کا یہ نتیجہ نکلا۔ میں تو بہت غور کر رہا ہوں میری سمجھ میں تو یہ نہیں آتا۔ اس عالم کی سمجھ میں کیسے آئے جس نے نہ کبھی حرام کیا اور نہ مکروہ نہ مباح واجب یا مستحب کام کرتا تھا اس کے ہاں تو یہ گنجائش نہیں مگر بیوی کا تو یہ مقام نہیں بیوی نے سوچا بہت سوچا۔ آخر ایک جواب دیا مجھے اور تو کچھ یاد نہیں آ رہا بس اتنا یاد آ رہا ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے گھر سے نکل کر اپنے باپ کے گھر جا رہی تھی دوپہر کا وقت تھا گرمی زیادہ تھی اور اس وقت میرے شکم میں حمل کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ چلتے چلتے میں ایک آدمی کے گھر کے قریب سے گزری، دیوار کا سایہ نظر آیا تھک کر وہیں بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر میں نے سوچا کہ آرام کر لوں اس کے گھر کے اندر انار کا درخت لگا ہوا تھا اور پھل چونکہ آ چکے تھے اور ڈالی انار کے پھل کی وجہ سے باہر کی جانب جھک آئی تھی انار میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں سوئی تھی میں نے انار پکڑ کر دیکھا سوئی اس کے اندر داخل کی اور ذرا انار کو دبایا ذرا اس کے قطرے سوئی کے اوپر آ گئے اور اسے زبان پر رکھ کے اپنی تھوڑی سی پیاس کو

بجھایا اور پھر میں آگے کی جانب بڑھ گئی۔ یہی جواب دیا مقدس اردبیلی نے کہا اگر ایک معمولی سی سوئی اور اس انار کے اندر چھوئی نہ جاتی تو آج میرے بیٹے کے ہاتھ سے تیر نکل کر اس بہشتی کی مشک میں نہ داخل ہوتا۔ وہ معمولی سی سوئی آج تیر بن گیا۔ فقط اس لیے کہ اس وقت ماں نے یہ عمل کیا تھا ماں نے یہ غلطی کی تھی۔ کہ جب اس کے شکم میں یہ بچہ تھا اتنا اثر ہوتا ہے ماں اور باپ کی غلطیوں کا بچوں پر۔ اب وہ اولاد جو ایسے ماحول میں ماں کے شکم کے اندر آ رہی ہے کہ چاروں طرف فعل حرام ہو رہا ہے گناہ پہ گناہ ہو رہے ہیں۔ ریکارڈنگ ہو رہی ہے گانے بجائے جا رہے ہیں پردہ ختم کیا جا رہا ہے۔ مہندی کے نام پر بیہودگیاں ہو رہی ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے ایک سوئی بیٹے کے ہاتھ میں جا کر تیر بن سکتا ہے تو یہ معمولی سی چیز جس کو ہم معمولی سی کہہ رہے ہیں شریعت کی نگاہ میں تو یہ بدترین گناہ ہے یہ فتنہ کتنا زبردست اثر ڈالے گا۔ اولاد کے اوپر اب اگر یہ بیٹا کل بڑا ہو کر امام زمانہؑ کا سپاہی نہ بنے امام کے دشمنوں کا سپاہی بنے تو قصور جتنا اس کا ہے اتنا ہی قصور اس کے باپ کا اس کی ماں کا ہے اور ان کے اور رشتہ داروں اور بزرگوں کا ہے۔

لیکن ایک بات یاد دلا دوں کہ اگر ایک تصور ہمارے ذہن میں رہے ان میں سے کسی گناہ کی گنجائش نہ رہے۔ تصور صرف اتنا رہے کہ ہمارا امامؑ یہاں پہ آیا ہوا ہے اور ہمارے ایک ایک عمل کو دیکھ رہا ہے ہمارے ساتھ تو شریک ہو رہا ہے





۔ فقط یہ تصور اگر ذہن کے اندر رہے تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے ہاں کوئی گناہ ہو جائے۔ اس قسم کی کوئی کوتاہی ہو جائے اس لیے کہ امامؑ کے وجود کا تصور انسان کو امام کا پابند بناتا ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کتنے افسوس کی بات ہے ہم راحت و آرام کے اس زمانے میں ہم خوشی و مسرت کے اس دور میں ہم جب اپنے گھر میں تقریب کر رہے ہیں اس وقت امام کے قول کی حکم کی پابندی نہیں کر رہے اور اپنے آپ کو ان کربلا والوں کا ماننے والا کہتے ہیں۔ اور ان تاریخوں میں اپنی شہزادیوں کے ان مصائب پر رونے والا کہتے ہیں کہ جن کے کردار کی یہی خوبی تو سب سے پہلے ہمارے سامنے آ رہی ہے کہ حکم امام کی اتنی اطاعت گزار کہ بڑی سے بڑی مصیبت آ جائے ہم سے راحت میں اطاعت نہیں ہوتی۔ وہاں بڑی سے بڑی مصیبت آ جائے یہاں حکم امامؑ آ گیا اس سے ایک قدم آگے نہیں بڑھایا جا رہا ہے۔ ایک چیز کا اندازہ کریں ہماری ماں کہتی ہے ہمارے بیٹے کی خوشی میں بھی کیسے گانے کا انتظام نہ کروں۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا انتظام نہ کروں خاندان کی لڑکیوں کو شوق دلایا جاتا بھائی کی شادی ہو رہی ہے آگے بڑھ کر حصہ لو ماں کہتی ہے۔ میرے بیٹے کا مسئلہ باپ کہتا ہے میرے بیٹے کی خوشی میں کیسے اس وقت خوشی کو نہ مناؤں۔ لیکن اندازہ کریں یہ بیٹے کی خوشی ہم سے برداشت نہیں ہو پا رہی اور خدا کو اٹھا کے ہم نے بالائے طاق رکھ دیا امامؑ کو نظر انداز کر دیا شریعت کو اپنے گھر سے باہر نکال دیا۔ خوشی منائی جا رہی

ہے اور آ کر ان بیبیوں کو دیکھیں ان کے بیٹوں کے لاشے میدان میں گر رہے ہیں۔ مگر کوئی بی بی در خیمہ پر بھی نہیں پہنچ رہی یہ تاریخ کی حقیقت۔ ماں کے لیے کتنا بڑا امتحان ہے خدا کے حکم کی خاطر بیٹے کو میدان میں بھیج تو دیا مگر انسان کی فطرت بھی تو ہے ماں کی محبت بھی تو ہے۔ جس کا جوان بیٹا جائے اور ماں کے کان میں آواز آئے کہ وہ کہہ رہا ہے یا ابتا ادرکنی بابا میری مدد کو آیئے باپ ایک مرتبہ بے چین ہو کر آگے بڑھے۔ حسینؑ کہتے ہوئے ۔ بیٹا علیؑ اکبر تیرے بابا کو کچھ نظر نہیں آ رہا ہے تیرے باپ کی آنکھوں کا نور جواب دیا گیا ہے۔ مجھے پکارو تا کہ تمہاری آواز کے سہارے میں آ جاؤں۔ مگر ام لیلی ماں کے دل پر تو محبت کچھ زیادہ پائی جاتی ہے۔ وہ اٹھ کے خیمے کے دروازے پہ نہیں آتی ہے۔ کہ حکم امامؑ کی خلاف ورزی نہ ہو جائے حکم امامؑ کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ عون ومحمد کے لاشے آئے قاسم کے جسم کے ٹکڑے ہو جائیں ننھے علیؑ اصغر کے گلے میں تیر لگ جائے مگر کوئی ماں خیمے کے دروازے پر نہیں آئی۔ صحن خیمہ میں بیشک آئیں در خیمہ پر کوئی نہیں آئی۔ ایک مرتبہ پردہ اٹھا کے باہر جھانکا بھی نہیں امام منع کر کے گئے ہیں۔ امامؑ خیمے میں بٹھا کے گئے ہیں۔ کس طرح بیٹھی کہ اگر امام حسینؑ بھی خیمے کے باہر نکلے تو سیدانیوں نے باہر نکل کر یہ نہیں دیکھا کہ حسینؑ پر کیا گزر رہی ہے۔ جب تک خیمے نہیں جلے قدم باہر نہیں نکالا۔ ذرا کوئی زینبؑ کے دل سے پوچھے شہزادی آپکا بھائی میدان میں گیا ہے آپ کا ماں جایا میدان





میں گیا ہے آپ اس وقت خیمے کے اندر ہیں ایک مرتبہ دیکھئے تو سہی کہ حال کیا ہو رہا ہے مگر علیؑ کی بیٹی ہے فاطمہؑ کی بیٹی ہے صحن خیمہ میں بے چین ہو کر چل رہی ہے مگر خیمے کے پردے کے قریب بھی نہیں جاتی اور جب زینبؑ کو یقین ہو گیا میرا بھائی کسی مصیبت میں گھر گیا ہے تب بھی زینبؑ خیمے کے پردے کو نہیں اٹھاتی ہیں بلکہ پلٹ کے سید سجادؑ کے پاس آتی ہے بیٹا سجادؑ ذرا آنکھیں کھولو۔ آنکھیں کھول کے دیکھا۔ پھوپھی اماں کیا بات ہے۔ بیٹا میں بہت دیر سے اپنے بھائی کا انتظار کر رہی ہوں میرے بھائی کی کوئی خبر تو نہیں آئی کربلا کی زمین میں زلزلہ بے شک آ گیا آندھیاں چلنے لگیں اماں فاطمہؑ کے رونے کی آواز سنی جبرائیل کا مرثیہ سنا۔ بیٹا فقط اتنا بتا دو میرا ماں جایا کس حال میں ہے۔ سید سجاد یہ نہیں کہتے ہیں پھوپھی اماں ذرا جا کے پردہ اٹھا کے دیکھ لیجئے نہیں۔ میں چلنے کو تیار ہوں بیمار ہوں کمزور ہوں ضعیف ہوں مگر چلنے کو تیار ہوں سہارا دے کے چلے زینبؑ سہارا دے کے لے چلیں۔ تو زینبؑ کے سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا کل جب اس کے گلے میں طوق ہوگا ہاتھوں میں ہتھکڑی ہوگی پاؤں میں بیڑی ہوگی اونٹوں کی مہار تھام کے کوفے کے بازاروں میں چل رہا ہوگا تو میرے مولا پہ کیا گزر رہی ہوگی۔ پھوپھی کے سہارے خیمہ کے دروازے پر آئے در خیمہ پر آئے یہاں بھی نہیں کہا پھوپھی اماں ذرا باہر دیکھ لیجئے نہیں اپنے ہاتھ سے خیمہ کا پردہ اٹھایا زینبؑ قریب ہیں ساتھ کھڑی ہیں مگر باہر جھانک کر نہیں دیکھا ذرا

دیکھیے تو سہی کربلا کی شہزادیوں نے کربلا کی سیدانیوں نے پردے کا کیا تصور دیا ۔ بھتیجے کے قریب ہیں سید سجادؑ پردہ ہٹاتے ہیں دائیں طرف دیکھتے ہیں کچھ نظر نہیں آیا سامنے دیکھا کچھ نظر نہیں آیا بائیں طرف دیکھا کچھ نظر نہیں آیا۔ آنکھیں آٹھ گئیں آسمان کی طرف دیکھا اور بے اختیار کہا السلام علیک یا اباعبداللہ السلام علیک یابن رسول اللہ زینبؑ یہ سنتی ہے بے چین ہو جاتی ہے۔ بے قرار ہو جاتی ہیں اس طرح تو فقط میرے بھائی کو سلام کیا جا سکتا ہے ۔مگر یہ نہیں کہا کہ باہر نکل کے دیکھ لوں ۔ سجادؑ کے کاندھے کے پیچھے سے جھانک لیتی سوال کرتی ہے ذرا بیٹا اتنا بتا دے کہ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کے کس کو سلام کر رہے ہوں اور میرے مولا کہتے ہیں پھوپھی اماں ذرا دیکھیے نوک نیزہ پر میرے بابا کا کٹا سر نظر آ رہا ہے۔





## ﴿ہمارا خاندان شریعت کی نظر میں﴾

عنوان یہ ہے کہ ایک مومن کے گھر کو کیسا ہونا چاہئے ۔ جس طرح اسلام مومن سے کچھ چیزوں کا تقاضہ کرتا ہے۔ مثلاً اس کے چہرے پر داڑھی ہو اگر وہ مرد ہے۔ اس کے سر پر چادر ہو اگر وہ عورت ہے۔ اسی انداز سے اسلام ہر مومن سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے گھر سے یہ جھلک آنی چاہئے کہ یہ ایک مومن کا گھر ہے۔ فقط یہ نہ ہو کہ چہرہ دیکھ کر تو پتہ چلے کہ مومن ہے لیکن جس وقت ہم انکے گھر میں داخل ہوں پتہ ہی نہ چلے کہ یہ مومن کا گھر ہے یا غیر مومن کا۔ قرآن بتا رہا ہے ۔

### شیطان کیا چاہتا ہے::

﴿انما یُریدُ الشیطانُ ان یُوقع بینکم العداوۃ و البغضاء﴾ ۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفاق کو پیدا کرے تمہیں ایک دوسرے سے لڑائے اور بالخمر والمیسر ۔ شراب اور جوئے کے ذریعے سے اپنے مقام کو حاصل کرتا ہے۔ پس خود میسر شیطان کا مقصد نہیں بلکہ ذریعہ ہے۔ پس شراب اور جوئے سے زیادہ بدتر ہے کہ آپس میں دشمنی و نفاق، بغض و کینہ رکھا جائے ۔ اور جیسے جیسے ایام عزاء آتے ہیں شیطان

گھبرا جاتا ہے۔ کیونکہ شیطان کو معلوم ہے کہ سال بھر مومن جتنا دین سے دور کیا ہے۔ ان ایام میں ذکر امام کی برکت سے جو دین کی حقیقتیں لوگوں تک پہنچیں گی تو میری ساری کوششیں ضائع ہو جائیں گی۔ ان کو یہ پتہ چل جائے گا کہ ہم میں کون سا عیب سال بھر رہا۔ کونسا گناہ ہم سال بھر کرتے رہے اور پھر یہ توبہ کر لیں گے اور میری ساری محنتوں پر پانی پھر جائے گا۔ یہ ایام عزاء خطرناک مرحلہ ہوتا ہے شیطان کیلئے۔ تو وہ پہلے ہی سے تیاری کر لیتا ہے کہ ان ایام عزا میں صاحبان ایمان کے درمیان ایسی عداوت اور ایسی فضا تیار کی جائے کہ کسی کو میری جانب توجہ کا موقع نہ ملے اور مومنین آپس میں لڑتے رہیں۔

اور شیطان کو معلوم ہے کہ دو ایسی چیزیں ہیں کہ مومن مر تو سکتا ہے کٹ تو سکتا ہے مگر ان دو چیزوں کے بارے وہ کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں۔ اور نہ ہی مومن کو ان دو چیزوں کے معاملے میں جھکنا چاہئے ایک تو یہ کہ اگر کوئی مومن یہ محسوس کرے کہ کوئی بھی شخصیت چاہے وہ کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو۔ کتنا ہی بڑا صاحب تقوی کیوں نہ ہو۔ اگر اہلبیتؑ کی شان میں کمی کا موجب بنے تو اس کی کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ اس لئے عزاداری امام میں کمی کی جارہی ہے کئی رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔ اور شیطان پھر انہی دو چیزوں کے ذریعے حملہ کرتا ہے اب جب شیطان دیکھتا ہے کہ فلاں مقام پہ لوگوں کو میرے بارے میں بتایا جارہا ہے۔ تو اس مجمع کی توجہ کو اپنی جانب سے ہٹانے کیلئے دو طریقے شیطان





کے پاس ہیں کہ فوراً آواز بلند کی جاتی ہے کہ یہ شخصیت یا خطیب و مقرر فضائل اہلبیت یا شان اہلبیتؑ میں کمی کر رہا ہے۔ یہ آواز بلند کی جاتی ہے کہ یہ گروہ عزاداری امام میں کمی اور نقصان کا سبب بن رہا ہے۔ اور چونکہ مومن کیلئے یہ دو چیزیں عقیدہ و ایمان کا مسئلہ ہیں وہ لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسی نوبت آتی ہے کہ وہ بغیر یہ غور کئے کہ یہ الزام صحیح بھی ہے یا نہیں آگے بڑھ کر ایک مرتبہ جس کے بارے میں شیطان نے ایک مرتبہ آواز بلند کی لوگ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ بالکل وہی کیفیت ہوتی ہے جو جنگ احد میں ہوگئی کہ جب شیطان نے کہا، قُتل محمد قُتل محمدؐ۔ رسولؐ مارے گئے۔ تو یہ غور کئے بغیر کہ یہ آواز کسی مومن کی ہے یا منافق کی۔ یہ غور کئے بغیر کہا۔ حقیقت میں رسولؐ شہید ہو گئے ہیں یا اس آواز کے ذریعے شیطان ہمیں ورغلانہ چاہتا ہے۔ لشکر اسلام کی اکثریت راہ فرار اختیار کر رہی ہے یا اس کا حوصلہ ٹوٹ رہا ہے۔ یہی حال شیطان کا آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ میری سمجھ میں آج تک یہ نہیں آسکا کہ اگر کسی ممبر سے نماز کی اہمیت، واجبات کا قیام، حرام کا گناہ، عذاب قبر، روز قیامت کی پرسش اور دین کے دیگر احکامات بتائے جاتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاتا ہے کہ یہ ممبر شان اہلبیتؑ میں کمی کر رہا ہے۔ یہ نتیجہ کیسے نکالا جاتا ہے کہ ان تمام باتوں کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ عزاداری کو نقصان پہنچایا جائے۔ کیا نماز کے بیان میں اور امام کی شان میں

آگ اور پانی کی طرح کوئی ضد ہے کہ جہاں آگ ہو وہاں پانی نہیں ہوسکتا اور اگر پانی ہو تو آگ بجھ جاتی ہے تو کیا واجبات کا مقام، دین کی اہمیت بتانا احکام شریعت بیان کرنا امیں اور امام مظلوم میں اتنا فاصلہ آگیا کہ جہاں ذکر شان امام ہو وہاں واجبات کا ذکر نہیں ہونا چاہئے اور جہاں حلال و حرام بتاے جائیں تو خود بخود وہم یہ نتیجہ نکالیں گویا امام کی شان میں یا عزاداری میں کوئی کمی کی جارہی ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ دشمنوں نے امام معصوم کی جتنی فضیلت گھٹائی تو امام کے ماننے والے بھی بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ دشمنوں سے بھی چند قدم آگے نظر آرہے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ دشمنوں نے دشمنی میں یہ غلطی کی ہے جبکہ امام کے ماننے والے محبت میں یہ غلطی کر رہے ہیں۔ اور یہ دیکھے بغیر کہ امام کی شان اور امام کا مقصد یہ حلال و حرام کا بیان عذاب قبر کا تذکرہ آخرت کے سوال و جواب اگر ایام عزا کی مجالس میں بیان ہوتے ہیں تو کیا اس میں مقصد امام نہیں ہے۔ کیا کوئی بھی خطیب، کیا ممبر پر بیان کرنے والا ذاکر، کیا ممبر پر آنیوالا عالم۔ یہ کہتا ہے کہ امام نے تو ان چیزوں کا انکار کیا اور یہ تمام باتیں میرا کہنا ہے۔ کیا کبھی یہ کہتا ہے کہ امام نے تو فرمایا ہے کہ قیامت میں کوئی حساب و کتاب نہیں لیکن میرا یہ نظریہ اور خیال ہے کہ حساب و کتاب ہونے والا ہے۔ ارے جو بھی بیان کرتا ہے معصوم ہی کا قول بیان کرتا ہے۔ امام ہی کی حدیث کو بیان کرتا ہے۔ امام ہی کے مقصد کو پیش کیا





کرتا ہے۔ چونکہ مقصد امام کا بیان شیطان کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس لئے شیطان اس سے لوگوں کو ورغلانے اور دور رکھنے کیلئے ایسے نعرے بلند کر دیتا ہے۔ اور آپ دیکھیں گے کہ چونکہ کچھ سالوں سے ممبروں سے مقصد امام کو زیادہ بیان کیا جارہا ہے۔ اس اعتبار سے شیطان یہ بدگمانی ذہنوں میں بڑھاتا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور چیز بیان ہونے لگے تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ فضائل اہلبیتؑ کا سننا بھی انتہائی ضروری ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ صحیح بیان کرنے والا فضائل کو بیان کرے۔ ایسے فضائل بیان نہ ہوں کہ اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے کہ یہ تو امام پر تہمت لگ رہی ہے۔ لیکن اگر ہر ممبر پر صرف مقصد امام بیان ہونے لگا تو پھر فضائل کا ذکر بند ہو جائے گا۔ پھر اس کی بھی اتنی شدت سے مخالفت کی جائے گی۔

اہلبیتؑ اپنے بارے معاف کرتے ہیں شریعت کے بارے نہیں::

یہ امام کو نا سمجھنا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ جو امام کے دشمن کا کردار ہے وہ ہم نے امام کا کردار بنا دیا ہے۔ اور جو امام کا کردار ہے وہ ہم نے دشمن کا کردار بنا دیا ہے۔ نام تو ہم نے الگ الگ رکھے ہیں مگر کرداروں میں تبدیلی کر دی۔ اور یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کی بہت سی دلیلوں میں سے ایک دلیل سن لیجئے۔ کہ کردار اہلبیتؑ اور کردار دشمنان اہلبیت میں فرق ہے لیکن ایک بات تو بالکل واضح ہے کہ بچہ بھی سمجھ جائے گا کہ اہلبیت کا کردار یہ ہے کہ اگر ان کی

ذات کے بارے میں انسان کوتاہی کر رہا ہے تو آل محمدؐ اسے معاف کرنے کو تیار ہیں۔اسے نظر انداز کرنے کو تیار ہیں۔لیکن جہاں کہیں کوئی حکم خدا اور شریعت کے بارے میں کوتاہی کر رہا ہے۔وہاں آل محمدؐ کے پاس معافی نہیں ہے۔مولا علیؑ کے چہرے پر اگر تھوکا جا رہا ہے تو علیؑ دشمن کے سینے سے اتر آتے ہیں فقط اس لئے کہ اس کو قتل کرتے وقت ذاتی غصہ شامل نہ ہو جائے۔اگر سید سجادؑ کو جنگلوں اور صحرا میں اپنے بھائی علی اکبرؑ کا قاتل ملنے آ رہا ہے کہ وہ اس حالت میں ہے کہ لٹا اور مجبور و بے بس ہے اس کا قافلہ اس کو چھوڑ کر فرار اختیار کر چکا ہے اور جو کئی روز سے فاقے سے ہے اور کب سے پیاسا جبکہ سجادؑ کے پاس ساتھی بھی ہیں۔غلام بھی ہیں۔ماننے والے بھی ہیں۔آپ بدلہ لے سکتے ہیں مگر نظر انداز کر رہے ہیں۔مولائے کائنات جب اپنے سر کے زخم کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں لیکن جس وقت غذا سامنے لائی جاتی ہے تو پہلا سوال یہ کرتے ہیں کہ ابن ملجم کو یہ غذا دی گئی یا نہیں۔ابن ملجم کو بھی یہ دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا یا نہیں۔المختصر اگر ذات اہلبیت کو کوئی نقصان پہنچایا ہے تو ان کے ہاں معافی ہے۔عفو ہے، چشم پوشی ہے لیکن اگر کوئی دین خدا میں تبدیلی کرتا ہے اگر کوئی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرتا ہے اگر کوئی شریعت کا مذاق اڑاتا ہے تو آل محمدؐ اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس قدر تیار ہیں کہ حسینؑ نے کربلا میں پورے خاندان کو قربان کر دیا۔یہ آل محمدؐ کا کردار کہ شریعت کے معاملے میں کوئی چھوٹ نہیں





اشارۃً اس واقعہ کو یاد کیجئے کہ صبح کا وقت ہے اور تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ایک گروہ کو علیؑ سے ایک شکایت ہوگئی۔بے شک یہ تو تاریخ میں ملتا ہے کہ کافروں کو بار بار علیؑ سے شکایت ہوتی تھی چاہے مکہ ہو یا مدینہ۔لیکن مسلمانوں کو جو پہلی شکایت علی سے ہوئی شہر مدینہ میں۔وہ یہ کہ یا رسول اللہ جس علیؑ کی آپ اتنی تعریف کرتے ہیں۔اس علیؑ نے ہمارے ایک نوجوان کو قتل کر دیا۔پیغمبرؐ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے علیؑ کو بلایا جائے علیؑ آتے ہیں پوچھا گیا علیؑ کیا معاملہ ہے مولا علیؑ نے فرمایا یا رسولؐ اللہ کل دو بندے میرے پاس آتے ہیں ایک وہ مسلمان کہ جس کے قتل کے بارے میں مجھ سے پوچھا جا رہا ہے۔اور دوسرا بندہ مدینہ کا رہنے والا یہودی ہے۔دونوں میرے پاس آتے ہیں آدھی رات کو آج کے دور میں آدھی رات دن کے برابر ہے۔تو چودہ سو سال پہلے آدھی رات کو وہ سناٹا ہوتا تھا کہ جو قبرستان میں ہوتا ہے۔تصور نہیں ہوتا تھا کہ کوئی آدھی رات کو کسی کے گھر جائے آدھی رات کو علیؑ کے دروازے پر آتے ہیں علیؑ بھی پریشان ہو گئے۔کیا بات ہے؟ پتہ چلا کہ اس یہودی اور مسلمان میں کسی معاملے میں جھگڑا ہے یہ مسلمان وہ ہے جو مدینے کا پرانا باشندہ ہے۔پہلے بت پرست تھا رسولؐ کے آنے کے بعد مسلمان ہوا۔اس کا اور یہودی کا لین دین کا معاملہ تھا۔یہ دونوں رسولؐ کے پاس گئے تھے اپنے معاملے کو حل کرانے۔اس مسلمان کے ذہن میں ایک تصور تھا کہ میں رسول کا کلمہ پڑھنے والا ہوں تو

رسولؐ یقیناً میری حمایت کریں گے۔رسول یقیناً میرا ساتھ دیں گے۔

## مومن آل محمدؐ کے نام پر گناہ کرتا ہے::

جیسے آج بھی یہ کیفیت کہ مومن کردار کے اعتبار سے چاہے کتنا ہی بدتر کیوں نہ ہولیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ میں آل محمدؐ کا نام لیتا ہوں چونکہ میں مثلاً ان کیلئے مجلس کر دیتا ہوں تو اگر میں غلط بھی ہوا' اگر میں ظالم بھی ہوا' اگر میں جھوٹا بھی ہوں تو آل محمد کی برکتیں میرے اوپر ہونا لازمی ہیں۔اور حالت یہ ہو جاتی ہے ایک عالم دین لندن مجلس پڑھنے گئے۔ایک صاحب آئے کہ مولانا میں نے نیا کاروبار شروع کیا ہے آپ چل کر حدیث کساء پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا کر دیجئے۔پس وہ مولانا گئے۔اور دوکان کے دروازے پر بیٹھ کر حدیث کساء پڑھی۔دعا برکت کی۔اور کہا کہ یہ چابی ہے آپ چابی سے دروازہ کھولیے تاکہ میری دوکان کا افتتاح ہو جائے لیکن جیسے ہی دوکان کھلی یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ وہ شراب کی دوکان تھی اور حدیث کساء پڑھ کر یہ سمجھا کہ ایک عالم دین کے ہاتھوں جب دوکان کا تالا کھلے گا تو اللہ اس کاروبار میں برکت دے گا۔ آل محمد اس کاروبار میں برکت دیں گے۔اس لئے کہ مومن اپنا حق سمجھتا ہے کہ میں چونکہ بارہ اماموں کا نام لیتا ہوں۔میں چونکہ پنجتن کا نام لیتا ہوں۔میرے گھر میں چونکہ حدیث کساء اور دعائے کمیل ہوتی رہتی ہے۔۔چونکہ میں یا میرے گھر والے ایام عزاء میں کالے کپڑے پہن کر جاتے ہیں کبھی سبیل یا مجلس





وغیرہ کی بات آتی ہے میں بھی کچھ پیسے دیتا ہوں۔اس لئے اب میں شراب کا کاروبار کروں موسیقی کا کاروبار کروں اب میں گناہ کروں آل محمد کو میرا ساتھ دینا چاہئے۔یہی تصور ہے کہ یہ نوجوان بھی یہودی کے پاس گیا تھا۔کہ جب رسولؐ میرے حق میں فیصلہ دیں گے دیکھیں آل محمد کا یہ کردار ہی نہیں۔پیغمبرؐ نے سارا معاملہ سنا فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔مسلمان اس وقت تو خاموش رہا۔لیکن مسجد سے نکل کر جھگڑا کرنے لگا۔کہ نہیں یہ ایک نیا آدمی مدینے میں آیا ہے ہم نے اس کا کلمہ پڑھ تو لیا تو کیا ہوا ہم اپنے رسم ورواج کے مطابق فیصلہ کروائیں گے۔یہودی کہنے لگا چلو کسی اور کے پاس چلو اور پھر وہ علیؑ کے دروازے پر آتے ہے یا امیر المومنین اس لیے آئے ہیں کہ آپ فیصلہ کریں کہ یہ مسلمان حق پر ہے یا یہودی۔اب مولائے کائنات کو پورا مقدمہ سننا چاہیے کہ جائیداد کا جھگڑا ہے یا مکان کا یا دوکان کا یا قرضے کا فرمایا ٹھہرو۔مقدمہ سننے کو تیار نہیں ہوئے ہیں۔گھر میں داخل ہوئے اور پھر جو باہر آئے تو ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور مسلمان کی گردن کو اڑا دیا کہ رسولؐ کے فیصلے سے اختلاف کر رہا ہے۔علیؑ آپ کی اس نوجوان کے گھر والے آکر شکایت کر رہے ہیں۔پھر پیغمبرؐ نے جو جواب دیا وہ الگ۔لیکن اس واقعہ سے پتہ تو چلا کہ جو اتنا نرم دل علیؑ ہے جو عمرابن عبدود کے سینے سے اترنے کو تیار ہے اور اپنے قاتل ابن ملجم کو جب تک دودھ نہ دلوا دیا خود نہ پیا۔لیکن جہاں دین کا مسئلہ آتا ہے جہاں شریعت کی بات

آتی ہے علیؑ کے پاس ننگی تلوار ہے علیؑ کے پاس کوڑا ہے یہ علی کا کردار ہے کہ علیؑ کے حقوق میں کوتاہی ہو تو معاف کر رہے ہیں لیکن جہاں حقوق العباد کا معاملہ ہے وہاں کوئی رعایت نہیں۔ جبکہ علی کے نہ ماننے والوں اور علیؑ کے مخالفوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کوئی ان کے حق میں کوتاہی کرے تو ان کی گردن کو اڑا دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے تو اس کے پورے گھرانے کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے ذرا ذرا سی باتوں پر سزائیں ملتی ہیں۔ لیکن جہاں دین کا معاملہ ہے شراب کے عالم میں اگر کوئی صبح کی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھا دے لیکن حاکم وقت کا ماننے والا ہو اور اس کی خوشامد کرنے والا ہو حاکم وقت اسے معاف کر دے گا اگر چہ نشے کے عالم میں اپنی کنیز کو مردانہ لباس پہنا کر مسجد میں نماز کیلئے بھیج دے اور کنیز نماز پڑھا کر آ بھی جائے حاکم وقت کی پیشانی پر شکن تک نہیں آتا ہے۔ اگر کوئی خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب نوشی کرے لیکن اگر وہ حاکم کا خوشامدی ہو تو پھر اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اگر جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دی جائے اور کوئی حاکم وقت پر اعتراض نہ کرے تو پھر حاکم وقت اس بندے کی غلطی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ المختصر دشمنان اہلبیتؑ کا کردار یہ ہے کہ اگر ان کی گستاخی کرو گے تو تلوار کا سامنا کرنا پڑے گا ور اگر ان کا قصیدہ اور ان کے فضائل پڑھتے رہو تو پھر چاہے حلال کر دیا حرام، واجب کو ترک کر دیا شریعت کا مذاق اڑاؤ۔ حاکم تمہاری گرفت نہیں کرے گا بلکہ انعامات





دیئے جائیں گے، جائیدادیں دی جائیں گی۔

پس آپ دیکھئے کہ آج ہم نے وہ کردار جو دشمنان آل محمد کا ہے۔ آل محمد کو ہی معاذ اللہ نہیں دیدیا۔ حلال وحرام کے فرق کو مٹا دیا۔ چونکہ سب جمعہ کی آڑ میں پانچ منٹ حدیث کساء اور تین منٹ زیارت وارثہ کو دے دیتے ہیں۔ ان آٹھ منٹوں سے پنجتن کو خوش کر دیا اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ رات دس بجے سے نماز صبح قضا ہونے تک فلمیں دیکھتے رہو اور اگر اتنی حیثیت نہیں تو lead system کی مدد سے Building میں کسی بھی مومن کی مدد حاصل کر کے گناہ کرو۔ آل محمد چونکہ راضی ہو گئے اس لئے اب تمہیں کسی گناہ کا عذاب نہیں ملے گا۔ یہ کتنا بڑا مذاق ہے جو ہم آل محمد کے ساتھ کر رہے ہیں۔ دین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ خدا کے ساتھ کر رہے ہیں۔ یہ جو جملہ میں نے ابھی استعمال کیا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ اہلبیتؑ کی توہین کر دی۔ بلکہ توہین تو وہ کر رہا ہے۔ مذاق تو اہلبیتؑ کے ساتھ وہ کر رہا ہے اور وہ کہتا کہ مولا میں آپ کے ہر حکم کا تابعدار ہوں۔ لیکن فلمیں دیکھتا ہے۔ گانے سنتا ہے۔ تو وہ فلمیں دیکھنا یا گانے سننا کیا یہ سب آئمہؑ اہلبیت سے پوشیدہ ہیں۔ ہم نے ایک حدیث کساء پڑھی ایک زیارت عاشورہ پڑھی تو کیا ہمارے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ یہ دھوکہ اہلبیت کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو دے رہے ہو یہ تو روز قیامت پتا چلے گا کہ تم نے نہ آل محمد کو سمجھا نہ آل محمد کے کردار کو سمجھا لیکن ہم یہی سمجھتے ہیں کہ پانچ منٹ

آل محمد کو خوش کر کے دین خدا کا مذاق اڑا لو تو کوئی بات نہیں۔ اور یہ مذاق اس حد تک بڑھ گیا کہ قرآن جو کافروں پر حسرت کر رہا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ آج کے ماحول کا تذکرہ کر رہا ہے۔ کافروں کی پوری تاریخ سورۃ یٰسین کی ایک آیت میں آ گئی۔ ﴿**یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانو بہ یستھزوٗن**﴾۔ افسوس ہے ان لوگوں پر ان کے پاس جب کبھی کوئی رسولؑ آیا تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا۔ رسولؐ کی بات پہ توجہ نہ دینا رسولؐ کے پاس سے اٹھ کر چلے جانا (یہ سب ہم کو بڑے گناہ لگ رہے ہیں) مگر پھر بھی یہ چھوٹے گناہ ہیں۔ مذاق اڑانا رسول کا۔ یہ اور زیادہ بڑا گناہ ہے۔ مذاق اڑانا بطور مثال اگر کسی نے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور یہ کہنا مثلاً داروغہ جہنم آج تقریر کر رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں یستھزوٗن کی منزل پہ آتی ہیں۔ اور جب شیطان دیکھتا ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن پر اثر ہو رہا ہے۔ ان کو چونکہ معلوم نہیں تھا اس لئے وہ عمل نہیں کر رہے تھے جیسے جیسے ان کے پاس علم آ رہا ہے وہ بدل رہے ہیں۔

**شیطان کا عزاء داری کے خلاف پروپیگنڈا::**

اب شیطان دوسرے طریقہ استعمال کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ یوں تو میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور کونسا ایسا point یا نقطہ ہے۔ کونسا ایسا محاذ ہے کہ جس سے میں اس پر حملہ کروں۔ اور شیطان کو دو ہی باتیں نظر آتی ہیں۔ پس وہ یہ کام





کسی بندہ مومن سے کرواتا ہے۔ ایک یہ کہ دیکھتے ہی ساری مجلس ختم ہو گئی۔ اہلبیت کی ایک فضیلت بھی بیان نہیں ہوئی تقریر کرنے والے کا مقصد صرف عزاداری سے روکنا ہے۔ عزاداری امام مظلوم کو نقصان پہنچانا اور گھٹانا کم کر دینا۔ اور یہ الزام اس حد تک آگے بڑھا مجتہدین نائب امام مراجع عظام مثلاً جناب حرئی کہ وہ شخصیت کہ جس نے آج کے دور میں دنیا پر محبت اہلبیت سے بڑھ کر آل محمدؐ کا نام دنیا میں پھیلایا ہے۔ وہ شخصیت امام خمینی کی ہے۔ دنیا میں ایسے علاقے ہیں کہ جہاں کے لوگ روتے روتے بے ہوش ہو گئے وفات امام خمینی کی خبر ملنے پر۔ ایسے لوگ جنکا امام خمینی سے نہ کوئی تقلید کا رشتہ تھا نہ کوئی شیعت کا رشتہ تھا۔ بس یہی ایک چیز تھی امام نے ہم مسلمانوں کو بتایا کہ کسطرح کافروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جاتی ہے۔ اور یہ بتایا کہ اپنے اسلامی احکامات پر عمل کس طرح کرنا ہے۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں ہے۔ عمل کرنے میں مسلمان شرما رہے ہیں۔ یہ چیز آپ کو اکثر ملے گی کہ جو لوگ دین کے واجبات پر عمل کرتے ہیں لیکن جہاں پر ان کا کوئی مذاق اڑاتا ہے بس اسی دن سے انکا طریقہ بدل جاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ داڑھی رکھنے والے اس لیے داڑھیاں مونڈھتے ہیں کیونکہ ان کا دو یا چار مرتبہ کہیں مذاق اڑایا گیا۔ پردہ کرنے والیوں کی چادریں اس لئے دوبارہ اتر جاتی ہیں کہ کہیں کسی محفل میں ان کا مذاق اڑا دیا گیا۔ حلال و حرام کا خیال کرتے ہوئے۔ لیکن

امام خمینی کا کتنا مذاق اڑایا یا کس کس طریقے سے بدنام نہیں کیا گیا ہر ایک کو پتہ ہے کہ دنیا کی موجودہ سیاست بالکل خلاف شریعت ہے۔ ایران کے جانبدار ممالک کی کانفرنس ہو رہی ہے اور اس میں سربراہ مملکت ایران دہلی کے اڈے پر اترتے ہیں اور بھارت کی وزیراعظم مس اندرا گاندھی استقبال کرتی ہے۔

دنیا اور سیاست کے طریقہ کے اعتبار سے سربراہ مملکت ایران کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتی ہے وقت ایسا آن پڑا کہ ایران کو ان غیر جانبدار ممالک سے تعلقات بڑھانا ہے۔ مگر اس بڑھتے ہوتے ہاتھ کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ناراضگی ہو جائے ہوسکتا ہے کہ تعلقات بگڑ جائیں۔ ہو سکتا ہے پھر ایران کیلئے آگے چل کر مسائل کھڑے کر دیے جائیں لیکن اگر ایک حرام کام کر کے فائدہ مل رہا ہے تو ایسا حرام نہیں چاہیے یہ معلوم ہے ان لوگوں کو جو چھوٹے دفتروں میں جاتے ہیں اور وہاں پر اگر کوئی lady Reciptionist ہے یا کوئی ایسی عورت بیٹھی ہے کہ جس سے کوئی کام ہے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نہیں ٹھکرایا جا سکتا ارے شادی بیاہ کی تقریبوں میں آپ جائیں نامحرم عورت اگر اپنا ہاتھ آگے بڑھا رہی ہے تو باوجود یہ جاننے کے۔ کہ اگر ہم اس ہاتھ کو ٹھکرا دیں تو ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے۔ پھر بھی تکلف میں مروت میں ماحول میں مذاق کے ڈر سے نامحرم سے ہاتھ ملایا جاتا ہے اور Airport پر ایسا موقع تھا کہ ساری دنیا کے televsion اسے ریکارڈ





کر رہے ہیں۔ ذرا سوچیے ادھر تو ہاتھ ٹھکرا دیا لیکن جس نامحرم عورت کا ہاتھ ٹھکرایا گیا اسے کتنی توہین محسوس ہوئی ہوگی لیکن یہی تو مومن کا امتحان ہے۔ ایسا تو نہیں کہ اگر کوئی فائدہ نہ ہو رہا ہو تا انسان شریعت کی پابندی کرے اور نقصان کی صورت میں شریعت کو چھوڑ دے۔ نہیں۔ کیسا ہی نازک موقع ہو یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں تو media لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو انقلاب خمینی کے خلاف ہیں۔ لیکن دنیا کے تمام غیر جانبدار ممالک وہاں امام خمینی کی وجہ سے رسول کا پیغام پہنچا۔ اہلبیتؑ کا پیغام پہنچا۔

روس جیسے ملک میں جہاں ستر سال صنعتی انقلاب کو ہو گئے ہیں اور جہاں کی سرحدوں پر بورڈ لگا دیا گیا تھا کہ ہم نے خدا کو اس مملکت سے باہر نکال دیا ہے۔ وہاں بھی انقلاب خمینی کے فوراً بعد جو پہلا سال ایام عاشورہ محرم کا جلوس نکالا گیا۔ روس کی سرزمین میں یا حسینؑ کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں کربلا والوں کا ماتم ہو رہا ہے۔ عزاداری بپا ہو رہی ہے۔ ایسے شخص کا جب ذکر کیا جائے تو یہ اعتراض کر دیا جاتا ہے کہ عزاداری کا نقصان ہو رہا ہے ممبر سے معصومؑ کی بجائے غیر معصوم کا ذکر ہو رہا ہے۔ ایسی شخصیت پر عزاداری کو کم کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے کہ جس نے اہلبیتؑ کا پیغام پہنچایا کہ جس کے بارے میں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ جتنے بھی دین کے ٹھیکے دار ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری وجہ سے آل محمد کے فضائل زندہ ہیں دیکھیے یہ جملہ کہنے کا انداز بتا رہا ہے کہ چونکہ ہم نے

آل محمدؐ کے فضائل بتائے ہیں اس لئے وہ فضائل زندہ ہیں۔ ورنہ کب کے ختم ہو جاتے معاذ اللہ۔ جن چیزوں کا محافظ اللہ ہے۔ جن چیزوں کی محافظ حسینؑ کی ماں فاطمہ ہیں۔ لوگ سینہ تان کر آرہے ہیں جیسے ان کی وجہ سے یہ چیزیں دنیا میں قائم ہیں ان سب کوششوں کے باوجود آل محمد کا نام وہاں تک پہنچا ہوگا جہاں اجتماعی کوشش کے باوجود نہ پہنچا ہوگا کہ جہاں خمینی کی ذات نے اس پیغام کو پہنچایا۔ سن 1979ء میں انقلاب آیا 1980ء میں عراق نے ایران پر حملہ کیا 1981ء میں ایک آواز بلند ہوئی عجیب آواز یہ تو بہر حال ایک بات ثابت ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کو عزاداری امام تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہیں کہ عزاداری کے دشمن اس دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ قطعاً مجتہدین نہیں۔ نائبین امام میں سے کوئی نہیں۔ علمائے حقہ میں سے کوئی نہیں وہ عالم افراد کے بھیس میں ہمارے سامنے آرہے ہیں اور عزاداری کو روکنے کیلئے عام طور پر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ اکثر ناپختہ ذہن متاثر بھی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کسی کثرت کیساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھئے عزاداری پر اتنا پیسہ خرچ ہو رہا ہے۔ اگر پیسہ جمع کر لیا جائے تو کتنے ہسپتال ہمارے یہاں بن جائیں گے۔ کتنے یتیم خانے ہمارے ہاں بن جائیں گے۔ کتنے Technical college ہمارے ہاں بن جائیں گے۔ کیسی کیسی باتیں کہی جاتی ہیں۔ کبھی کسی کو اس چیز پر غم ہوتا ہے کہ شب بیداری پر اتنا خرچ کیوں ہو رہا





ہے۔۔۔۔۔۔۔ کہ سبیل پر اتنے پیسے کیوں لگائے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ گھر گھر مجلس کی کیا ضرورت ہے ایک مجلس ہو جائے شہر میں بس کافی ہے۔ عزاداری کے فوائد جن لوگوں کو نہیں پتہ وہ اس پروپیگنڈا کرنے والوں کی باتوں میں آجاتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو عزاخانوں کی کثرت کو پسند نہیں کرتے ایسے لوگ بھی ہیں جو نیاز والی مجالس کے خلاف ہیں۔ اب یہ آوازیں بلند ہوتی ہیں ایران میں بھی بلند ہوئیں بلکہ ایران میں تو لوگ اور زیادہ پریشان تھے ایران میں ایک مرتبہ عزاداری پروپیگنڈا شروع ہوا۔ اور انہیں ایک بہانہ مل گیا جس سے عام لوگ اور بھی متاثر ہوئے۔ عراق نے جب ایران میں حملہ کیا تو ابتداء میں تین چار پانچ شہر تو ایسے تھے جو مکمل طور پر تباہ کر دئے گئے۔ مالدار لوگ تن پر پہنے ہوئے جوڑے کے علاوہ کچھ نہ لے کر نکل سکے۔ تو پہلا جو محرم آیا جنگ کے بعد تو تہران اور قم کی سڑکوں کے اوپر انتہائی شریف معزز گھرانے اسی حالت میں پڑے رہے اور اس وقت تو ایام عزا سردیوں میں آتے تھے ایران کی سردی تو پاکستان سے کئی گناہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ آواز بلند ہوئی کہ کیا ضرورت ہے سارا پیسہ عزاداری پر خرچ کرینگی اگر دو چار مجلسیں کم ہو جائیں اگر چار سبیلیں کم لگیں (اور ایران میں رواج بہت زیادہ ہے کہ مجلس کے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے)۔ دس پندرہ سال کے بعد جب ہماری حالت ٹھیک ہو جائے گی انقلاب مضبوط ہو جائے گا پھر ہم ایک مرتبہ مجالس شروع کر دیں گے۔ یہ بات

بھی ذہن میں رکھیے گا کہ ایک چیز کو کم کرنا آسان ہے مگر دوبارہ اس کو بنانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بس کہنے کی باتیں ہیں کہ دوبارہ اسے جاری کریں گے جو اس وقت یہ پروپگنڈا ہونے لگا تو لوگ بھی متاثر ہوئے کیونکہ ان کے سامنے foot path پر ایسے صاحبان ایمان پڑے ہوئے تھے جن کے پاس سردی سے بچاؤ کیلئے کمبل بھی نہیں۔ جن کے ننھے بچے سردی میں کانپ رہے ہیں عوام نے سوچا کہ یہ بات تو صحیح ہے امام حسینؑ کو تو ابھی ہمارے پیسوں کی ضرورت نہیں یہ بھی ان کے ماننے والے ہیں۔

## امام خمینی کا عزاداری کے بارے نظریہ::

امام خمینی کے کانوں تک یہ اطلاع پہنچی تو امام نے محرم کی پہلی تاریخ کو ایک خطبہ دیا جو پڑھنے کے قابل ہے۔ صرف ایک جملہ امام نے پہلے تو سارا تعارف کرایا کہ ہمارا انقلاب آنسووں کا انقلاب ہے۔ ہمارا انقلاب کربلا اور عزاداری کی برکتوں کی وجہ سے کامیاب ہونیوالا ہے۔ شہیدوں کے خون کی اہمیت اپنی جگہ۔ ان ماؤں کی اہمیت اپنی جگہ جنہوں نے اپنے لال قربان کئے۔ ان عورتوں کی اہمیت اپنی جگہ جنہوں نے اپنے سہاگ قربان کئے لیکن اصل وجہ تو کربلا ہے جس نے اس انقلاب کو برپا کیا۔ سارا تعارف کروانے کے بعد فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خرچے کم کرنے کی بات کی جاتی ہے تو لوگوں کو یہ عزاداری امام ہی کیوں نظر آرہی ہے ایک اسی پر پیسہ کیوں کم ہوتا





ہے۔ اگر آپ کے دل میں دوسروں کیلئے واقعی ہمدردی اور محبت ہے تو دوسرے خرچے کم کردیں۔ آپ کے گھر میں اگر بڑا فریج ہے اور چھوٹے فریج پر گزارا کرسکتے ہیں تو بیچ کر چھوٹا فریج لے لیجئے۔ اور دو کمروں پر آپ کا گزارا ہوسکتا ہے تو دو کمرے بیچ کر آپ ان کی مدد کریں اگر دس ہزار ماہانہ آمدنی ہے اور پانچ ہزار سے گزارا ہوسکتا ہے اور پانچ ہزار ان کو دیجئے اپنی عیاشیوں اور آسانیوں میں سے ایک پائی کا خرچ بھی کم نہیں ہوا جہاں عیاشیاں ضروری بن جائیں اور جب بھی خرچ میں کمی کی بات ہو تو کبھی مجالس نظر آئیں کبھی سبیلیں نظر آئیں امام خمینی دلیرانہ انداز میں للکارتے ہیں عزاداری کے مخالفوں کو اور ایران کی عزاداری جسے کہ کم کرنے کی کوششیں کی جارہی تھیں ایک مرتبہ زیادہ شدت کے ساتھ ہونے لگی۔ لیکن شیطان چاہتا ہے کہ وہ ہمیں بدگمان کردے۔ اور اس نے امام خمینی جیسی شخصیت کے بارے میں بھی :ت سے لوگوں میں بدگمانی پیدا کردی کہ معاذ اللہ امام خمینی امام معصوم کے نام کی بجائے اپنے نام کو قائم کررہے ہیں۔ امام خمینی ساری زندگی اس پر فخر کرتے رہے کہ جو کچھ مجھے کامیابی ہوئی صرف کربلا والوں کی وجہ سے ہوئی۔ اس اعتبار سے .. والوں کے خادم کا تذکرہ ضروری تھا۔

## ﴿استقبال امام زمانہؑ﴾

**بچے کے کان میں اذان دینے کا فلسفہ::**

بچے کے کان میں پیدائش کے بعد جو آواز جاتی ہے وہ بچے پر اثر ڈالتی ہے۔ حکم اسلام ہے کہ ایک کان میں آذان اور دوسرے میں اقامت کہو۔ اذان اور اقامت کس چیز کا نام ہے؟ پورے دین کا دوسرا نام ہے۔ دین دو چیزوں پر مشتمل ہے 'عقیدہ اور عمل'۔ آدھی آذان میں عقیدہ ہے (خدا کی وحدانیت، رسولؐ کی رسالت، امام کی امامت) اور آدھی اذان میں عمل کا بیان ہے (مثلاً نماز کا تذکرہ خیر الاعمال کا تذکرہ ہے)۔ لہٰذا بچے کے پیدا ہوتے ہی پورا دین اذان و اقامت کی شکل میں اس کے کان میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ عمر کے جن مراحل میں دنیا سمجھتی ہے کہ یہ چیزیں بے کار ہیں، شریعت انہیں مراحل پر زور دے رہی ہے۔ بچہ پیدا ہوا۔ نا سمجھ ہے، ماں باپ کی زبان نہیں جانتا، عربی کیا سمجھے گا۔ اور ادھر حکمِ شریعت یہ ہے کہ عربی میں اذان و اقامت دو۔ اگر ہم نے اردو میں دے دی تو ہمیں ثواب نہیں ملے گا۔ جب کوئی مرا۔ ہمارے نزدیک تو مردہ بالکل سننے سے قاصر ہے مگر اسلام نے حکم دیا کہ تلقین پڑھو اور وہ بھی عربی میں پڑھو۔ وہ دونوں منزلیں (پیدائش اور





موت) جنہیں دنیا والے بے کار سمجھ رہے ہیں۔ اسلام انہیں اہم کہہ رہا ہے۔ عربی میں اذان و اقامت و تلقین کا کیا مطلب؟ شریعت کی نگاہ میں بچہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو مگر وہ جو مان رہا ہے کہ اس کا اثر اس کے ذہن پر پڑے گا۔

**اپنے جسم کو نامحرم مردوں سے نہ چھپانیوالی عورتوں کا عذاب::**

رسولؐ فرماتے ہیں کہ جب میں معراج پر گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ آگ سے بنے ہوئے درختوں کا ایک باغ ہے اور جہاں تک نگاہ ڈالی جاتی ہے ایسے ہی درخت ہیں کہ جنکا تنا بھی آگ کا، شاخیں بھی آگ کی۔ اور ان درختوں پر کچھ مردوں اور عورتوں کو اُن کے بالوں کے ذریعے لٹکایا گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہوا چلتی ہے۔ اگر لکڑی کا درخت ہو تو جسم ٹکرا کر واپس آجائے۔ مگر یہ آگ کا درخت ہے، پورا جسم آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔ چاروں طرف سے آگ جسم کو لپیٹ لیتی ہے۔ تکلیف کی شدت سے وہ کانپ اٹھتا ہے۔ اگر انسان کی ایک انگلی چولہے کی آگ میں چلی جائے تو انسان تڑپ جاتا ہے تو کہاں ایسی آگ میں پورے جسم کا داخل ہو جانا۔ پھر ایک اصول اور بھی ہے کہ اگر انسان مسلسل ایک تکلیف میں رہے تو عادی ہو جاتا ہے۔ عادت نہ ہو جائے، اس کیلئے سزا کا انداز دیکھئے۔ ایک مرتبہ ہوا چلی، جسم آگ میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آگیا پھر ہوا چلی تو اب جلا ہوا جسم اور پگھلی ہوئی چربی کے ساتھ

آگ میں گئے ،ایک مرتبہ تکلیف اور بڑھ گئی۔رسولؐ کے سوال کرنے پر بتایا گیا کہ یہ ان عورتوں کا عذاب ہے جو اپنے بال اور جسم کو نامحرم مردوں سے نہیں چھپاتی تھیں ۔اب ایسی عورتیں اس عذاب کے ذریعے پاک ہو رہی ہیں ۔ ہر چیز کو پاک کرنے کا طریقہ الگ ہوتا ہے ، کپڑے کو صاف کرنا ہوتا ہے تو dry cleaner کو دیا جاتا ہے۔اگر فرش صاف کرنا ہے تو پانی سے دھویا جاتا ہے۔اسی طرح بے پردہ عورت اپنے بالوں اور جسم پر نامحرم مردوں کی پڑنے والی نگاہوں کو اٹھائے ہوئے ہے۔ان کو صرف جہنم یا برزخ کی آگ پاک کرسکتی ہے۔رسولؐ سوال کرتے ہیں ۔ یہ تو عورتوں کی بات ہوگئی۔''مگر اسی عذاب میں مرد بھی تو مبتلا ہیں''۔مرد کا تو شریعت میں کوئی ایسا پردہ نہیں ہے ۔ جوابدیا گیا کہ یہ وہ مرد ہیں جو اپنی عورتوں کو بے پردہ کرتے تھے یا ان کے بے پردہ ہونے پر راضی رہا کرتے تھے۔تو وہی عذاب ان پر بھی جن کی بہن ، جن کی بیٹی ، جنکی بیوی ،، جنکے گھر کی کوئی عورت بے پردہ نکلی اور انھوں نے اس کو منع نہ کیا اور وہ اس کے بے پردہ نکلنے پر راضی ہوگیا۔

## گانا سننے کا عذاب::

پیغمبرؐ آگے بڑھ گئے ،اب جو مقام دیکھا وہاں اتنی گرمی کی شدت ہے کہ انسان قدم نہیں رکھ سکتا ہے۔اور گرمی کس وجہ سے ہے۔وہ دور ، 2 میل یا 5 میل کے فاصلے پر آگ جل رہی ہے۔اس پر ایک برتن رکھا ہے جس کے اندر کھولتے





ہوئے پانی جیسا کوئی مادہ نظر آرہا ہے۔ یہ پانی نہیں ہے بلکہ لوہا ہے اسے ڈال کر اتنا جلایا گیا کہ پگھل کر پانی کی طرح ہوگیا ہے۔رسولؐ نے دیکھا کہ مردوں اور عورتوں کے ایک ہجوم کو لایا گیا اور زمین پر لٹایا گیا اسطرح سے کہ کروٹ کے بل ہیں۔سیدھا کان اوپر ہے اور وہی کھولتا ہوا پانی ان کے کان میں ڈالا گیا ۔ذرا سا گرم پانی کان میں جاتا ہے تو آدمی اچھل پڑتا ہے۔تکلیف کی شدت سے اسطرح سے تڑپ رہے ہیں جیسے ذبح ہونیوالے بکرے تڑپتے ہیں۔مگر ان لوگوں کو اندھا اور بہرا بھی کیا گیا ہے۔نہ کسی دوسرے کی حالت دیکھتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کی فریاد سنتے ہیں۔تھوڑی دیر گزری الٹا کان اوپر کیا گیا اور وہی کھولتا ہوا پانی ان کے کان میں ڈالا گیا۔رسولؐ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اتنی تکلیف میں مبتلا ہیں ۔ جواب یہ نہیں آیا کہ یہ لوگ بت پرست ہیں یا مشرک ہیں یا کافر ہیں۔ بلکہ جواب یہ آیا کہ اے رسولؐ : یہ آپکے امتی ہیں یہ آپکا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ پھر ان پر یہ عذاب کس لئے ؟فرمایا اے حبیب : میری جانب سے کچھ نہیں ہے۔ جوانہوں نے اعمال کیے ہیں ، یہ انہی کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے کلام کو ٹھکراتے تھے اور شیطان کے کلام کو سنا کرتے تھے۔

رسولؐ نے پوچھا: پروردگار شیطان کا کلام کیا ہے۔اللہ نے فرمایا! میرے حبیب : جب میں نے صحفائے انبیاء، انبیاء پر نازل کرنا شروع کئے تو شیطان نے مجھ

سے کہا خداوندا: میرا بھی تو ایک کلام ہونا چاہیئے۔تو میں نے کہا کہ دنیا میں جتنا گانا (غناء) ہے، تیرا کلام ہے۔اسے سننے کے بعد کبھی بندہ میری طرف نہیں آئے گا ہمیشہ تیری طرف جائے گا۔

شیطان نے کہا: تیرا فرشتہ جبرائیل ہے جو کلام لے کر آتا ہے میرا کلام لانیوالا کون ہوگا۔خدا نے فرمایا: گلوکار، singer گانا گانے والی عورتیں اور مرد، گانے کے آلات کو بجانے والے لوگ تیرا پیغام لانیوالے ہیں، ان کو مان کر آدمی تیری طرف جائے گا۔جبکہ قرآن اور صحفائے انبیاء کو مان کر میری طرف آئے گا۔

تو اے میرے حبیب: جنکے کانوں میں پگھلا ہوا لوہا ڈالا جا رہا ہے یہ وہ لوگ تھے جو بڑے شوق سے گانا سنا کرتے تھے۔اسلام میں، اگر اچانک کان میں بے اختیار آواز پڑ جائے یا ہم مجبور ہیں کہ اُس جگہ سے ہٹ نہیں سکتے کہ جہاں گانے کی آواز آرہی ہے تو اسطرح گانے کی آواز کان میں آنا حرام نہیں مگر کان لگا کر (یعنی انسان کا اپنی خواہش کی بناء پر) گانا سننا بہت بڑا گناہ ہے۔اور پھر جو خود گانا گا رہا ہے اس کا گناہ کتنا بڑا ہوگا۔گناہ ہونے کے علاوہ پروردگار عالم ایسی ذات سے نفرت کرتا ہے جو گانا سنتا ہو۔وہ پروردگار جو قرآن میں پکار پکار کر کہے اُدعُونی استجب لکم اے میرے بندو مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔





خصال صدوق کی روایت: راوی کہتا ہے رات کا وقت تھا۔میں دیکھ رہا تھا۔میرے مولا علیؑ مسجد میں کھڑے ہوئے ہیں عبادت پہ عبادت کر رہے ہیں۔لوگ سو رہے ہیں۔میں تھکا ہوا، لیٹا ہوا ہوں۔لیکن میرے امام کبھی کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی بیٹھ جاتے ہیں۔نمازیں جاری ہیں، تلاوتِ قرآن ہو رہی ہے۔آدھی رات سے زیادہ گزر گئی ہے۔میرے مولا باہر نکل آئے۔مجھے مسجد کوفہ کے صحن میں لیٹے دیکھا۔(مولا محراب میں تھے اور راوی صحن مسجد کوفہ میں)۔ایک مرتبہ فرمایا کہ تجھے نیند نہیں آرہی۔میں نے کہا مولا، میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔حضرت علیؑ نے فرمایا: ''یہ عبادت کا بہترین وقت ہے، دعا کے قبول ہونے کا بہترین وقت ہے۔اگر تجھے دعا کرنا ہے تو یہ بہترین گھڑی ہے۔رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس وقت کسی کی دعا رد نہیں ہوسکتی''۔خدا معلوم وہ کون سا وقت ہے۔اسی لئے کہا جاتا ہے جو بہت اہم دعا مانگنا ہو عشاء سے صبح تک ایک ایسا لمحہ آتا ہے خدا فوراً دعا قبول کرتا ہے۔مگر راوی سے مولا کہہ رہے ہیں کہ دیکھ اگر تیرا شمار 6 آدمیوں میں ہوتا ہے تو بے شک دعا نہ کرنا۔اسلئے کہ تیری دعا بے کار ہے۔۔ان 6 آدمیوں کی دعا تو خدا اس وقت بھی قبول نہیں کرتا جب ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے۔جب پروردگار ایسے وقت میں ان کی دعا قبول نہیں کرے گا تو اب چاہے شب ہائے قدر میں عبادتیں کرتے رہیں چاہے رمضان کی راتوں میں یہ اعمال کرتے رہیں جب

تک توبہ نہ کریں گے دعا قبول نہیں ہوگی۔ راوی گھبرا کر پوچھتا ہے مولا وہ کونسے 6 آدمی ہیں۔ فرمایا اشار کی دعا، اراریسلی یہ دو وہ آدمی ہیں جنھیں ظالم حکمران عوام سے tax لینے کیلئے مقرر کرتے ہیں اسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے۔ ولا الشاعر شاعر کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ وہ شاعر جو غزلیں کہتا ہے۔ پاک دامن عورتوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ عشق و عاشقی کے افسانے معاشرے میں پھیلاتا ہے۔ معاشرے میں فساد برپا کرتا ہے۔ معاشرے کے اخلاق کو تباہ کرتا ہے۔ ولا شرطی! شرطی کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ ظالم حکومت کے کارندے وہ اشخاص کہ جنکی وجہ سے ظالم ظلم کرتا ہے۔ پانچواں گانا گانے والا اور چھٹا گانا سننے والا۔ ان کی دعا خدا نے قبول کرنا ہی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ گھڑی آ جائے جب ہر ایک کی دعا قبول ہو رہی ہے۔، ان کی دعا کو ٹھکرایا جا رہا ہے۔ اب اگر کوئی آ کر ہم سے کہے کہ کیا جائے اتنی محنت کر رہا ہوں مگر میری اولاد کیلئے کوئی چانس ہی نہیں بنتا یا میرا کاروبار میں نقصان ہو رہا ہے یا روزگار کا کوئی اچھا انتظام نہیں ہو رہا یا میری بیٹیوں کی شادی نہیں ہو رہی یا میرے گھر سے بیماری دور نہیں ہو رہی۔ دعاؤں پر دعائیں تو مانگ رہے ہو مگر دیکھ لو کہ کیا ان 6 میں سے تو نہیں ہو۔ وہ پروردگار جو مومن کے دعا کیلئے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خوشی سے قبول کرتا ہے آج وہ خدا ٹھکرا رہا ہے۔ وہ مومن جو کل تک گانے کے آلات میں استعمال ہوئے، نہیں چاہے یہ ہاتھ۔ یہ ہاتھ جو کل تک Cassette





یا Player Volume کے بٹن کو بند کرنے اور کھولنے میں استعمال ہوتے رہے تھے تا کہ کلام شیطان سنا جائے۔ آج اگر خدا کی بارگاہ میں آ رہے ہیں تو پروردگار کو منظور نہیں۔

اور ایک بات پر غور کریں۔ کہ جس مقام پر آپ کو کوئی دلی صدمہ ہوا آپ وہاں سے گزریں گے تو فوراً آپ کو وہ صدمہ یاد آ جائے گا اگر کسی چیز سے آپ کو دلی صدمہ ہوا، وہ چیز جب بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے گی آپ کو اسی تکلیف کی یاد تازہ ہو جائے گی جو کہ تکلیف اس چیز نے کبھی آپ کو دی تھی۔ میدان بدر سے میدان کربلا تک مشرکین و منافقین کا طریقہ ایک ہی رہا کہ میدان جنگ میں آتے ہیں تو اکیلے نہیں آتے بینڈ باجے کے ساتھ آتے ہیں۔ آلات موسیقی کو لے کر آتے ہیں

## مصائب بی بی زینبؑ::

اب اندازہ کریں کہ میدان کربلا میں حسینؑ کا کٹا ہوا سر نوک نیزہ پر بلند ہوا تھا اور ایک جانب بی بی زینبؑ کے کان میں شہزادی فاطمہؑ کے رونے کی آواز آ رہی تھی تو دوسری جانب فوج یزید میں خوشی کے شادیانے بجنے کی آواز آ رہی تھی۔ کیا بی بی زینب اس آواز کو کبھی بھول سکیں گی؟ کیا بی بی سکینہؑ اس آواز کو کبھی بھول سکی ہوں گی؟ بی بی سکینہؑ کو یاد ہے کہ یہ وہی آواز ہے کہ جس کے بجنے کے فوراً بعد ظالم مجھے تماچے لگانے کیلئے آ گئے تھے۔ بی بی زینبؑ کو یاد ہے کہ یہی تو

وہ آواز ہے کہ جس کے ساتھ میری چادر کو چھیننے والے آگئے تھے سید سجادؑ کو یاد ہے کہ یہی تو وہ آواز ہے کہ جس کے ساتھ میری کمر پر کوڑے مارنے والے آگئے تھے۔ سیدانیوں کو یاد ہے کہ یہی تو وہ آواز ہے کہ جس کے بجنے کے ساتھ ہی خیموں کو جلانے والے آگئے تھے۔ بی بی فضہؑ کو یاد ہے کہ یہی تو وہ آواز ہے کہ جسے بجایا جارہا تھا اور حسینؑ کے لاشے پر گھوڑوں کو دوڑایا جارہا تھا۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی یاد ہے کہ جب ہم بے پردہ بازار کوفہ میں پہنچے تھے تو یہی شادیانے بج رہے تھے جب ہم شام کے دربار میں یزید کے سامنے لائے گئے تو موسیقی کی آواز بلند ہورہی تھی۔ وہی آواز آج جب زینبؑ اپنے ماننے والوں کے گھروں کے قریب سے جارہی ہیں۔ وہی آواز زینبؑ کے کان میں آرہی ہے آج بی بی سکینہؑ کسی ماتم کرنیوالے کے گھر کو دیکھتی ہونگی بے اختیار اپنی زخمی کمر کو پکڑ لیتی ہونگی۔ اور شاید کہتی ہوں گی کہ ارے ماننے والے کا گھر عمر سعد کے لشکر کا منظر پیش کررہا ہے۔ ماننے والے کا گھر اور ماننے والا مومن شمر لعنتی کی سنت پر عمل کرتا نظر آرہا ہے۔ اہلبیتؑ رسالت کیلئے یہ کتنا بڑا صدمہ ہے۔ یہ کتنا بڑا غم ہے حسین کی یتیمہ فاطمہؑ کبریٰ، سکینہؑ کی بڑی بہن فاطمہ کبریٰ حسن مثنیٰ کی بیوی، امام حسن کی بہو فاطمہ کبریٰ وہ نقل کرتی ہیں کہ میں خیمے کے دروازے پہ کھڑی تھی۔ اچانک میں نے ایک منظر دیکھا۔ ایک گھوڑا سوار، اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے وہ ایک ایک کر کے ایک ایک بی بی کے پیچھے اپنے گھوڑے کو دوڑا





رہا ہے۔ اپنی چادر کو بچانے کیلئے بی بی آگے کی طرف بھاگتی ہے وہ ظالم گھوڑا دوڑاتا ہوا پیچھے پیچھے آتا ہے۔ نوک نیزہ سے بی بی کے سر سے چادر اتارتا ہے۔ ہر بی بی کبھی لڑکھڑاتی ہوئی، کبھی آہستہ آہستہ اس کے گھوڑے کی زد سے نکل رہی ہے۔ مدینے کا رخ کیا جارہا ہے۔ وا جداہ! وا ابتاہ! وا محمدا! نانا!۔ آج کربلا کے میدان میں رسولؐ کی نواسیوں کے ساتھ یہ تماشہ ہورہا ہے۔ فاطمہ کبریٰ فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ اس نے میری جانب رخ کیا۔ میں گھبرا کر دوڑی۔ پردہ بچاتا ہے۔ اس نے میری گردن میں نوک نیزہ کو چبھودیا۔ میری چادر کو کھینچ کے اتارا۔ اور اتنی شدت سے یہ نیزے کی نوک، حسینؑ کی بیٹی کی گردن میں لگی۔ فاطمہ کبریٰ ایک مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ فرماتی ہیں کہ مجھے تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ میدان کربلا میں اندھیرا چھا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر پھوپھی زینبؑ کی گود میں رکھا ہوا ہے۔ میری پھوپھی میرے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی ہیں۔ بیٹی فاطمہ کبریٰؑ آنکھیں کھولو۔ فاطمہؑ نے آنکھیں کھولیں ذرا دیکھئے کربلا کا میدان ہے لیکن پہلا سوال فاطمہ کبریٰ نے یہ کیا کہ پھوپھی اماں مجھے چادر دلوادیجئے۔ آنکھیں بند ہیں اور کہا مجھے اپنی چادر میں چھپا لیجئے۔ فاطمہ کبریٰ کو بھوک کا خیال نہیں۔ پیاس کا خیال نہیں۔ نیزے کے زخم کا خیال نہیں۔ اور کہا کہ مجھے اپنی چادر دے دیجئے بی بی زینبؑ نے تڑپ کر فرمایا! بیٹی تیری طرح پھوپھی کی چادر بھی چھینی جا چکی ہے۔

## ﴿خدا ہم سے کیا چاہتا ہے﴾

﴿یا ایھا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما﴾

جیسے ہی یہ آیت پڑھنا شروع کی جاتی ہے مومن کی زبان تیار ہو جاتی ہے کہ اس آیت کا آخری لفظ زبان پر آئے اور مومن درود کے ذریعے آل رسولؐ کو یاد کرتے ہیں۔ اس آیت میں خدا نے دو حکم دیئے ہیں۔ مثال سے واضح کرتا ہوں

غلامی کا کیا حق ہے::

ایک شخص نے غلام خریدا۔ ﴿پہلے زمانے میں غلام اور کنیز بھی بیچے جاتے تھے﴾ اسلام جن غلط چیزوں کو ختم کرنے آیا ہے ان میں غلامی بھی تھی۔ جب غلام خرید کر گھر لا رہے تھے تو راستے میں تین ضروری سوال کیئے۔ پہلے پوچھا کہ اے غلام تو کیسا کھانا کھاتا ہے۔ کیونکہ غلام ایک علاقے کے تو ہوتے نہیں تھے۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے پکڑ پکڑ کر لائے جاتے تھے۔ لہذا ہر علاقے کے غلام کی غذا الگ ہوتی ہے۔ نمک مرچ نہ ہو تو ہم کھانا نہیں کھا سکتے اور اگر کسی عرب آدمی کو ہمارا مرچوں والا کھانا کھلائیں تو وہ





دوسرا لقمہ نہیں لے سکے گا۔ تو غلام سے یہ اس لیے پوچھا تا کہ اسکے کھانے و غذا کا پتہ چل سکے۔ یہ سوال سننے پر اس غلام نے اس شخص سے کہا کہ آپ کیا سوال کر رہے ہیں۔ آپ میرے آقا ہیں اور میں آپ کا غلام ہوں جو آپ مجھے کھلائیں گے وہ مجھے کھانا پڑے گا۔ پھر لباس کے بارے میں پوچھا۔ کیونکہ ہر علاقے کا لباس بھی مختلف ہوتا ہے جو دیہاتی ماحول کا ہو اسے کوٹ پتلون پہنائیں تو اسے لگے گا کہ جیسے وہ قید کر دیا گیا۔ اور اگر ہمیں وہ پتے پہنا دیے جائیں جو افریقہ کے جنگلی لوگ پہنا کرتے تھے۔ یا کسی مغربی ماڈرن شہری کو دھوتی پہنا دی جائے تو وہ اپنے آپ کو ننگا محسوس کرے گا۔ اس غلام نے پھر حیرت سے اپنے آقا کو دیکھا جواب دیا کہ میں آپکا غلام ہوں آپ میرے مالک ہیں جو آپ مجھے پہنائیں گے مجھے پہننا پڑے گا۔ جب چلتے چلتے گھر آنے لگا تو پوچھا کہ تجھے کس قسم کی رہائش چاہیے کیونکہ بعض لوگ تو بند کمروں میں سوتے ہیں بعض کھلے آسمان کے نیچے سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ کمروں میں انہیں نیند نہیں آتی بعض لوگ کھیتوں میں سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ غلام نے حیرت کیساتھ دیکھا اور کہا کہ آپ جہاں مجھے رکھیں گے مجھے رہنا ہوگا غلام کی تو مرضی نہیں ہوتی۔ وہ شخص جب گھر میں داخل ہوا اس کے گھر والوں نے دیکھا کہ غلام

خرید نے گئے تھے لیکن روتے روتے ہوئے آ رہے ہیں۔ پوچھا خیریت تو ہے اس غلام نے کوئی بدتمیزی تو نہیں کی۔ کہا اس غلام نے تو میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ یہ صرف میرا غلام ہے کیونکہ میں نے اسے خریدا ہے لیکن میں نے اسے بنایا نہیں اسے پیدا نہیں کیا۔ لیکن اسکے باوجود کھانے کی بات کروں تو کہتا ہے جو آپ کھلائیں گے وہی کھاؤں گا لباس کی بات کرتا ہوں تو کہتا ہے جو آپ پہنائیں گے وہی پہنوں گا۔ مکان کی بات کرتا ہوں تو کہتا ہے۔ جہاں آپ رکھیں گے وہاں رہ لوں گا۔

. اگر ہم غور کریں تو ہمارا خالق خدا ہے۔ ہم اسکے غلام ہیں۔ لیکن ہماری عجیب حالت ہے۔ وہ ہمیں حلال کھلانا چاہتا ہے ہم کہتے ہے حرام کھائیں گے۔ وہ کہتا ہے محنت مشقت کر کے کھاؤ۔ ہم کہتے ہیں جوے کی کھائیں گے۔ وہ ہمیں پردے والا لباس پہنانا چاہتا ہے عورت بے پردہ ہوتی ہے خصوصا شادی کے مواقع پر۔

. تسلیم کے یہی معنی ہیں کہ جیسا وہ کھلائے ویسا کھائیں۔ جیسا وہ رکھے ویسا رہنا چاہیے۔ صلوا کا مطلب ہے کہ آل محمدؐ پر دورد بھجتے رہو۔ اور سلموتسلیما۔ یعنی جو اسکا حکم ہو ویسا کرو۔ اپنی ہر خواہش کو حکم رسولؐ پر قربان کردو۔





## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے غلط استنباط::

بسم اللہ لرحمٰن الرحیم قرآن میں **114** مرتبہ آیا ہے۔ یعنی قرآن نے **114** مرتبہ اعلان کیا کہ خدا رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ آیت ہم میں سے بعض لوگوں کیلئے بڑے کام کی ہے' کیونکہ یہی وہ آیت ہے۔ جو نعوذ باللہ ہمیں ہر گناہ کی اجازت دیتی ہے۔ مثلا ہم نے نمازیں قضا کی۔ کسی نے کہا کہ مومن ہو کر نمازیں قضا کرتے ہو ہم نے جواب دیا۔ قیامت کے دن حساب لینے تم تھوڑے ہو گے۔ خدا ہو گا جو بڑا رحمٰن ورحیم ہے۔ ہم نے بھنگ پی کسی نے کہا آل محمدؐ کے ماننے والے نے بھنگ پی ہے ہم نے کہا اللہ بڑا رحمٰن الرحیم ہے کسی نے کسی کا مال کھایا باپ کا انتقال ہوا بہنوں کا حق کھا گئے۔ اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اس آیت کے ذریعے ہم ہر گناہ کرتے ہیں مگر جہاں ہم رکے دشمن اہلبیت نے اسی آیت کو اٹھا کر اپنے گناہوں کو اسکے ذریعے جائز کر لیا۔ عمر سعد سے پوچھا گیا تو نے حسینؑ کے قتل میں کیوں حصہ لیا۔ اس نے جوابدیا اس لیے کہ اللہ الرحمٰن الرحیمؑ ہے۔ مجھے پتا تھا کہ یہ گناہ ہے مگر یہ بھی پتا تھا کہ اللہ رحمٰن ورحیم ہے اور اسکی رحمت میرے گناہ سے بڑی ہے۔ کیا یہ آیت اس لیے نازل ہوئی تھی کہ دوستدان اہلبیت اسکے ذریعے حقوق اللہ اور حقوق العباد پامال کریں اور دشمنان اہلبیت حقوق آل محمدؐ پامال کریں۔

## انتظار امام زمانہؑ بغیر معرفت

جب کسی شخص کی امام سے ملاقات ہوتی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس شخص کو وقت ملاقات پتہ نہیں ہوتا کہ میں امام سے اسوقت بات کر رہا ہوں۔ یہ احساس امام کے چلے جانے کے بعد ہوتا ہے۔ لیکن مقدس اردبیلی اور سید مہدی بحرالعلوم ایسی شخصیات تھے کہ جب انکا دل کرتا تھا۔ امام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور ملاقات کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ ہم امام سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اس بناء پر انہوں نے ایک خاص لفظ لگا کر جو فتوی دیا ان مسائل کو دیگر علماء خاص اہمیت دیتے ہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مسائل کو امام سے معلوم کیا ہے۔

### امام زمانہؑ سے مقدس اردبیلی کی ملاقات::

مقدس اردوبیلی کے شاگرد فرماتے ہیں کہ جب میں رات کی تاریکی میں صحن امیرالمومنین میں مصروف عبادت تھا۔ میں نے دیکھا ایک شخص صحن میں داخل ہو کر اب روضہ مولا کی طرف بڑھ رہا ہے میں نے سوچا کہ شاید یہ کوئی اجنبی ہے اسکو بتاؤں کہ رات کے وقت مولا کا روضہ بند ہوتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھ کر اس شخص سے کچھ کہتا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کہ





جب وہ شخص دروازے کے قریب پہنچا تو دروازے نے خود بخود حرکت کی اور کھل گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آنیوالے کا انتظار ہو رہا ہے۔ یہ شخص قبر مطہر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر مجھے دو آدمیوں کے آپس میں باتیں کرنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ ایک آواز تو یقیناً اس آنیوالے کی تھی۔ دوسری آواز معلوم نہیں کہ کس کی تھی۔ اور جب وہ شخص واپس نکلا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ تو میرے استاد مقدس اردبیلی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ صحن امیرالمومنین سے نکل کر میرے استاد شہر کی طرف نہیں گئے۔ بلکہ ویرانے کی جانب گئے میں کچھ فاصلے پر خاموشی سے استاد کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم شہر کوفہ میں داخل ہوئے پھر مسجد کوفہ میں داخل ہو گئے۔ مسجد کوفہ کا دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ میرے استاد محراب مسجد کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں سے بھی دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ ایک آواز تو میں نے پہچان لی۔ میرے استاد کی تھی۔ مگر دوسری آواز کا پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس کی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے استاد واپس آئے' شہر نجف کی جانب چلنے لگے' جب چلتے چلتے مسجد سہلہ کے قریب پہنچے' روایت کے مطابق جسطرح ہر شب منگل امام زمانہ کا مسجد جمکران میں آنا یقینی ہے اسطرح ہر شب بدھ نجف میں مسجد سہلہ آنا یقینی ہے۔

جب وہاں پہنچے تو مجھے کھانسی آ گئی۔ رات کے سناٹے میں میری کھانسی کی آواز کافی بلند تھی۔ میرے استاد نے رک کر پیچھے مڑ کر مجھے دیکھا۔ جب میں نے

دیکھا کہ اب میرا انہیں پتا لگ گیا ہے اور چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تو میں نے خواہش ظاہر کی کہ صرف اتنا بتا دیجیے کہ اس سارے واقعہ کا مطلب کیا ہے۔ میرے استاد نے مجھے سے وعدہ لیا کہ میں جب تک زندہ رہوں کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ میں نے وعدہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں اپنے مکان میں بیٹھا تھا۔ کچھ علمی مسائل مجھ سے حل نہیں ہو رہے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ باب العلم کے پاس بیٹھا ہوں اور علمی مسائل کیلئے پریشان کیوں ہوں۔ میں سیدھا حرم میں گیا۔ امام کو سلام کیا۔ ضریح سے سلام کا جواب آیا۔ جب میں نے اپنا علمی مسئلہ پیش کیا تو حل مشکلات نے میرا نام لے کر ناراضگی کیساتھ مجھ سے خطاب کیا۔ اے احمد ابن محمد اردبیلی کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمھارے زمانے کا امام میرا فرزند ہے جب پریشانی پیش آئے تو تم اس کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ علیؑ کو یہ بات ناپسند ہے کہ مومن ساری زندگی اپنے آپکو امام کا انتظار کرنیوالا کہہ رہا ہے مگر زندگی میں ایک مرتبہ بھی اپنے امام کو پکارنے اور ان کے ذریعے مشکل حل کروانے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ علیؑ کے فرزند کی نعوذ باللہ توہین ہے۔ اگر تم انہیں امامؑ مانتے ہو تو کیا مانتے ہو کہ کبھی ان کی طرف رجوع ہی نہیں کیا۔ مقدس اردبیلی فرماتے ہیں۔ یا امیر المومنین آپکا پتا تو معلوم ہے' حرم میں آ جاتا ہوں لیکن امام تو غیبت میں ہیں۔ امام کی تو کوئی رہائش کی جگہ نہیں۔ ان سے کس مقام پر ملاقات کرنے کیلئے جاؤں ❁ ہمارا وہ عقیدہ نہیں ہے جو زبردستی ہم پر تھوپا جاتا





ہے کہ ہم اس چیز کے قائل ہیں کہ امام سامرہ کے تہہ خانہ سرداب میں ہیں۔ نہ آج یہ ہمارا عقیدہ ہے نہ کبھی پہلے تھا۔ بے شک واقعات ہیں ہمارے ہاں کہ 255ھ میں امام زمانہؑ کی پیدائش سے لے کر 260ھ میں خلیفہ وقت کے چھاپہ مارنے تک 5 سال امام نے اس تہہ خانے میں گزارے تھے لیکن رات کی تاریکی میں چھاپہ مارنے کے وقت امام سپاہیوں کے درمیان سے تہہ خانے سرداب کو چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد نہ کسی واقعہ میں ہے۔ نہ کسی ملاقات کرنیوالے نے کہا' نہ کسی زائر نے کہا کہ دوبارہ امام کبھی پھر اس تہہ خانے میں ملے ہوں ❁ مولا کی ضریح سے جواب آیا۔ مسجد کوفہ میں جاؤ اسوقت میرا فرزند بیٹھا ہے میں مسجد کوفہ گیا۔ امام زمانہؑ نے مسکرا کر کہا۔ اے احمد جب تک ہمارے جدؑ نے حکم نہیں دیا۔ خود اسوقت تک ہمارے پاس نہیں آئے۔ مقدس اردبیلی نے پھر وہی سوال کیا۔ مولا کس مقام پر آپ کے پاس آئیں۔ امام نے جواب دیا ہم تمہارے امام ہیں۔ جب تم کسی مصیبت میں ہو تمہیں کسی خاص مقام پر ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہیں' جب تم کسی مصیبت میں بھی ہو خلوص دل کیساتھ ہمیں پکارو ہم تمھاری مصیبت دور کرنے تمھارے پاس آئیں گے۔ چونکہ دیگر مذاہب کا نظریہ ہے کہ جو آنیوالا آئیگا وہ آسمانوں پر ہے وہ آسمانوں سے اترے گا لیکن ہمارا نظریہ یہ ہے کہ نہیں وہ اسی زمین پر ہے۔ ہمارے ہی درمیان میں ہے وہ الگ بات ہے کہ ہم انہیں نہیں دیکھ رہے۔ کیوں نہیں دیکھ

پا رہے کیوں؟ اس کی وجہ علیؑ ابن مہز یار کوفی کے واقع سے معلوم ہوتی ہے ۔ یہ کوفہ کا رہنے والا مرد مومن ہے جو غیبت صغری میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اس نے ہوش سنبھالا اور اسے پتہ چلا کہ امام ابھی چالیس پچاس سال پہلے غائب ہوئے ہیں۔ تو ملاقات امام کیلئے بڑا تڑپ اٹھا۔ اس نے ارادہ کرلیا کہ میں امامؑ کے پاس ضرور جاؤں گا۔ ہر اس جگہ گیا جہاں امام سے ملنے کی توقع تھی۔ نجف کربلا سامرہ مکہ مدنیہ بیت المقدس گیا۔ آخر تھک کر مایوس ہوگیا۔ غیبت صغری کے مومنین کو یہ توقع تھی کہ امام دو تین چار سال بعد ظاہر ہو جائیں گے۔ ان میں سے کسی کے ذہن میں نہ تھا کہ غیبت امام ہزار سال بھی لمبی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ شخص بھی مکہ میں آ گیا کہ امام کا ظہور خانہ کعبہ ہی سے ہوگا۔ لہذا جیسے ہی امامؑ ظہور فرمائیں گے۔ میں امام کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ روزانہ حرم میں آتا ہے ۔ عشق امام اسقدر تھا کہ روزانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتا ہے پرودگار ایک مرتبہ مجھے میرے امام کی زیارت کروا دے۔ ایک دن جب پردہ پکڑے رو رہا تھا۔ ایک حبشی غلام آیا اور اس نے کہا طائف جاؤ فلاں مقام پر تمہاری تمنا پوری ہو جائے گی۔ یہ مکہ سے نکل کر طائف میں اس جگہ آیا جسکا اسے بتایا گیا تھا امام سے تو ملاقات نہ ہوئی۔ بلکہ ایک ایسے بزرگ سے ملا جو براہ راست امام سے ملتے تھے ۔ اور کہا کہ حکم امام کیوجہ سے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔ دیکھو تمہاری ذمہ داری یہ نہیں کہ امام کی تلاش میں صحرا صحرا جنگل جنگل شہر شہر گھومو۔ بلکہ تمہاری





ذمہ داری یہ ہے جہان پر ہو وہیں رہو اور جب امام بلائیں فوراً پہنچ جاؤ۔ تڑپ کر اس نے کہا کہ ایک بات بتائیں کہ امام کا دشمنوں اور ماننے والوں سے غائب ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ہم ماننے والوں اور عاشقوں سے امام ملاقات کیوں نہیں کرتے ۔ تو انہوں نے فرمایا۔ امام کا وجود خدا کی طرف سے ہم انسانیت کیلئے نعمت ہے۔ لیکن امام کا ہم سے ملاقات نہ کرنا ہماری اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے ۔ ہماری اپنی بدعملی کیوجہ سے ہے۔ اگر ایک مومن اپنے آپکو ایسا بنائے جیسا امام چاہتے ہیں تو امام سب سے غائب ہوں گے لیکن ایسے مومن کو ضرور اپنی زیارت کروائیں گے۔

## ایک عالم پوری قوم کا نجات دہندہ::

دو قوموں پر ایسا عذاب آیا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔: قوم نوح : قوم یونس ۔ قوم نوح پر ایسا عذاب آیا کہ کسی بھی نبیؑ کی قوم پر ایسا عذاب نہیں آیا کشتی پر سوار افراد کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی بھی انسان نہ بچا۔ اسی وجہ سے حضرت نوح کا لقب آدم ثانی ہے کیونکہ نسل انسانی دوبارہ نوح سے شروع ہوئی ہے۔ جبکہ باقی انبیاء کی قوموں پر جب عذاب آتا تھا تو باقی دنیا محفوظ رہتی تھی۔ جناب شعیبؑ کی قوم پر عذاب آیا تو باقی دنیا محفوظ رہی ۔ جناب لوطؑ کی قوم پر عذاب آیا تو قوم لوط تباہ ہوئی لیکن باقی قومیں محفوظ رہیں لیکن یونسؑ نبی کی قوم پر

جو عذاب آیا تو سروں کو چھوتا ہوا واپس چلا گیا۔ کیونکہ خدا جب عذاب بھیجتا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ یہ لوگ اب بھی توبہ کرلیں تو عذاب پلٹ جائے۔ اسی لیے عذاب رک رک کر آہستہ آہستہ آتا تھا ہوائیں چلنے لگیں بادل آنے لگے اور گھنے ہوتے چلے جا رہے تھے یہ بھی سوچ سکتے تھے کہ آج موسم کیوجہ سے بارش ہو رہی ہے لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ جب عذاب کی کچھ نشانیاں دیکھیں تو گھبرا گئے نبی یونسؑ سے معافی مانگنے چلے لیکن وہاں سے نبی تو ایک رات پہلے جا چکے تھے۔ حضرت یونسؑ نے اتنا عرصہ جو تبلیغ کی تھی صرف دو آدمی ان پر ایمان لائے تھے :1: عابد :2: عالم: عابد نزدیک تھا اس لیئے پہلے عابد کے پاس گئے معصومؑ فرماتے ہیں کہ وہ تو صرف عبادت کرنے والا تھا علم نہیں رکھتا تھا اس نے الٹا سیدھا جواب دیا مثلا ہاں عذاب ہی ہے اور آئیگا عذاب اور تم پر عذاب آنا بھی چاہیے۔ اب تمہیں نبی کی مخالفت کرنے کا مزہ آئے گا جب اسکی طنزیہ باتیں سنیں تو غصہ آیا۔ نیام سے تلوار نکالی اور اس کی گردن کو اڑا دیا۔ پھر عالم کے پاس گئے اور اسے یہ بتایا کہ ہم ایک گناہ کر چکے ہیں۔ عالم نے کہا کوئی بات نہیں خدا کو عذاب دینا پسند نہیں ہے تم فوراً تمام گناہوں سے توبہ کرلو۔ کہنے لگے کہ اس کا طریقہ بھی بتایئے اس لئے کہ آج تک تو نبی کی کوئی بات ہی نہیں سنی تھی۔ اس عالم نے اجتماعی توبہ کا طریقہ بتایا اور اس طرح پوری قوم نے مل کر گریہ کیا۔ نتیجہ عذاب واپس چلا گیا۔ جو عذاب آ رہا تھا منٹوں کے اندر آ سکتا تھا۔ یہ اتنا آہستہ کیوں آیا اس لیے کہ خدا کو پسند نہیں کہ اپنی مخلوق کو عذاب میں مبتلا کرے۔





## دل سے توبہ ' دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے::

حضرت موسی کے زمانے میں بارش ہونا بند ہو گئی قحط پڑ گیا۔ سب کو میدان میں لا کر تین چار دنوں سے دعائیں مانگ رہے ہیں مگر بارش نہ ہوئی۔ حضرت موسی نے مناجات کی کہ خدایا اتنا بتا دے کہ تو ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں کرتا ' خدا کی آواز آئی موسیٰ اس مجمع میں ایک بہت بڑا گناہگار ہے جب تک اسے مجمع سے نہ نکالو اس وقت تک دعا قبول نہیں ہو گی۔ حضرت موسیٰ نے واپس آ کر کہا اے لوگو اس مجمع میں ایک ایسا گناہگار ہے جسکی وجہ سے ہم سب کی دعا قبول نہیں ہو رہی ہے۔ وہ اٹھ کر چلا جائے جب اس گناہگار نے سنا تو دل ہی دل میں رونے لگا کہ خدایا اگر میں اٹھ گیا تو میری عزت برباد ہو جائے گی اور لوگ پہچان لیں گئے کہ یہی بد بخت تھا۔ اے خدا تو ستار ہے تو غفار ہے میری عزت رکھ لے یہ رو رہا تھا ادھر سے بادل آنے لگے بارش ہونے لگی موسیٰ حیران ہیں پرودگار کوئی مجمع سے نہیں اٹھا بارش کیسے ہونے لگی آواز آئی موسیٰ اسی گناہگار کے صدقے میں بارش بھیجی ہے کیونکہ اس نے توبہ کر لی ہے میں نہیں چاہتا کہ میرا بندہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جائے یا غفار یا ستار : ستار : گناہوں کو چھپانے والا اگر خدا مجھے دنیا میں اس جگہ والوں کیلئے ظاہر کر دے تو یہ ممکن ہے کہ میں دوسرے شہر جا کر زندگی بسر کرلوں۔ اگر اس جگہ والوں کو بھی میرے گناہ اور میری سیاہ کاریوں کا پتہ چل جائے تو میرے لیے ممکن ہے کہ

تیسرے شہر میں جا کر زندگی بسر کرلوں ۔لیکن خدایا اگر تو نے قیامت کے دن ذلیل کر دیا تو اہلبیت کے سامنے میں ان کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہوں گا۔ پھر اگر وہ مجھے کہیں کہ تُو تو ہم سے محبت کا دعوی کرتا تھا اور یہ تیرے گناہ ہیں!

عذاب آہستہ کیوں آیا کیونکہ قوم کو اتنی مہلت اور اتنا وقت مل گیا کہ پہلے حضرت یونس کو ڈھونڈھ لائے پہلے عابد کے پاس گئے پھر عالم کے پاس گئے ۔ لہذا قوم یونسؑ نے جب آثار دیکھے تو فورا متوجہ ہوگئی ۔ہمیں بھی یونہی فورا متوجہ ہونا چاہیے ۔ جبکہ حضرت نوح کشتی بنا رہے تھے اور ان لوگوں کے سامنے بنا رہے تھے تو ان لوگوں نے بہت مذاق اڑایا کہ خشکی پر کشتی کون بیوقوف بناتا ہے ۔ چالیس سال سے زیادہ کشتی بنانے میں لگے لوگ آتے جاتے ہوئے پوچھتے تھے اور نوح بتاتے تھے کہ عذاب آنے والا ہے اور جب عذاب آیا تو اس طرح کہ پہلے جلتے تندور میں سے پانی نکلنے لگا پھر اوپر سے بادل آگئے یہی بادل قوم یونسؑ پر آئے تھے انکے کان کھڑے ہو گئے تھے اور جلتے تندور میں سے پانی نکلا۔ نشانی عذاب تو تھی ۔ اور عذاب کی طرف زبردست اشارہ بھی لیکن قوم نوح ہی ڈھیٹ قوم تھی ۔ جبکہ یہ نشانی تو قوم یونس میں نہ آئی تھی بادل گھنے ہوئے ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی ۔لیکن قوم نوح عذاب کو دیکھ کر حضرت نوح کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا یہ وہی عذاب ہے نا کہ جسکے بارے میں تم ہمیں ڈرایا کرتے تھے نوح نے کہا ہاں اور مذاق اڑانے لگے مثلا یہ تو بڑے مزے کا عذاب ہے





بہت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں ۔ اپنے اللہ سے کہو ایسا عذاب روزانہ بھیجا کرے اور بالاآخر طوفان آ گیا۔

حقیقی علماء کی انکساری اور عظمت::

قوم نوحؑ اور یونسؑ دونوں پر ایک ہی طرح کا عذاب اور ایک ہی نشانیوں والا عذاب آیا۔ جبکہ قوم نوح کا ایسا عذاب تھا کہ منکرین میں سے ایک آدمی بھی نہ بچا۔ اور قوم یونسؑ کا عذاب ایسا کہ ایک آدمی کا بھی نقصان نہ ہوا۔ فرق یہی کہ قوم یونس آثار عذاب دیکھ کر سنبھل گئی۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ اگر کوئی واقعہ دیکھیں جس میں عذاب کے آثار ہوں تو سنبھل جائیں ۔ شیخ مفید 413ھ میں ان کا انتقال ہوتا ہے تقریبا ہزار سال گزر چکے ہیں ۔ امام نے انکو دو خط تحریر کیے تھے ۔ اور اس میں اس طرح خطاب کیا کہ یاایھا الاخ الصدیق اے میرے وفادار بھائی اور ایھا الرجل الرشید اے رشد وفہم وعقل رکھنے والے شخص ۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ شہزادی کونین ان کے پاس آتی ہیں اور دو بچے ساتھ ہیں اور فرماتی ہے یا شیخ ان دونوں کو علم فقہ پڑھاؤ۔ اٹھے تو خواب کیوجہ سے پریشان ہو گئے کہ شہزادی نے مجھے حسنینؑ کو پڑھانے کو کہا ہے ۔ سوچا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے اپنے آپ کو جو بڑا عالم سمجھا ہے اسکی تنبیہ فرمائی ہے شہزادیؑ نے ۔ پھر نیند نہیں آئی ساری رات بے چینی میں گزری ۔ افسوس کرنے لگے کہ شہزادی اگر کبھی مجھ سے گستاخی ہوگئی ہو اور میں نے بڑائی محسوس کی ہو تو

میں شرمندہ ہوں۔صبح مدرسے میں پڑھانے کیلئے گئے تو ایک سید خاتون پورے حجاب کیساتھ آئیں انکے ساتھ دو بیٹے تھے۔اور اس طرح آکر بیٹھیں کہ جس طرح خواب میں شہزادی آئیں تھیں اور وہی جملہ کہا یا شیخ علم ھما الفقہ اب شیخ کی سمجھ میں آیا کہ رات کا خواب اشارہ تھا کہ کل دو ایسے سید بچے تمھارے پاس آرہے ہیں ان پر خصوصی توجہ دینا ہے چنانچہ شیخ مفید نے بھی اتنی محنت اور لگن کیسا تھ انہیں پڑھایا کہ ایک سید مرتضی بنے جن کو مولا علی نے علم الھدیٰ کا لقب دیا اور دوسرے سید رضی بنے کہ جنہوں نے نہج البلاغہ جیسی کتاب کو جمع کیا

امام زمانہ کا مراجع عظام کو احکام سکھانا::

شیخ مفید چونکہ مرجع تھے ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے۔لوگ آتے ہیں مسائل پوچھتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ایک شخص بہت تیزی میں آیا اور پوچھا کہ بغداد کے قریب ایک گاؤں میں ایک عورت کا انتقال ہوگیا ہے۔اور وہ عورت حاملہ تھی اسکے پیٹ میں بچہ ہے جو زندہ ہے۔اسکا کیا کریں۔کیا ماں کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکالیں یا نہ۔شیخ مفید کی زبان سے نکل گیا کہ توہین میت حرام ہے۔ماں کو دفن کردو۔وہ شخص یہ جواب لے کر واپس چلا گیا۔دو تین سال گزرنے کے بعد ایک مرتبہ وہ شخص بغداد آیا۔شیخ مفید کی مسجد میں آیا اور بیٹھ گیا۔اسکے ساتھ ایک تین سالہ بچہ بھی تھا۔سلام کر کے کہا کہ یا شیخ آپ نے مجھے پہچانا۔جوابدیا کہ صبح شام ہزاروں لوگ آتے جاتے ہیں مجھے یاد نہیں۔پھر اس نے





پوچھا علامہ صاحب اس بچے کو پہچانا کہ نہیں؟ کہا کب لائے تھے اس بچے کو۔کہا کہ یا شیخ اس بچے کو تو میں لایا ہی نہیں تھا فرمایا جب لائے نہیں تو پہچاننے کا سوال کیا؟ جواب دیا اس لیے کہ یہ وہ بچہ ہے جس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ پوچھا تھا تو آپ نے فتویٰ دیا کہ توہین میت حرام ہے لہذا اسی طرح ہی دفن کردو۔اور جب میں اپنے گاؤں کے قریب پہنچا تو پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دے کر مجھے روکا۔میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک ایسا شخص جس کو آپ نے میرے پیچھے بھیجا تھا۔چہرہ پر اتنا رعب اور نور تھا کہ میں نے نظریں نیچی کرلیں اس نے کہا کہ شیخ کا اصل فتویٰ یہ ہے کہ ماں کے پیٹ کو چاک کر کے بچے کو نکال لو۔کیونکہ انسان کی جان بچانا واجب ہے۔اور یہ وہی بچہ ہے جسکو اس کی ماں کے شکم سے نکالا گیا تھا۔شیخ مفید نے سوچا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا کہ جسکے بعد کسی آدمی کو اس فتویٰ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہو۔سمجھ گئے کہ یہ بچہ میرے بتائے ہوئے مسئلے کی اصلاح کی ہے۔سامنے قلمدان رکھا ہوا تھا۔اپنے ماتھے پر مارا خون نکل آیا اور اپنے آپ سے کہا کہ یا شیخ اتنی لاپرواہی! مسائل بتانے میں تمہیں کوئی حق نہیں اس منصب پر بیٹھ کر فتوی دینے کا اور پھر فیصلہ کیا کہ آج سے میں فتوی نہیں دوں گا۔شیخ مفید اپنے زمانے کے مرجع اور آقائے خمینی اپنے زمانے کے مرجع تھے۔چھ مہینے بعد شیخ مفید نجف مولا کی زیارت کیلئے نکلے چلتے چلتے راستے میں ایک آدمی مل گیا۔جب نجف پہنچ گئے

تو اس آدمی نے پوچھا اے شیخ تم نے فتوی دینا کیوں بند کر دیا؟ اسی دوران جو گھوڑے کا چابک تھا وہ شیخ مفید کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑا اس کو اٹھانے کیلئے شیخ گھوڑے سے اترنا چاہتے تھے لیکن اس آدمی نے روک دیا کہ میں اس چابک کو اٹھا دیتا ہوں۔ جھکا اور چابک اٹھایا اور شیخ نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا اے شخص تجھے کیا پتہ ایک بہت بڑی غلطی مجھ سے ہو گئی تھی لیکن خدا نے اس نقصان سے مجھے بچالیا اس وقت شخص کا ہاتھ شیخ کے ہاتھ سے مس ہوا کیونکہ وہ شیخ کو چابک پکڑا رہا تھا اس شخص نے کہا اے شیخ فکر کی کوئی بات نہیں فتوی دو۔ تمہارا کام ہے فتوی دینا اگر کبھی غلطی ہو جائے تو اسکی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔ شیخ مفید چابک لے رہے تھے اس لیے نگاہ چابک پر تھی۔ جملہ سنتے ہی چونک کر دیکھا تو نہ وہ شخص نظر آیا نہ اس کا گھوڑا سمجھ گئے کہ یہ امام زمانہؑ تھے۔

لوگوں کو مرجعیت سے دور رکھنے کی وجہ::

دیکھیں دوسرے لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے مجتہد یا مرجع پر کیسے بھروسہ کریں کہ جنکا امام ہی نہیں ہے لیکن ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ امام ہے اور زندہ ہے۔ غائب ہے لیکن ہمارے درمیان ہے ہم کیوں پریشان ہوں وہ اپنے نائب مرجع کی خود نگرانی کرتا ہے۔ لیکن اس وقت دشمنان اسلام کا سارا زور اور target ہماری مرجعیت ہے۔ دشمنان اسلام کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح یہ مرجعیت کھٹک رہی ہے ایران جیسا کہیں اور انقلاب نہ آجائے اس





مرجعیت کے نظام ہی کو ختم کر دو۔ یہی وجہ ہے کہ مومنین کو مراجع و مجتہدین کے خلاف کیا جا رہا ہے تقلید پر الٹے سیدھے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ استعمار کو مرجع آیت اللہ شیرازی کے تمباکو کی حرمت کے ایک فتوے سے مرجع کی طاقت کا اندازہ ہو گیا۔ پچھلے ساڑھے چار سالوں میں مسلسل چھ مراجع کی وفات عذاب الہیٰ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح قوم یونسؑ آثار عذاب کو دیکھ کر سنبھل گئی تھی۔ ہمیں بھی سنبھل جانا چاہیے۔ ایسا نہیں ہوا کہ سارے ایک ہی جہاز میں تھے اور وہ جہاز crash کر گیا ہو یا کسی بس میں تھے اور اسکا accident ہو گیا اگر ایسا ہوتا تو بھی پریشان کرنیوالی بات نہ تھی۔ جون 1989ء میں آقائے خمینی اور 1990ء میں آقائے شہاب الدین مرعشی 1991 میں آقائے محسن الحکیم کے بڑے بیٹے یوسف الحکیم جن کی مرجعیت کو پوری دنیا نے مانا تھا۔ 1992 میں 97 سالہ مرجع آقائے خوئی جون 1993 میں عبدالعلی اور دسمبر 1993 آقا گلپایگانی جنکے بارے میں آقائے خامنہ ای کا جملہ کہ 75 سال درس و تدریس میں گزارے ۔ رسولؐ کی حدیث کیمطابق علم کا دنیا سے اٹھ جانا عذاب خدا ہے راوی کو سمجھ میں نہ آیا اسلئے اس نے پوچھا کہ آقا علم کو کسطرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا علماء کو اٹھا لیا جائے تو علم اس معاشرے میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایک عالم کا اٹھ جانا پھر کچھ انتظار کر کہ شاید لوگ سنبھل جائیں شاید انہیں اب ہوش آجائے دوسری موت پھر انتظار کہ شاید اب

لوگ احساس کرلیں۔ تقلید اور احترام مراجع معرفت امام زمانہ کا ایک جزء ہے اسی لیے تو فرمایا کہ امام کی معرفت حاصل نہ کی تو جاہلیت کی موت مروگے۔ تاکہ انسان سمجھے کہ امام غیبت میں دین کی حفاظت اور اشاعت کس کے ذمے کر گئے ہیں جس طرح رسولؐ نے بعض جنگوں میں اپنی جگہ کسی صحابی کو مقرر کیا اسی طرح زمانہ غیبت میں امام بغیر انتظام کیے نہیں گئے۔ جبکہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ یہی پیغام جناب زینبؑ نے ہمیں پہنچایا۔ جناب زینبؑ آپکا علم اتنا ہے کہ آپکو کسی سے علم لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا معمولی فقہ کا مسئلہ نہیں جانتی تھیں کہ اگر کسی کی جان خطرے میں ہو تو اس پر پردہ ساقط ہے۔ جب آخری خیمے کو بھی آگ لگا دی گئی بیبیوں نے پوچھا کہ اب ہم کیا کریں۔ زینبؑ نے کہا امام وقت سے پوچھتی ہوں۔ امام سجادؑ نے جواب دیا۔ تو کیا شہزادی کا مقصد مسئلہ پوچھنا تھا۔ تو ان دو جملوں کا اظہار جو مسئلہ پوچھنے سے پہلے ادا کیے کہ اب وقت کا امام سجاد ہے اور یہ نہیں کہا کہ سجادؑ بیٹے مسئلہ پوچھتی ہوں بلکہ یہ کہا کہ امام وقت سے پوچھتی ہوں۔ پس زینبؑ کا پیغام یہ تھا کہ مرجع کی طرف آؤ مسائل پوچھنے کیلئے۔

موجودہ زمانے کا شیطان::

جناب کمیل مولا علیؑ ان کی شہادت گاہ بتاتے ہوئے آخری زمانے کے حالات بتاتے ہیں کہ اس درخت کے اردگرد ابھی تو آبادی نہیں ہے اور جنگل ہے۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اردگرد لوگ آباد ہو جائیں گے کچے





مکان بنیں گے۔ پھر زمانہ اور آگے بڑھے گا ساری بستیاں مل کر شہر بن جائیں گے۔ زمانہ اور آگے بڑھے گا۔ کچے مکان اور جھگیاں پکے مکانات میں بدل جائیں گے۔ پھر یہ پکے مکان بلند منزلوں والے بن جائیں گے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ہر مکان میں ایک شیطان آ کر بیٹھ جائے گا۔ اور اس شیطان کی نشانی ہر مکان کی چھت پر لگائی جائے گی۔ ﴿انٹینا﴾ جب انٹینا والا شیطان گھروں میں آ جائے تو آخری زمانہ آ جائیگا۔ اور پھر کچھ عرصے بعد میرا آخری بیٹا ظاہر ہوگا۔

عبادت خدا میں بہانوں کی تردید::

سورہ جمعہ کی آیت ہے۔ ﴿**واذا راو تجارة** اے حبیب یہ مدینے والے جب کبھی مال کا مسئلہ دیکھتے ہیں اولھو اور جب کبھی کھیل تماشے کو دیکھتے ہیں انفضوا الیھا تو دوڑ کر انکی طرف چلے جاتے ہیں وترکوک قائما اور جو تیرے ساتھ ابھی نماز پڑھ رہے تھے اب تجارت اور کھیل کی طرف تجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ تجارتی قافلہ آیا ہے کہیں دوسرے لوگ سارا فائدہ نہ اٹھالیں اور ہم محروم نہ رہ جائیں۔ لھو یا کھیل کی طرف چلے گئے کہ سٹیڈیم میں کرکٹ میچ ہو رہا ہے آخری آخری over ہیں کرکٹ میچ کی تو قضا نہیں ہو سکتی نماز کی تو قضا ہو سکتی ہے۔ خدا نے یہ حکم دیا کہ ہر جمعہ کے دن یہ آیتیں دہراتے رہنا کیونکہ لوگوں میں خرابی صرف نبیؐ کے دور ہی میں نہ تھی بلکہ ظہور امام تک چلتی رہے گی۔ اسلئے ہر جمعہ کو یاد دلایا گیا کہ کہیں یہ خرابی ہم میں نہ آ جائے کہ کسی غیر شرعی مجبوری

کیوجہ سے جمعہ ہی نہ پڑھنے آئیں۔ جبکہ یہی اہل مدینہ تھے جو تڑپ رہے تھے اور نبی کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔ ہمارے شہر آیئے۔ پیغمبرؐ اگرچہ مکے کے خراب حالات کیوجہ سے ایک دوسری پناہ کی تلاش میں تھے لیکن فوراً انکی دعوت قبول نہیں کی۔ کہا بلا تو رہے ہو سوچ سمجھ کر بلا رہے ہو یا صرف جذبات میں آ کر۔ جواب دیا سوچ سمجھ کر بلا رہے ہیں کہا پھر قربانی دینا ہوگی۔ جواب دیا دیں گے۔ پھر بھی کہا ابھی ٹھہر جاؤ۔ اگلے سال دوبارہ بات کریں گے تا کہ یہ وقتی جذبات ہوں تو ختم ہو جائیں۔ اگلے سال پھر آئے اور اپنی حمایت ظاہر کرنے کیلئے پچھلی دفعہ تو صرف مرد آئے تھے اب عورتوں کو ساتھ لائے کہ یا نبیؐ ہمارے جذبات کی سچائی کا ثبوت عورتوں کا ہمارے ساتھ آنا ہے۔ کیونکہ باپ تو بیٹے کو قربانی کیلئے بھیج دے گا ممکن ہے ماں ہاتھ تھام لے۔ پیغمبر نے جذبات کا جائزہ لیا۔ لیکن فرمایا ایک سال اور ٹھہر جاؤ۔ جب حضرت ابو طالبؑ کا انتقال ہوا اور پیغمبر معراج پر گئے۔ معراج میں حکم ہجرت ملا تو آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ لیکن ہجرت 53 ویں سال کی تین سال ہجرت لیٹ کر دی۔ اہل مدینہ کی دعوت دینے والوں کو پرکھنے کے لیے۔ پہلے سال بارہ دوسرے سال اور زیادہ آئے تیسرے سال 72 نے آ کر دعوت دی۔ نبیؐ نے فرمایا مجھ سے معاہدہ کرو کہ جو بلا رہے ہو تو ساتھ نہیں چھوڑو گے۔ تو دیکھیے کتنا جوش اور ایمان بھرا جواب دیا کہ ہم معاہدہ کرتے ہیں صرف اپنی طرف سے ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد کی طرف سے بھی کہ قیامت تک آنیوالی ہماری اولاد بھی آپؐ اور آپکی اولاد کیلئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔





## ظہور امامؑ اچانک راتوں رات ہو سکتا ہے::

جو تقدیر خدا نے لکھ دی ہے اس میں تبدیلی کرتا رہتا ہے۔ دعاؤں کی وجہ سے صدقہ دینے کی وجہ سے۔ امام زمانہؑ کے ظہور کیلئے خدا نے آٹھ یقینی علامات بتائی ہیں۔ کہاں آٹھ حتمی علامات کے بعد امام مہدیؑ ظہور کریں گے۔ لیکن اس کو بھی خدا بدل سکتا ہے۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں۔ ﴿بحار انوار جلد 51 صفحہ 121﴾ یاد رکھو جو ہماری نسل کا قیام ہوگا۔ فرمایا کہ اس میں ایک صفت غیبت یوسفؑ کی ہوگی اور اس کی غیبت موسیٰؑ کی غیبت کے مانند بھی ہو سکتی ہے۔ موسیٰ کی غیبت کا واقعہ ہے کہ رات کے وقت موسیٰؑ اپنی بیوی کو لے کر جنگل سے گزر رہے تھے کہ دور کہیں آگ نظر آئی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ابھی آگ لے کر آتا ہوں۔ جب آگ لینے گئے تو وہاں خدا نے درخت کے ذریعے سے کلام کر کے حکم دیا کہ فرعون کے دربار میں جا کر اعلان نبوت کر دو اس وقت قوم موسیٰ فرعون کے بہت سے مظالم برداشت کر رہی تھی اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگ رہی تھی۔ لہذا موسیٰ کو راتوں رات غیبت ختم کرنے کا حکم ہوا جبکہ ایک رات پہلے ظہور موسیٰؑ کے کوئی آثار نہ تھے۔ امامؑ فرما رہے ہیں کہ غیبت مہدیؑ غیبت موسیٰ کی مثل ہو سکتی ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ ایک دن پہلے امام کے ظہور کے کوئی آثار نہ دکھائی دے رہے ہوں۔ صبح اٹھیں تو پتا چلے کہ راتوں رات ظہور ہو چکا ہے اور امامؑ ہمیں بلا رہے ہیں۔ کسی سفیانی

اور دجال کے آئے بغیر۔ لہذا اگر ہم بھرپور تیاری کر کے امامؑ کو دل سے مخلصانہ بلائیں تو امامؑ فوراً آسکتے ہیں۔ لیکن نہ ہی ہم تیاری کریں اور نہ ہی دعائیں مانگیں تو امامؑ ان نشانیوں کے بعد اپنے مقررہ وقت پر ہی آئیں گے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح امامؑ کو جلد از جلد بلائیں؟::

محمدؐ آل محمدؐ کا قول اور فعل ایک ہی ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک معصوم کا قول دوسرے کے قول یا ایک معصوم کا فعل دوسرے معصوم کے فعل کے الٹ ہوسکتا اولنا محمد اوسطنا محمد اخرنا محمد کلنا محمد

ایک صحابی کا واقعہ::

اس طرح ایک شخص چھٹے امامؑ کے پاس آکر کہتا ہے کہ میں نے آپ کے دادا آپ کے بابا اور اب آپ کا زمانہ گزار رہا ہوں۔ مولا آپ بزرگوں کا کلام ہے سب یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مجھے یہ تو یاد ہے کہ یہ حدیث یقیناً آپ ہی میں سے کسی ہستی کی ہے لیکن یہ یاد نہیں ہوتا کہ یہ حدیث آپ کی ہے یا آپ کے بابا کی یا آپ کے دادا کی ہے۔ امام نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی ایک کا بھی نام لے لو کیونکہ جو میں کہتا ہوں وہی ہوتا جو میرے بابا اور دادا نے کہا تھا۔ لہذا یہ کہ ہم جو اپنے امامؑ کو فوراً بلانا چاہتے ہیں۔ تو دیکھیں کہ پہلے کسی معصومؑ کیساتھ یہ واقعہ تو پیش نہیں آیا کہ کسی نے بلانا چاہا تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ ایک مرتبہ کسی نے ہمارے دسویں امام علی نقیؑ





سے پوچھا کہ آپ کا پوتا کس شان سے آئے گا۔ اس جواب میں یہ بھی فرمایا کہ اسکی شان یہ ہے۔ ھو صاحب دعوۃ النبو یہ وہ پوری حدیث جو ہر خطبہ جمعہ میں آپ سنتے ہیں۔ یعنی اس کا انداز نبیؐ کی طرح ہوگا اب دیکھیے کہ ہمارے نبیؐ کے سے مدینے گئے اور طائف والوں نے بلایا نہیں اپنی مرضی سے جس وقت مناسب سمجھا خود چلے گئے تبلیغ دین کرنے اور مدینے والوں نے بلایا۔ تو نبیؐ نے آنے کی شرائط لگائیں۔ اسی طرح اگر ہم امام کو نہ بلائیں تو امام اپنے وقت مقررہ پر آئیں گے۔ کم از کم تمام حتمی علامت کے پورا ہونے کے بعد لیکن اگر ہم امامؑ کو بلائیں تو امامؑ کچھ شرائط پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ نبیؐ کے دو بڑے ساتھی حضرت خدیجہ اور حضرت ابو طالبؑ فوت ہو جاتے ہیں اور مدینہ والوں کی دعوت کا زور بھی بڑھ جاتا ہے کہ اے نبیؐ ہماری جانیں آپ پر نثار لیکن نبیؐ فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے آپ کو اپنے خاندان والوں کو بدلو' پھر میں آؤں گا۔ لہذا ساتھ صحابی معصب کو مدینہ بھیجا۔ انہوں نے وہاں تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ پہلے سال نبی کو بلانے پانچ قبیلوں میں سے پانچ آدمی آئے۔ دوسرے سال چودہ اور تیسرے سال مدینے میں سے ہر قبیلے سے ایک نمائندہ یعنی کل 72 آدمی آئے اور نبی کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔ معصب نے بھی رپورٹ دی کہ یا نبی اب یہ لوگ اپنے آپ کو بدل چکے ہیں۔ آپکا بھرپور ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں۔ یہی طریقہ اس نبیؐ کے آخری پوتے کا ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو بدلیں گے۔ تب ہی امامؑ تشریف۔

لائیں گے اور اہل مدنیہ کس طرح بلائیں گے۔ تاریخ میں نظر آتا ہے اہل کوفہ کا حسینؑ کو بلانا۔ جب جناب مسلمؑ نے رپورٹ دی کہ 40 ہزار کوفی بیعت کر چکے ہیں۔ 18 ہزار خطوط آنے پر حسینؑ نے فورا نہیں رخ کیا بلکہ پہلے مسلم کو بھیجا جب انہوں نے رپورٹ پیش کی تو آئے۔ لہذا امام زمانہ کو بلانے کیلئے پہلے ہمیں اپنے آپکو بدلنا ہوگا۔ صدیوں سے ہم عجل اللہ کہہ رہے ہیں۔ گویا کوفہ اور مدنیہ والوں کی طرح دعوت دیں اور وفا نہ کرسکیں۔۔ وہ دعوت کہ جس کے ساتھ تیاری نہ ہو وہ دعوت دھوکہ ہے۔ اگر ہم کسی شخص کو بلائیں تو اس کیلئے پھل وغیرہ لے کر آتے ہیں۔ گھر کو یا کم از کم ڈرائنگ روم کو ضرور صاف کریں گے اور اگر ایسا ہم نہ کریں تو اس کا مطلب کہ ہم اسکو دل سے نہیں بلارہے۔

امام موسیٰؑ کاظم اور گانا::

14 سال امام کاظمؑ نے اس قید خانے میں گزار جس میں نہ تازہ ہوا جاتی ہے نہ سورج کی روشنی دیواریں اتنی تنگ ہیں کہ اگر کوئی لیٹنا چاہے تو ٹانگیں لمبی نہیں کرسکتا اور چھت اتنی نیچی ہے۔ کہ اگر کوئی سیدھا کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا نہیں ہوسکتا۔ بعض تکلیفیں سننے میں اتنی نہیں لگتیں لیکن اگر ہم آدھا گھنٹہ سر جھکا کر کھڑے رہیں تو پتا چل جائے گا۔ امام کی غذا کھولتا ہوا گرم پانی اور جو کی ایسی روٹی جس میں جو کم ہے مٹی پتھر اور کنکر زیادہ ہیں۔ اور چاہنے والا قید خانے میں امام کو ڈھونڈتا ہے تو امام نہیں بلکہ صرف ایک کپڑا نظر آتا ہے۔ سپاہی سے پوچھا





کہ میں نے امام سے ملنا ہے جواب دیا یہی تو تمہارا امام ہے جسے تم کپڑا سمجھ رہے ہو۔

ایک سپاہی امام کی عبادت وتقوی کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ آپ کا ماننے والا بن گیا۔ ہم ذرا سی تکلیف اور مشکل میں مبتلا ہوں تو پکار اٹھتے ہیں کہ خدایا تو نے مصائب سے بھری کس دنیا میں بھیج دیا۔ امام ایسی قدر مصیبتوں میں کہہ رہے ہیں الحمد اللہ رب العلمین خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے عبادت کیلئے گوشہ تنہائی عطا کیا۔ اس سپاہی نے امام کو اس قید خانے سے نکال کر بغداد کے ایک عالیشان مکان میں منتقل کیا۔ کھلا مکان بڑا کمرہ ٹہلنے کیلئے صحن تازہ ہوا یہ سپاہی امام کو منتقل کرلینے کے دو دن بعد آیا اور کہا۔ فرزند رسولؐ جس قدر میں کرسکتا تھا۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خطرے میں ڈال کر آپکو یہاں پہنچا دیا ہے۔ امام۔ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا؟ اس قید خانے سے زیادہ تکلیف میں میں یہاں ہوں۔ وہاں بھی جسمانی تکالیف تھی۔ لیکن روحانی لحاظ سے آرام تھا۔ یہاں جسمانی آرام ہے روحانی تکلیف ہے۔ پوچھا مولا آپکو یہاں روحانی تکلیف کیا ہے۔ فرمایا یہاں اردگرد کے مکانوں سے گانے کی آوازیں آتی ہیں۔ سپاہی نے کہا مولا ان کو بند کروانا میرے اختیار میں نہیں ہے فرمایا پھر مجھے واپس اسی قید خانے میں پہنچا دے۔

آج ہم کہتے ہیں عجل اللہ مولا جلدی ظہور کیجیے کس گھر والے بلا رہے ہیں؟

جس گھر میں 24 گھنٹے گانے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ یہ بلانا کیا بلانا ہے؟ بن بلائے مہمان کے ساتھ تو یہ سلوک ہو سکتا ہے کہ اس سے کھانا پانی بھی نہ پوچھیں لیکن جسکو عجل اللہ کہہ کر بلا رہے ہیں۔ تو کیا ہم نے اپنے گھر کو، اپنی اولاد کو ' اپنے خاندان والوں کو ایسا بنایا ہے کہ امام آئیں۔ روایت میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو رحمت کے فرشتے وہاں نہیں آتے۔ زراعت ' گلے کی حفاظت کرنیوالے اور شکاری کتے کو بھی گھر میں نہیں رکھنا چاہے۔ اس طرح جس گھر سے گانے کی آواز آتی ہے وہاں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ لہذا یہ بتایا کہ جتنی نجاست کتے کی ہے اتنی ہی نجاست گانے کی ہے۔ اور جس گھر میں رحمت کے فرشتے نہ آئیں تو اس گھر میں پاک ترین ہستیاں یعنی اہلبیت کہاں آئیں گے۔

## امام کیوں نہیں آتے؟::

اس لیے کہ ہم غافل ہیں بیدار نہیں ہیں آج تک ہمیں دنیا میں آقاؤں کا کوئی ایسا گھرانہ نظر نہیں آتا کہ جس کے ایک تہائی افراد نے ہم جیسے غلاموں کیلیے قربانی دی۔ پھر ہم سے کہا کہ اپنے آپکو بدلو۔ ویسے تو آل محمدؐ جیسی بلند ہستیوں کا حق تھا کہ وہ ہم سے کہتے پہلے تم بدلو پھر ہم آئیں گے آل محمد کا نور کیونکہ عرش سے فرش پر آیا اور تمام مصیبتیں جھیلیں ہماری ہدایت کیلیے لیکن اگر ہم پھر بھی انکی ہدایت پر عمل نہ کریں تو انکی ساری محنتیں برباد ہو جائیں گی۔





# ﴿عالم دین کا احترام﴾

اعتراض کرنا بڑا آسان ہے۔ جس کو اللہ نے زبان چلانے کی طاقت دی ہے۔ وہ اپنی زبان چلا کر چھوٹی سے چھوٹی بات بڑی سے بڑی بات پر بھی اعتراض کر سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ کا ایک واقعہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر تشریف لے گئے تھے اور خدا نے سوال کیا۔ اے موسیٰ تمہاری کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ ہم اسے پورا کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا خداوند بس ایک ہی خواہش ہے کہ لوگ بات سن کر نہیں مانتے چلو نہ مانیں۔ مجھے ان سے کوئی گلہ وشکوہ نہیں بس میں اتنا چاہتا ہوں کہ کوئی میری بات سن کر بلا وجہ مجھ پر اعتراض نہ کرے۔ انگلیاں نہ اٹھائے جواب ملا۔ اے موسیٰ! تم نے اپنے لئے ایک ایسی دعا مانگی کہ جسے میں اپنے لئے بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ میں تمہیں اعتراض سے کیوں بچاؤں کہ میں نے اپنی ذات کو بھی دنیا والوں کے اعتراض سے نہیں بچایا ہے۔ اعتراض کرنے والے تو خدا پر بھی اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں۔ تو اور کوئی اس بات پر اعتراض کر دے کہ ذہنوں کو خراب کیا جا رہا ہے۔ چھوٹے بچوں کے ذہنوں میں ایسی باتیں بٹھائی جا رہی ہیں کہ جس

کی وجہ سے ان کے گمراہ ہونے کا امکان ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ کوئی خدا، رسولؐ اور امام کو یکسر نظر انداز کرنا چاہے اور انکے احکامات کو نظر انداز کرنا چاہے۔ لیکن حکم خدا یہی ہے کہ حکم رسولؐ یہی ہے حکم امام یہی ہے کہ شرم و حیا دین کا لازمی جزو ہے۔ ﴿لا دین لمن لاحیاء له﴾ ۔اسکے پاس دین ہی موجود نہیں جسکے پاس شرم و حیا کا تصور موجود نہیں۔ لیکن یہ بھی شریعت کا سوال ہے کہ جس نے فقہ کا مسئلہ سیکھتے وقت شرم کی اس نے فعل حرام اور گناہ کبیرہ کیا۔ یہ تو ایک باپ کی ذمہ داری ہے کہ جب اس کا بیٹا بالغ ہو اور آج بارہ اور تیرہ سال میں لڑکا بالغ ہو جاتا ہے تو اس کو وہ تمام مسائل پتہ ہونے چاہیے جو ہم چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔ یہ توضیح المسائل لکھی گئی ہے ان کیلئے جو بالغ ہو رہے ہیں۔ تو اس وقت انہیں تمام مسئلے یاد ہونا چاہیے کہ جو انکے کام آسکتے ہیں پوری زندگی میں وضو، غسل اور نماز کے مسئلے یاد ہونا چاہیے کہ جوان کے کام آسکتے ہیں پوری زندگی میں وضو، غسل اور نماز نکاح اور طلاق کے مسئلے چہ جائیکہ جوان مسئلوں کو بتا رہا ہے اس پر اعتراض کیا جائے ایک تو باپ اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ ٹھیک ہے اس کی تعریف نہ کریں۔ اس کی حوصلہ افزائی نہ کریں مگر اعتراض بھی نہ کریں۔ لیکن نہیں ہمارے ہاں لوگوں کو ہر بات پر اعتراض کرنے کا شوق ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ شادی سے ایک ہفتہ پہلے مسئلہ پتا چلتا ہے تو اگر آج یہ مسئلہ نہ بتایا جائے تو کیا وہی صورت حال ہوگی جو شادی کے بیس سال بعد





مسئلہ معلوم ہونے والے کی ہوتی تھی۔ بعض اوقات شیطان مومن کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے شیطان کو یہی تو پسند ہے کہ اس قسم کے مسائل نہ بتائے جائیں تا کہ یہ گناہ بڑھتا چلا جائے۔ نسل مومن کی یہاں یہ فکر ہے کہ اگر کوئی عالم دین، بہر حال ہم تو عالم دین نہیں ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ بتانے کی حیثیت سے واجبات کی تعلیم دے تو اس کی بات سننے کو تیار نہیں ہوتے۔

## ایران عراق لبنان میں علماء کی اہمیت::

دوسری طرف ایران کا وہ ماحول ہے کہ وہاں پر صاف طور پر آپ کو یہ مناظر دکھائی دیں گے راستہ چلتے ہوئے کسی چوک پر کوئی عالم دین کھڑا ہو گیا اور کسی کے پوچھنے پر اس نے مسئلے بتانا شروع کر دیے۔ حیض کے مسئلے، نفاس کے مسئلے، صحبت کے مسئلے، نہ کسی کو کوئی اعتراض، نہ کوئی انگلیاں اٹھاتا ہے بلکہ لوگ خوش ہوتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہم اپنے بیٹے کو کیسے بتاتے کہ غسل جنابت کب واجب ہوتا ہے اور کس طرح کیا جاتا ہے اور ہم نہ بتائیں گناہ گار باپ۔ باپ کو گردن سے پکڑا جائے گا اور جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا۔ تو وہاں تو لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے بیٹے کو بتائیں کہ کس عورت سے نکاح حرام اور کس سے حلال۔ اور یہاں لوگ اس بات پر ناراض ہوتے ہیں اور یہ لوگ اسی بات پر خوش ہیں کہ ہماری اولاد حرام کرتی رہے اور کوئی اس حرام پر نہ ٹوکے۔ اور جب کسی قوم کے والدین ایسے ہو جائیں تو اس قوم کا خدا ہی حافظ ہے۔ ایران

ہو یا عراق ہو یا لبنان وہاں کے لوگوں نے اپنی عزت کو بہت حد تک بچا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کوئی مسئلہ حل کروانا ہوتا ہے تو وہ عالم کے دروازے پر آتی ہے۔ ایران و عراق و لبنان کی تاریخ گواہ ہے کہ بڑے سے بڑا مسئلہ ہو عالم کو حکومت کے دروازے پر نہیں جانا پڑتا۔ ایران، عراق، کویت، لبنان، شام و افغانستان ان تمام ممالک میں عالم کا ایک مقام ہوتا ہے۔ پاکستان کی طرح نہیں کہ عالم کا کام صرف استخارہ دیکھنا ہو یا تعویذ دیکھنا ہو یا مردے کی تلقین پڑھانا ہو اور بس اللہ اللہ خیر سے اللہ۔ اس کے علاوہ کوئی کام عالم کا ہوتا ہی نہیں وہاں عالم اس کو نہیں کہتے جو خالی استخارہ دیکھا کرے۔۔۔۔صرف تلقین پڑھا کرے۔

دعا اور تعویز بتانیوا!! عالم نہیں ہوا کرتا۔ وہاں پر عالم وہ ہوتا ہے جو لوگوں کی روحانی سربراہی کرتا ہے اور دلوں کو زیادہ سے زیادہ آگے کی جانب لے جاتا ہے۔ اتنا اعتماد ہوتا ہے عالم کو اپنے اوپر اور اپنی قوم پر کہ حکومت بڑی سے بڑی پیش کش کرے۔ عالم انتہائی حقارت کے ساتھ اس کو ٹھکرا دیتا ہے۔ تو وہاں کا ماحول کیا ہے۔ یہ ہم آپ کو بتا دیں تا کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ہمارے اندر کیا کمی اور خرابی ہے۔ درحقیقت اس کا بڑا تعلق اجتہاد سے ہے۔ مجتہد بننے کیلئے یا اجتہاد کے مقام تک پہنچنے کیلئے تین مرحلے ہیں پہلے مرحلہ مقدمات۔ دوسرے درجے کو سطحیات اور تیسرے کو درس خارج۔ ہمارے یہاں مجتہدین کے فتوئی پر بڑے





آسانی کے ساتھ اعتراض کر دیا جاتا ہے کہ یہ عالم نے کیسے فتوئی دے دیا۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ عالم گھر میں بیٹھے بیٹھے حقے کا یا سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے، جو اس کے ذہن میں آتا ہے ٹھوک دیتا ہے اور وہ اس کا فتوئی بن جاتا ہے۔ اگلے دن حقے کا دوسرا کش لیا ذہن میں کوئی اور خیال آیا تو پہلے فتوے کو cancel کر کے دوسرا فتوئی صادر کر دیا۔ معاذ اللہ جیسے وہ کسی نشے میں آ کر فتوئی دیا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں پتہ ہے کہ اس فتوے میں کیا خرابی ہے ہمارا اپنا خیال تو یہی ہوتا ہے۔ سود کے مسئلے میں ہم اعتراض کرتے نہیں کہ فلاں مجتہد نے سود حلال قرار دے دیا۔ Film یا گانے کے مسئلے پر ہم اس طرح اعترض کرے ہیں کہ جیسے ہمیں آقائے خوئی سے زیادہ معلوم ہے کہ گانا کسے کہتے ہیں اور Film کسے کہتے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ فتوئی دینے کا طریقہ کیا ہے تو ہماری زبان اس طرح نہ کھلتی۔ اس لئے ایران کا صحیح، مومن ایران کے اندر بھی بہت زیادہ جدید تعلیم پائے ہوئے اور جدید ذہن رکھنے والے مومنین ہیں۔ ایسے مومن کہ ہمارا جدید سے جدید اور باغی سے باغی شخص بھی اس سے کئی گنا پیچھے ہوتا ہے۔ لیکن جو وہاں کا حقیقی مومن ہے وہ جانتا ہے کہ ایک مجتہد کس طریقے سے فتوئی دیتا ہے۔

## مجتہد کے فتوی دینے کا طریقہ::

اسی طریقے کا نام ہے درس خارج جو مسجد میں دیا جاتا ہے یا مدرسے میں۔ طریقہ یہ

ہوتا ہے کہ ایک منبر ہوتا ہے عالم اس منبر پر آجاتا ہے۔ اور درس دیتا ہے درس کے بعد پہلے یہ بتاتا ہے کہ میں نے اس مسئلہ کا کیا فتویٰ دیا ہے فرض کریں کہ مسئلہ یہ ہے کہ وضو میں چہرہ کس طرح دھویا جائے۔ اور ہر مجتہد بتاتا ہے کہ میرا فتویٰ یہ ہے کہ پیشانی کے بالوں کے اگنے والی جگہ سے ٹھوڑی تک چہرہ دھویا جائے۔ اب اسکے بعد اس کو اپنا فتویٰ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے کہاں سے یہ فتویٰ دیا قرآن کی آیت بتاے، احادیث بتاے اس مسئلے کے متعلق۔ اور اگر احادیث میں اختلاف ہے۔ کوئی حدیث کچھ اور کہ رہی ہے۔ تو یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے ایک حدیث کو کیوں چھوڑا۔ پہلی والی حدیث میں کیا کمی تھی۔ کیا خرابی اور کیا خامی تھی۔ عالم اس کو ثابت کرتا ہے اس کے بعد جتنے بڑے بڑے مجتہدین گزرے مثلاً۔ شیخ طوسی، علامہ حلی، مقدس اردبیلی، شہید اول، شہید ثانی، کاشف الغطاء، شیخ مرتضیٰ انصاری، بحر العلوم، ان سب کے فتوے بتائے جاتے ہیں کہ اس مسئلے میں ان کا کیا فتویٰ ان کا وہی فتویٰ ہو جو اس عالم کا فتویٰ ہے تو ٹھیک۔ اور اگر ان کا فتویٰ کچھ اور تھا اور اس عالم کا فتویٰ کچھ اور ہے تو اب یہ عالم بتاتا ہے کہ میں نے ان کے فتوے سے ہٹ کر یہ فتویٰ کیوں دیا۔ جب اتنے مراحل سے فتویٰ دیا جاہلوں کے سامنے نہیں بلکہ مسجد بھری ہوئی ہے، 400، 500، 700 مجتہدین ہیں ان میں سے تقریباً ہر ایک اعتراض کرتا ہے اور ہر ایک کے اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ نہیں تمہاری بات میں یہ غلطی ہے اور تمہاری بات میں یہ غلطی۔ اتنی چھان بین کے بعد صرف ایک مسئلہ وجود میں آتا ہے۔ اور وہ کتاب میں چھپ جاتا ہے۔ تو اگر مسائل اسطرح دئے جاتے ہیں کہ جس طرح ہم سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہر حرام کو حلال مجتہدین سے بنوالو۔ تو کیا یہ نیچے بیٹھنے والے بھی سارے کے سارے جاہل





اور احمق ہوتے ہیں کہ انکے سامنے اتنی بڑی غلطی کی جارہی ہے۔ اور جبکہ وہاں تو ہر ایک دوسرے کو شکست دینا چاہتا ہے۔ تو وہاں انکے سامنے اتنی بڑی غلطی کی جا رہی ہو اور وہ خاموش رہیں یہ ناممکن ہے۔ تو اتنی تحقیق کے بعد فتویٰ سامنے آتا ہے۔ اسی درس کو درس خارج کہتے ہیں۔ اور جو اس کے اندر شریک ہو جائے تو وہ بعد میں مقام اجتہاد تک پہنچتا ہے۔

## علمی درجات کے لحاظ سے علماء کے القاب::

پوری دنیا میں علماء کی کئی catagaries ہیں۔ ایک عام عالم، درمیانہ عالم حجۃ الاسلام کہلاتا ہے۔ اور ایک عالم جب مجتہد بن جاتا ہے تو وہ آیۃ اللہ قرار پاتا ہے۔ لیکن مجتہد بننے کا مقصد یہ نہیں کہ لوگ اس کی تقلید کر سکیں بلکہ مجتہد بننے کا مطلب یہ ہے کہ یہ خود مجتہد ہے اور دوسروں پر اس کی تقلید کرنا حرام ہے۔ اور جب وہ اتنا بڑا مجتہد بن جاتا ہے کہ لوگ اب اسکی تقلید کرنے لگیں تو وہ مرجع قرار پاتا ہے اور جب وہ ان مجتہدین میں اس مقام تک پہنچ جائے کہ اس کے بارے میں شک ہونے لگے کہ شاید یہ سب سے بڑا مجتہد ہے یعنی اعلم ہے تو اس وقت آیۃ اللہ العظمیٰ کہلاتا ہے۔ جیسے خمینی، آقائے شریعت مدار، اقائے مرعشی، آقائے شیرازی

**علماء کا معاشی نظام ::** یہ مجتہدین نہ نکاح اور مجلس کے پیسوں پر زندگی گزارتے ہیں نہ نظر و نیاز کے پیسے انہیں دئے جاتے ہیں اور عراق و ایران میں

تو وہ رواج بھی نہیں جو پاکستان کے اکثر علاقوں میں آپ کو ملے گا۔ کہ رات کی بچی کھچی روٹیاں جمع کر کے مسجد کے مولوی صاحب کو پہنچا دی گئیں۔ بلکہ ایران و عراق میں چھوٹے سے چھوٹا عالم اس position میں ہوتا ہے کہ دوسروں کو بھر بھر کر دے۔ ہر ایک کا ایک مسافر خانہ ہوتا ہے۔ جہاں دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمان رہتے ہیں اور عالم کے خرچے پر زندگی گزارتے ہیں ہماری آج گفتگو یہ ہے کہ عالم کے پاس اتنی دولت آئی کہاں سے ہے یہ یاد رکھئے کہ جب تک عالم کو بلکہ عالم ہی نہیں بلکہ دنیا کا ہر فرد، جب تک اس کو یہ ذہنی سکون نہیں ہو گا کہ میں کس طرح سے اپنے گھر والوں کی روٹی کا انتظام کروں۔

## علماء حقہ کی مالی حالت::

کراچی کا واقعہ ہے ایک عالم دین جو نماز پڑھایا کرتے تھے میرا مقصد یہ نہیں کہ علماء کی توہین کروں۔ کیونکہ مقصد آپ کے سامنے وہ تصویر پیش کرنا ہے کہ ہم میں اور ایران و اعراق کی عوام میں کیا فرق ہے۔ وہ عالم دین نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔نماز جمعہ کے بارے میں آپ کو علم ہو گا کہ پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ جمعہ اور دوسری میں سورۃ منافقون کا پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ اگر کوئی بھی سورہ پڑھ لیا جائے تو کافی ہے۔لیکن بہت سے لوگ بہتر سمجھتے ہیں کہ سورہ جمعہ ہی پڑھا جائے۔ وہ عالم دین جب کبھی نماز جمعہ پڑھاتے تھے تو ہمیشہ سورہ جمعہ اور سورۃ منفقون کے بدلے میں قل ھواللہ اور انا انزلناہ پڑھا





کرتے تھے لوگوں نے ایک مرتبہ دیکھا۔ دو مرتبہ دیکھا تین مرتبہ دیکھا جب چار و پانچ مرتبہ وہی ہوا تو منتظمین مسجد نے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ ہر جگہ تو سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھایا جاتا ہے آپ وہ مختصر سورتیں پڑھا دیتے ہیں کہ لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا کہ نماز جمعہ ہو گئی۔ آپ لمبا سورہ کیوں نہیں پڑھاتے۔ آپ عالم دین ہیں ٹھیک ہے کہ وہ واجب نہیں لیکن لوگ تو مطمئن ہو جائیں گے۔ ان کا جواب یہ تھا کہ ہر جمعے کو یہ سورتیں یاد کر کے آتا ہوں لیکن جس وقت مصلے کے اوپر کھڑا ہوتا ہوں اور میرے ذہن میں یہ گھوم رہا ہوتا ہے کہ گھر میں تیسرا یا چوتھا فاقہ ہے اور ابھی پلٹ کر گھر جاؤں گا اور میرے بچے کھانا طلب کریں گے تو میں انہیں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت میرے جسم پر ایسی کپکپی طاری ہوتی ہے کہ میں یاد کیا ہوا سورہ بھول جاتا ہوں۔ مجبوراً اس چھوٹے سورہ سے اپنا کام چلاتا ہوں۔ شہر کراچی اتنا مالدار شہر جہاں بڑے بڑے سرمایہ دار قسم کے لوگ موجود ہیں اسی شہر میں ایک ایسے عالم کی کہ جو آئمہ جمعہ و جماعت ہے، اس کی یہ حالت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایران، عراق، لبنان، کویت یا شام میں ایک عالم کسی کی امداد کا محتاج نہیں بلکہ لوگوں کو بھر بھر کر امداد کرتا ہے تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وہاں کا نظام کونسی ایسی اعلیٰ خوبیاں رکھتا ہے جسکی وجہ سے وہاں کے عالم کی یہ حالت۔ تو ایران و عراق کے اندر تین ایسی باتیں ہیں کہ جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے علماء کو اتنا مضبوط کر دیا کہ وہ حکومت سے بھی ٹکرا سکتے ہیں بلکہ اتنے اعتماد سے ٹکرا سکتے ہیں کہ حکومت شہنشاہ ایران نے آقائے خمینیؒ سے کہا کہ آپ ایران چھوڑ کر چلے جائیں میں آپ کو دس لاکھ تومان دوں گا

تو امام خمینیؒ نے پلٹ کر یہی جواب دیا کہ تم ایران چھوڑ کر چلے جاؤ تو میں تمہیں پچیس لاکھ پونڈ دوں گا۔ تو پھر شاہ نے بعد میں سوال کیا کہ آپ اتنی دولت کہاں سے لے کر آئیں گے تو فرمایا کہ میں ایران کے ہر شہر میں ایک ڈبہ رکھ دوں گا۔ اور لوگوں میں اعلان کر دوں گا کہ جس جس پر شاہ نے ظلم کیا ہے وہ ایک ایک روپیہ اس کے اندر ڈال دے۔ تو مجھے یقین ہے کہ اتنے تو نے مظالم کیے ہیں۔ کہ پچیس لاکھ پونڈ چند لمحوں کے اندر اندر جمع ہو جائیں گے۔ اور جدید ایران کے اندر جب امام خمینی نے اپیل کی تھی بے گھر لوگوں کو مکان دینے کیلئے تو اس وقت یہی چیز سامنے آئی تھی۔ تو ایران وعراق میں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں اگر کوئی خاندان امیر اور خوشحال ہوتا ہے چار یا پانچ یا چھ کمانے والے ہوتے ہیں تو وہ اپنے ایک بیٹے کو ہمیشہ علم دین کی لائن پر لگا دیتے ہیں۔ اسے مجتہد بننے کی اجازت دیتے ہیں اور اس کا خرچہ خاندان والے خود برداشت کرتے ہیں تا کہ اسے نہ مجلس کے ہدیہ کی ضرورت پڑے نہ نکاح کے ہدیہ یا استخارے کے پیسے کی ضرورت پڑے نہ تعویذ کے ہدیہ میں پیسے لینے کی ضرورت پڑے اور وہ کسی کے سامنے نگاہیں نیچے کر کے بات نہ کرے بلکہ حکومت وقت سے بھی ٹکرانے کیلئے تیار ہو جائے۔ دوسری چیز یہ کہ ایران کے ہر شہر کے اندر کچھ زمینیں ہیں اوقاف کی جنکی آمدنی علماء کے پاس جاتی ہے۔

## ایرانی عوام کا خمس کا پابند ہونا::

اور سب سے اہم چیز جس کا پیغام آپ کو دینا ہے۔ اور جس پر اگر آپ عمل کریں تو آپ کے پاس بھی ایسے عالم ہوں گے جیسے ایران، لبنان اور کویت کے اندر موجود





ہیں اور وہ ہے خمس وزکوۃ کی پابندی۔ ایران کے اندر ایک شہر جہاں گناہوں کی کثرت تھی کہ لوگوں کو ایران کا شہر تہران دیکھ کر لندن اور پیرس کی یاد بھی ذہن سے نکل جاتی تھی وہاں دوسری طرف ایمان کا جذبہ تھا کہ اگر جوتے گانٹھنے والے موچی ہوں تو وہ بھی اپنے مال سے خمس ضرور نکالتے ہیں اور کوئی شخص یہ بہانا نہیں بناتا کہ مجھ پر خمس معاف ہے۔ اور جیسے کہ امام خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ میں لکھا کہ سڑک پر جھاڑو لگانیوالا جمع دار بھی اپنا خمس ضرور نکالتا ہے اور نکال کر مجتہدین کرام تک پہنچاتا ہے۔ خمس کی آمدنی اس کا ہلکا سا اندازہ آپ اس چیز سے لگا سکتے ہیں کہ خمس جو بیس فی صد ہوا کرتا ہے سال کے اخراجات میں سے جو بچ جائے آمدنی۔ تو ہماری تین کروڑ کی قوم نکالنے لگے، ایران کی وہ شیعہ قوم جو تین کروڑ سے کم ہے صرف خمس نکالنے کا یہ نتیجہ انقلاب کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اب جبکہ ان کی آبادی ہم سے کم ہے اور غربت بھی بہت ہے چوبیں بڑے بڑے شہروں کو نہ دیکھیں۔ ایران کی مجموعی مالی حالت پاکستانی شیعہ قوم سے اگر خراب نہیں تو اچھی بھی نہیں۔ تو اگر ہم اپنا خمس نکالنے لگیں۔ اور نکالنے کے بعد بغیر کسی اعتراض کے مجتہد کے نمائندے تک پہنچائیں تو یہ تبدیلی ہمارے ہاں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ ایران کی سب سے بڑی صنعت تیل کی صنعت ہے۔ جب شاہ ایران نے تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ آقائے خمینی کے پاس ذاتی دولت کون سی ہے؟ یقیناً خمس کی دولت ہے جو اتنی کثیر تعداد میں آئی ہے کہ پوری پوری متوازی حکومت چل سکتی ہے اس دولت کے ذریعے تو کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اعتراض کرنا تو بڑا آسان ہے کہ ہمارے ہاں اس معیار کا

کوئی عالم نہیں جس طرح ایران میں ہے۔ مگر کیسے اس معیار کا عالم بنے۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہ ہو کہ مجتہد بننے کیلئے ایک غیر عرب طالب علم کو کم از کم پچیس سے تیس سال تک لگے ہیں اور یہاں حالت یہ ہے بقول شخص بچہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوا کہ اس سے والدین یہ تمنا کرنے لگے ہیں کہ یہ کہیں سے کمائی کرنے لگے اور ہمارے بوجھ کو ہٹائے۔ تو کون والدین اپنے بچے کو تیس سال تک پڑھنے کیلئے یعنی چالیس سال کی عمر تک اسے تعلیم کیلئے وقف کئے رہے اور پھر وہ مجتہد بنے۔ یقیناً آج اس ماحول میں کوئی اس پر تیار نہیں ہوگا۔ ایران میں والدین کیوں راضی ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہیں پتہ ہے کہ اگر ہمارا بچہ buisnismen بن گیا تو اس کی اتنی آمدی نہیں ہوگی۔ ہمارا بچہ اگر کسی Office میں ملازمت کرے گا تو اتنی اچھی زندگی نہیں گزارے گا جتنی اچھی زندگی امام کے راستے میں محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے صرف اس لئے کہ وہاں کا ہر مومن خمس نکالتا ہے۔ اور نکال کر بھول جاتا ہے کہ میں نے خمس کس کو دیا آج تک کسی مجتہد پر یہ الزام نہیں لگا کہ انھوں نے خمس کے پیسے خورد برد کئے ہوں۔ ہر ایک کو اعتماد ہے کہ عالم پیسہ وہیں خرچ کرے گا جو امام کی رضا ور خوشنودی کے عین مطابق ہوگی۔ ہم پیسہ دے کر اپنی مرضی نہیں ٹھونس سکتے۔ اگر ہم نے پیسے دے کر اپنی مرضی کروانا چاہی تو ہم نے خمس نہیں دیا بلکہ وہ شریعت اسلام کے مطابق عطیہ اور چندہ کہلائے گا۔ شریعت چندہ نہیں طلب کر رہی بلکہ وہ شریعت اسلام اپنا واجب حق طلب کر رہی ہے۔ اور ایران میں جو طویل عرصے سے تحریکیں چل رہی تھیں ان تمام تحریکوں کو چلانے والے علماء کرام تھے علماء





نے بڑے مصائب برداشت کئے۔ 1911 کے اندر جب فوجیں ایران کے اندر داخل ہوئیں تھیں تو امام رضاؑ کے روضہ اقدس پر گولہ باری کروائی گئی تھی۔ اور ایک مجتہد کو چوک پر پھانسی دی گئی تھی۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ تحریک چل رہی تھی اور اسی وقت سے مظالم کا آغاز تھا۔ اور خدا نے بدلہ بھی کتنی جلدی دیا کہ 1917ء میں روس کی ظالم ترین حکومت میں انقلاب آیا اور اس سلطنت ملیہ میٹ ہوگی۔ اور وہیں کے ایک عالم یہاں پاکستان میں تشریف لائے تھے شیخ حروی تہرانی اور انکے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ علامہ اقبال، وہ علامہ اقبال کہ جنکے بارے میں یہ claim کیا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کا تصور پیش کیا۔ جوانی، آپکے علم میں ہے بڑی رنگین جوانی گزاری تھی بڑی محبت اصحاب سے، چار یاروں سے۔ لیکن اس کے بعد کی زندگی محبّ اہلبیتؑ میں نظر آتی ہے اور بڑی پاکیزہ زندگی نظر آتی ہے یہ صرف ایک ایرانی عالم دین شیخ حروی تہرانی کا اثر ہے انہوں نے ہی اقبال کی زندگی میں انقلاب برپا کیا۔ کس طرح سے محبت اہلبیتؑ کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے کہ آج اقبال کی شاعری میں محبت اہلبیتؑ کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اب کہ کس طرح ہمارے علمائے مجتہدین خمس کو خرچ کرتے ہیں۔

### آقائے محمد شیرازی کے انقلابات::

سید محمد شیرازی یہ کربلا کے ایک نوجوان مجتہد تھے یہ آقائے خوئی کا ایک اعجاز سمجھا گیا ہے کہ دنیا میں اس وقت جتنے بھی مجتہدین ہیں سوائے چند کے باقی سارے آقائے خوئی کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آقائے شیرازی اس قسم کے

خیالات کے بڑے خلاف تھے کہ ہر چیز کو حرام قرار دئے جاؤ اور کوئی حلال متبادل نہ رکھو۔ جیسے کہ ہمارے یہاں کچھ لوگوں کا طریقہ یہ کہ فلم حرام، تھیٹر حرام، T V حرام، ریڈیو حرام، اخبار حرام، ڈائجسٹ حرام، رسالے حرام، زندگی حرام، ہر چیز حرام ہی حرام۔ اس کے بدلے کوئی متبادل انتظام کیا جائے کہ انسان زندگی گزارے تو کس طرح سے گزارے۔ آقائے شیرازی نے ۔۔۔ کہ یقیناً حرام چیزیں حرام ہے فلم کچھ حالت میں حرام ہے TV بھی کچھ حالت میں حرام ہے۔ ریڈیو بھی کچھ حالت میں حرام اور ڈائجسٹ بھی بعض حالت میں حرام۔ لیکن مومن کا دل بھی تو تفریح کرنے کو کرتا ہے اسے کوئی ایسی چیز تو دی جائے کہ جسکے ساتھ وہ تفریح کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے پہلی مرتبہ کربلائے معلیٰ کے اندر باقاعدہ ایک تھیٹر کا افتتاح کیا۔ یہاں تھیٹر کا لفظ استعمال کر کے تو دیکھیں لوگ بگڑ جاتے ہیں کہ یہ مقدس ممبر ہے اور وہاں سے آپ نے تھیٹر جیسا ناپاک لفظ استعمال کر لیا۔ تو اس تھیٹر میں جس میں انہوں نے، خود producer بن کر کچھ ڈرامے تیار کروائے اور وہ ڈرامے حلال ڈرامے، پاک ڈرامے تفریح کی تفریح تبلیغ کی تبلیغ۔ عراق اور ایران کے علماء اور یہاں پاکستان کے عوام میں ایک بڑا اختلاف اس بات کا بھی ہے کہ ہمارے یہاں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی شخص رسولؐ کی یا امامؑ کی شبیہ بنے لیکن ایران و عراق کے علماء اس چیز میں کوئی حرج نہیں سمجھتے چنانچہ ایسے ڈرامے





بھی دکھائے گئے جس میں پیغمبرؐ کے یا امیر المومنین کے حالت پیش کئے گئے اور انکا کردار ادا کرنے کیلئے اور شبیہ بننے کیلئے افراد فراہم کئے گئے جو سارے کے سارے دینی مدارس کے طلباء تھے۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوششیں یہ تھی کہ انہوں نے باقاعدہ پارک بنوایا کہ جس میں لوگ تفریح کیلئے آ سکیں۔ Swimming pool بھی ہے کچھ جھولے بھی ہیں اس کے علاوہ کچھ اور کھیل کی چیزیں بھی ہیں تا کہ بچے آ کر اس میں اپنا وقت گزاریں۔ اس پارک میں داخلے کا ٹکٹ بھی رکھا گیا لیکن کیا ٹکٹ رکھا۔ کہ جیسے ہی آپ پارک میں داخل ہونگے۔ وہاں پر ایک منبر ہے۔ اور آٹھ آٹھ صفحوں کے دینی کتب وہاں پر رکھے ہیں۔ کسی بھی موضوع پر آٹھ یا دس صفحوں کا کتابچہ آٹھائے وہاں پر رکھئے اور 2،4،5 منٹ میں اسے پڑھئے۔ یہی اس پارک کے استعمال کرنے کی فیس ہے۔ اس چھوٹے سے کارنامے نے لوگوں کے ذہنوں کو بدل ڈالا۔ تیسری کوشش کہ جس کی وجہ سے حکومت ان کی بہت زیادہ دشمن ہو گئی وہ یہ کہ کربلا معلیٰ میں تعلیمات کی نگران ایک عورت تھی۔ آقائے شیرازی کی کوشش یہ تھی کہ کربلا میں جو سرکاری اسکولز ہیں۔ ان سکولوں میں کس طرح سے صحیح دینیات کی کتابیں پہنچا دی جائیں۔ چنانچہ وہاں کی تعلیمات کی نگران جو کہ ایک عورت تھی۔ اس عورت کی بیٹی سے اپنے بھائی کی شادی کروا دی۔ اور شادی کا رشتہ قائم ہونے کے بعد بھائی کے ذریعے سے کربلا کے سکولوں میں صحیح

شیعہ دینیات کو داخل کروایا۔ تھوڑے عرصے تک تو یہ سلسلہ چلا۔ اور اس تھوڑے عرصے کے سلسلے ہی نے کافی فائدہ پہنچایا۔ البتہ بعد میں جب یہ اطلاع اوپر تک گئی۔ تو حکومت عراق نے آپ کے خلاف شدید کاروایاں شروع کر دیں۔

اس کے بعد آپ نے یہ کوششیں شروع کر دی کہ کربلا کے اندر اپنا چھوٹا سا ایک ریڈیو سٹیشن قائم کریں۔ اور وہاں سے دینی پروگرام نشر کئے جائیں۔ اور اسی دور میں انقلاب آیا ور آقائے شیرازی اور آقائے مہدی الحکیم کے قتل کے احکامات صادر ہوئے اور دونوں وہاں سے ہجرت کر کے کویت میں پہنچے۔ تو یہ چالیس سال کا ایک عالم ہے۔ ہمارے ہاں جو عالم کا ایک تصور ہے کہ بڑا سوکھا سہا، دنیا کی چیز کو نفرت سے دیکھنے والا، پھٹے پرانے پیوند لگے کپڑے پہننے والا، سر سے پیر تک گرد و غبار میں لپٹا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپکو بہت بڑا اور مقدس عالم کہلاتا ہے۔ یہ تصور ہم نے اس لئے قائم کیا تا کہ عالم کو ہمیں کچھ دینا نہ پڑے اور آسانی سے جان چھوٹ جائے کہ عالم کا خرچہ کیا ہوتا ہے ایک جوڑا بنا دو۔ اسی کے اندر وہ پیدا بھی ہو جائے اور وہی اس کا کفن بھی ہو جائے اور کام چل جائے۔ آقائے شیرازی کی طرح ہی کے علماء کی بے شمار مثالیں ہیں۔ ایران کے اندر بٹن دبانے سے انقلاب نہیں آیا۔ اسی قسم کی تبدیلیاں لائی گئیں۔ اسی قسم کے کارنامے انجام دئے گئے۔ کیا آج پاکستان میں کوئی عالم اس قابل ہے کہ اگر وہ شیعوں کا تفریحی پارک کھولنا چاہے تو کھول سکے۔۔ آج قصور عالم کا نہیں





ہے بلکہ ان سرمایا داروں کا ہے جنکے پاس لاکھوں روپے جمع ہیں اور وہ اپنی عیاشیوں میں اسی پیسے کو اڑانے کیلئے تیار ہیں یا اپنے نام کو ظاہر کرنے کیلئے کہ اتنا عطیہ دیا، اتنا عطیہ دیا مجالس میں لیکن کسی عالم کو خمس کے نام سے صحیح پیسہ دینے کو تیار نہیں۔ سو سال پہلے کا واقعہ آقائے مرزا محمد شیرازی۔ ایران میں نہیں سامرہ سے فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ ایران کی حکومت نے برطانیہ سے تمباکو فروخت کرنے کا جو معاہدہ کیا ہے یہ خلاف شریعت ہے چنانچہ کوئی ایرانی تمباکو استعمال نہ کرے۔ برطانیہ نے ایران سے تمباکو خریدنے کا معاہدہ کیا۔ آقائے محمد شیرازی کے علم میں تھا کہ برطانیہ نے دنیا کے جس ملک پر قبضہ کیا تجارت کے بہانے کیا۔ اگر یہ معاہدہ کامیاب ہو گیا تو برطانیہ کا ایران پر مکمل تسلط ہو جائے گا جس طرح ہندوستان پر ہوا تھا۔ اس فتوے کا نتیجہ یہ نکلا کہ برطانیہ سے جہاز بھر بھر کر آتے ایران کی دوکانوں میں تمباکو کی چیزیں پہنچیں لیکن ایک ایرانی نے تمباکو کی ایک چیز نہ خریدی۔ کہنا بڑا آسان ہے۔ لیکن جسکو تمباکو یا کسی اور نشہ کی عادت پڑ چکی ہو ان سے کہا جائے کہ چھوڑ دو تو کوئی فوراً نہیں چھوڑتا اور نہ چھوڑنے کو تیار نظر آتا ہے۔ یہ یا تو ہمیں پیغمبرؐ کے زمانے میں نظر آیا یا آقائے شیرازی کے زمانے میں ایران کے مومنین نے ثابت کیا۔ کسی سے پوچھئے کہ کیوں نہیں خرید رہے ہے تو کہے گا کہ ہمارے مجتہد نے تمباکو کا استعمال حرام قرار دیا ہے کسی نے پلٹ کر یہ نہیں کہا کہ یہ مجتہد بھی عجیب ہوتے ہیں کل تک حلال تھا آج

حرام ہوگیا۔کل تک خود بھی پی رہے تھے۔آج خود بھی چھوڑا اور ہمیں بھی چھڑوا دیا۔ پاکستان کا کوئی مومن ہوتا تو یہی کہتا کہ کل تک حلال تھا آج حرام کیسے ہو گیا؟ یہ مجتہد کے ہاتھ کی مرضی ہوتی ہے کیا ہم امام کے سامنے بول سکتے ہیں؟ قطعاً نہیں۔تو پھر ہماری نائب امام کے سامنے بولنے کی کیا مجال۔جس نے نائب امام پر اعتراض کیا اس نے امام پر اعتراض کیا نتیجہ یہ ہوا کے بادشاہ وقت محل میں انتظار کررہا ہے اور پتہ چلا کہ اس کے گھر کی عورتوں نے تمام حقے توڑ کر پھینک دئے ہیں۔بادشاہ نے جب جلال میں یہ سوال کیا کہ تم نے حقے کیوں توڑے؟ تو جوب ملا۔آپ کو نہیں پتہ کہ ہمارے مجتہد نے حقے کا استعمال حرام قرار دیا ہے۔ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اب اس محل میں حقہ استعمال ہو۔ جان جانا منظور ہے لیکن نائب امام کی نافرمانی منظور نہیں۔تو یہ جواب ہے ایران کی ایک مومنہ کا۔تو ہم ایسے مومن کیوں نہیں بن سکتے۔ہمارے پاس تعداد زیادہ ہے۔ ایران میں شیعت کو چار سو سال ہوئے جبکہ ہندوستان و پاکستان میں شیعت کو چھ سو پچاس سال ہوئے اور پیسہ بھی اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں۔تو ہم اتنے بدقسمت کیوں ہیں۔صرف ایک وجہ سے کہ ہم عالم کا احترام کرسنا نہیں جانتے۔اعتراض کرنا کوئی ہم سے سیکھ لے۔ضمنی طور پر ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ ایران کا کوئی مجتہد اپنے اوپر خمس کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتا۔ایران میں ایسے مومنین پائے جاتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مال کا





کوئی حصہ مجتہد پر خرچ ہو جائے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کیا برکت کا انتظام ہو سکتا ہے تو چاہئے آقائے خوئی ہوں یا آقائے خمینی یا آقاتے شریعت مداری ان کی کتابوں کی فروخت سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ یا تو اس سے گزارا کرتے ہیں یا ایران کے کچھ تاجر ہیں جو ان کا خرچہ اپنی جیب خاص سے برداشت کرتے ہیں۔ذرا اپنے چاروں طرف دیکھیں کہ خمس دینے والے ہیں کتنے کہ یہ ہزاروں یا لاکھوں کی چیز خریدی جائے۔اپنی چیز پر بھی لوگ بڑھ چڑھ کر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے کیا ہے کہ ہمارے آئمہ بڑی سادہ زندگی گزارتے تھے۔آپ کے ذہن امام کا کیا تصور ہے؟ کون سا وہ امام یا معصوم ہے کہ جس کے پاس اونٹ یا گھوڑے نہیں ہوتے تھے سوائے حضور اور مولا علی علیہ السلام کے۔اس زمانے کے اونٹ اور گھوڑے آج کی ہی گاڑیاں ہیں اور کثرت کے ساتھ اونٹ اور گھوڑے ہوتے تھے۔کونسا امام پیدل چلا کرتا تھا۔ہاں یہ دوسری بات ہے کہ حج کو پیدل جاتے تھے لیکن سواری کا جانور ساتھ ہوتا تھا۔کون سا وہ امام ہے جس کے گھر میں کنیزیں اور غلام نہیں ہوتے تھے۔کنیز اور غلام کوئی معمولی آدمی نہیں رکھ سکتا تھا۔ ہمارا یہ تصور بالکل غلط ہے کہ آئمہ نے معاذ اللہ فقیروں کے انداز میں زندگی گزاری ہے۔حکم شریعت یہ ہے کہ جتنا خدا دے اتنا استعمال کرو۔اور یہی سبب ہے کہ 1200ء تک آپ کی نماز جنازہ غیر آکر پڑھتے تھے۔آپ کے نکاح غیر آکر پڑھایا کرتے تھے۔مردوں کو دفن غیر کیا کرتے تھے شیعہ تھے مگر علماء نہیں پیدا کئے اور جب 200 سال پہلے ایک مجتہد ہندوستان پہنچا اور لوگوں نے اس کی پیروی کی تو کتنا بڑا انقلاب آگیا۔

## ﴿روز عاشورہ کا پیغام﴾

﴿احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون﴾

قرآن کی 29 ویں سورۃ عنکبوت کی پہلی تین آیات ہمارا موضوع ہیں۔اس دوسری آیت کا ترجمہ جو سامنے آرہا ہے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ہمارے موجودہ ماحول و معاشرے کو دیکھتے ہوئے چودہ سو سال پہلے ہی پروردگار نے اس مسئلے کو حل کرنا چاہا۔فرمایا کہ لوگوں نے یہ غلط گمان کرلیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو زبان سے مومن کہیں گے اور ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور کیسے ایسا ہوسکتا ہے۔کہ خدا مومن کا امتحان نہ لے اور اس کی آزمائش نہ کرے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ زبان سے اپنے آپ کو مومن کہہ دینے کے بعد ہمارا ایمان ثابت ہو جاتا ہے۔مزید کوئی ذمہ داری کندھوں پر نہیں اور سمجھے کہ جنت مل گئی۔تو یہ خیال غلط ہے۔غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔جو اپنے آپ کو مومن کہتا ہے اس کا امتحان ضرور ہوگا اور وہ امتحان سورہ بقرہ میں بتایا گیا۔﴿**ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرات۔**﴾

خوف بھوک مال کی قربانی جان کی قربانی اور اولاد کی قربانی کا امتحان ہوگا۔یہ





پانچ پرچے امتحانات کے ہیں جن کیلئے تمہیں تیار ہو جانا ہے۔کربلا ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ جتنا جس کا خدا کے نزدیک مرتبہ بلند ہوتا جاتا ہے اتنا اسے امتحان کیلئے تیار رہنا ہے۔اگر ہم صحیح معنوں میں واقعہ کربلا سمجھ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں ہماری ہدایت کے کتنے پیغام ہیں۔فقط آیئے صرف عاشور کے دن کا جائزہ لیں۔صرف اسی دن ہی میں ہمارے لئے ہدایت کے کتنے درس موجود ہیں

پہلا پیغام نماز::

روز عاشور کا آغاز ہے مولا حسینؑ نے آواز دی اکبر بیٹا میرے قریب آنا۔اکبر آیا۔جی بابا فرمایا۔تیرے باپ کی تمنا ہے کہ دنیا سے جاتے جاتے ایک اور تیری آذان کو سنتا جاؤں اکبر آذان دو۔علی اکبر ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور ہمیں روز عاشور کا پہلا پیغام ملا حی علی الصلاح آؤ نماز کی جانب۔آذان ختم ہونے پر سب نے کربلا کی مٹی پر تیمم کر کے تمام مجاہدوں نے حسینؑ کے پیچھے نماز کو ادا کیا۔اب عاشور کی ظہر کو دیکھئے۔حسین کا صحابی ابوثمامہ لڑتے لڑتے آسمان کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ سورج ڈھلنے لگا ہے زوال کا وقت آگیا تڑپ کر مولا کے قریب آئے۔مولا دل چاہتا ے کہ دنیا سے جانے سے پہلے ایک اور نماز آپ کے پیچھے ادا کروں۔حسینؑ نے بھی آسمان کو دیکھا ہاتھ اٹھا کر دعا کی ﴿**جعلک اللہ من المصلین**﴾۔ابوثمامہ خدا تمہیں نمازیوں میں سے قرار دے کتنے اچھے وقت میں کتنی اچھی عبادت کو یاد کیا لشکر حسینؑ نے

اسی جلتی ریت پر نماز کو ادا کیا۔ سہ پہر عاشور آئی وہ وقت آیا کہ مولا ذوالجناح سے زمین کربلا پہ گرتے ہیں۔ اپنی پیشانی کو تپتی ہوئی ریت پر رکھا اور سجدہ انجام دیا۔ اور ایسا سجدہ جس کا تو آغاز ہے انجام نہیں۔ جس کا آغاز حسینؑ نے سر رکھ کر کیا اور پھر شمر نے خنجر سے سر جدا کر کے نیزہ پر سر اقدس بلند کیا۔

پھر شام غریباں آتی ہے۔ بیبیوں نے کربلا کی اسی مٹی پر تیمم کیا۔ سید سجاد بھی نماز مغربین ادا کر رہے۔ ساری سیدانیاں بھی مغربین ادا کر رہی ہے۔ ایک عاشورہ کا دن چاہے اس کے آغاز کو دیکھو، وسط کو یا انجام کو۔ اکبر کی آذان اور حسین کی نماز سے شروع ہوا وسط میں نماز ظہرین اور انجام میں مغربین اتنے مصائب کے دن بھی تمام نمازیں انجام دی جا رہی ہیں۔

پھر جب مدینے میں کسی نے سوال کر لیا تو ہمارے مولاؑ نے عاشورہ کا مقصد بھی نماز کو بیان کیا۔ جب لٹا ہو قافلہ شام کے قید خانے سے مدینۃ النبی پہنچا۔ لوگ امام سجاد کو پرسہ دینے کیلئے آئے۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ اٹھائیس رجب کو میں اسی مدینے میں تھا جب آپ کا بابا قافلے کو لے کر جا رہا تھا۔ ہمارے مولا قافلے کی قیادت کر رہے تھے۔ عباس بھی نظر آ رہے ہیں، اکبر قاسم عون ومحمد بھی ہیں پھر کہتا ہے کہ میں آج بھی اسی مدینے میں ہوں جب یہ لٹا ہوا قافلہ نظر آ رہا ہے آج علم بھی سیاہ رنگ کا ہے۔ ایک سوال کا جواب تو دیجئے گا کہ ساری قربانیاں دینے کے بعد آپ کامیاب واپس آئے یا ناکام آپ اپنے





مقصد کو حاصل کر سکے یا نہیں؟ ہائے سوال کرنے والے نے کتنی بڑی گستاخی کی اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ امام معصومؑ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ الٰہی نمائندہ کبھی شکست کھا ہی نہیں سکتا۔ لیکن جتنا اس کا سوال عجیب اتنا امام کا جواب۔ مولا سید سجادؑ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ اے سوال کرنے والے تیرے سوال کا جواب دینے سے پہلے میرا ایک کام کر دے۔ یہ سامنے میرے نانا کی مسجد ہے۔ محلہ بنی ہاشم اور مدینے کی مسجد دونوں آمنے سامنے ہیں۔ جا مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر میرے پاس آ۔ پھر میں تجھے تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ وہ سائل گیا نماز پڑھ کر آیا۔ کہا فرزند رسولؐ اب تو میرے سوال کا جواب دے دیجئے۔ مولا نے پوچھا بتا تو نماز کو انجام دے کر آ رہا ہے۔ جواب دیا۔ مولا نماز پڑھ کر آ رہا ہوں۔ فرمایا تجھے تیرے سوال کا جوب مل تو گیا ہے۔ چونک کر کہا مولا کونسا جواب میں سمجھا نہیں۔ امام سید سجاد حسینؑ کے وارث، واقعہ کربلا کے عینی گواہ فرماتے ہیں کہ تیری یہی نماز تیرے سوال کا جواب ہے۔ یاد رکھ جب تک یہ نمازیں دنیا میں باقی ہیں، جب تک اللہ کی عبادت ہو رہی ہے۔ جب تک سجدے کیے جا رہے ہیں پیشانیاں جھک رہی ہیں میرے بابا کا مقصد زندہ ہے۔ اسی نماز کو بچانے کیلئے میرے بابا میدان کربلا میں گئے تھے۔ پس امام نے پیغام دیا کہ اے اپنے کربلا پر آنسو بہانے والو آ کر دیکھو تو سہی کہ واقعہ کربلا کا مقصد کیا ہے۔ ہم نے مدینہ چھوڑا نماز بچانے کیلئے ہم نے کربلا آباد کی نماز

بچانے کیلئے۔ ہم بھوکے پیاسے رہے نماز بچانے کیلئے، اصغر کا گلے پر تیر لگا نماز بچ جائے۔ اکبر کے سینے میں برچھی لگی، نماز بچ جائے، عباس کے بازو قلم ہوئے نماز بچ جائے، جناب زینبؑ وجناب ام کلثومؑ کی چادریں چھینی گئیں نماز بچ جائے، عابد بیمار کو کوڑے لگتے رہے نماز بچ جائے۔ یہ کربلا کا مقصد مولا سید سجاد بتا رہے ہیں اور یہی بات ہر مومن خود بیان کرتا ہے۔ زیارت پڑھتے پڑھتے یہ کہتے ہیں ﴿**اشهد انک قد اقمت الصلوٰة**﴾ ۔مولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نمازوں کو قائم کیا ہے۔ آپ نے نماز کو بچایا ہے۔ یہی پیغام عربی میں پڑھیں تو زیارت بن جاتی ہے۔ اگر اسی کو اردو میں ترجمہ کرے تو لوگ اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ واہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نماز کس دن اتنی اہم بن گئی۔ تو عاشورا کا پہلا پیغام نماز ہے۔

عاشورہ کا دوسرا پیغام::

حسین کا لشکر بھی تیار اور عمر سعد کا لشکر بھی تیار۔ مولا حسین آگے بڑے دونوں لشکروں کے درمیان جو خالی جگہ ہے وہاں اتمام حجت کرنے کیلئے آئے تا کہ کل روز محشر کوئی سپاہی یہ نہ کہہ دے ہمیں معلوم نہ تھا کہ کربلا میں حسینؑ تھے ہمیں دھوکا دے کر لایا گیا تھا۔ پس مولا حسینؑ گھوڑے سے اونٹ پر سوار ہوئے۔ کیونکہ عرب میں گھوڑا جنگ کی نشانی ہے اور اونٹ امن صلح اور عام حالات کی نشانی ہے۔ پس حسینؑ نے فرمایا اے لشکر یزید۔ میں محمد مصطفیٰؐ کا بیٹا ہوں، میں علیؑ





مرتضی کا لخت جگر ہوں میں فاطمہ زہراؑ کا نور نظر ہوں، جعفر طیار ہمارے گھر سے، سید الشہداء حمزہ ہمارے گھر سے، میں کعبے کا وارث۔ غرض حسینؑ نے اپنے خاندان کے حوالے سے تعارف کرایا۔ پھر حسینؑ نے آواز دی۔

اے لشکر یزید! مجھے تم سے کوئی لالچ نہیں ہے پھر حسینؑ نے اپنے وہ فضائل بیان کیے جو رسول نے عملاً بتائے، یہ میرے کندھے پر نانا رسولؐ خدا کی عبا ہے، میرے ہاتھ میں جو عبا ہے تم جانتے ہو یہ نانا رسولؐ خدا کی عبا ہے، نعلین جو میں نے پہنی ہے یہ بھی رسولؐ خدا کی ہے۔ اور اس طرح تبرکات کے ذریعے اپنا تعارف کروایا۔ اور آخر میں فرمایا اچھا اگر عام مسلمان کو قتل کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ میں نے کون سا ایسا جرم کیا ہے جس سے میں واجب القتل ہو گیا ہوں۔ کہا میں نے کسی کے باپ کو قتل کیا ہے کہ اس کے بیٹے انتقام لینے آرہے ہوں۔ حسینؑ نے خطبہ ختم کیا۔ حسینؑ نے اتمام حجت تمام کر دی۔ اب لشکر یزید میں سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کربلا میں دھوکے میں آگئے، غلط فہمی میں آگئے، ہمیں بتایا نہیں گیا۔ اور واپس جانے سے پہلے ایک جملہ فرمایا اور یہی عاشورا کا دوسرا پیغام ہے، کیونکہ ﴿**لقد ملئت بطونكم من الحرام**﴾ ۔تمہارے پیٹ حرام غذا کھا کھا کر بھر چکے ہیں۔ اب تم پر وعظ کا اثر نہیں ہوگا۔ لشکر یزید کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ حرام کھاتے تھے۔ حرام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جو اصلاً حرام ہے مثلاً شراب کی کمائی، دوسرا حلال کو حرام بنا لینا۔ مثلاً خمس نہ دے کر حلال کو حرام کر لیا۔ یہ دوسرا پیغام تھا۔

عاشورہ کا تیسرا پیغام::

میرے حسینؑ واپس ہوئے۔ عمر سعد نے پہلا تیر چلایا۔ عمر سعد نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ جب تک عباس حسینؑ کے لشکر میں ہے ہماری کامیابی مشکل ہے کوئی ایسا طریقہ کہ عباس کو حسینؑ سے علیحدہ کرلیا جائے شمر کھڑا ہوا کہ میرے ذہن میں ایک طریقہ آیا ہے، یہ صبح عاشورا کا واقعہ ہے چنانچہ شمر چلا۔ اچھا شمر کا تعلق اسی قبیلے سے ہے جس سے عباسؑ کی والدہ ام البنین کا تعلق ہے۔ کوئی خونی یا قریبی رشتہ نہیں۔ لیکن ایک ہی قبیلے سے دونوں کا تعلق ہے اور عرب کے رواج کے مطابق ایک قبیلے کے مرد ساری عورتوں کو بہن کہتے ہیں۔ اس حوالے سے شمر عباسؑ کی تلاش میں چلا۔ عباسؑ کے خیمے میں مشورہ ہو رہا ہے، جنگ کے طریقہ کار پر غور کیا جا رہا ہے۔ شمر حسینیؑ خیمے کے قریب پہنچا آواز دی میرا بھانجا کہاں ہے میری بہن کے بیٹے، عباسؑ یہ سن کر تڑپ کر اٹھے۔ عباسؑ جیسے غیرت مند کیلئے شمر کا یہ جملہ تازیانہ تھا۔ یہ نجس ترین آدمی مجھے اپنا بھانجا کہے۔ اگر حسینؑ سامنے نہ ہوتے خالی شمر ہوتا تو شاید صحیح و سلامت جانے بھی نہ پاتا۔ چونکہ امامؑ سامنے ہیں اس لئے کچھ نہ کہا لیکن عباسؑ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ دوبارہ آواز آئی۔ کہاں ہے میرا بھانجا۔ اور عباسؑ سے ضبط نہیں ہو پا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاں دین کا مسئلہ ہو وہاں رشتہ داری کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے وہاں بھائی کو نہیں ماننا وہاں ماں کو تسلیم نہیں کرنا





## ﴿ہم جہاد کربلا میں کس طرح شامل ہو سکتے ہیں﴾

﴿ولاتقو لوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون﴾

درحقیت مجالس یاد دلاتی ہیں کہ کربلا کا جہاد بھی جاری ہے اور ابھی چل رہا ہے اور یہ 72 تابوت ہمیں پیغام دے رہے ہیں۔ کہ یاد رکھو کہ اگر واقعا تم اعتقاد رکھتے ہو اور محبت کرتے ہو ان سے جن کا تابوت ہے تو ہر وقت آپ کی زبان پر ایک ہی فقرہ ہونا چاہیے۔ یا لیتنا کنت معکم اے شہیدان کربلا کاش ہم بھی تمھارے ساتھ ہوتے جو کامیابی تم نے حاصل کی ہے وہ کامیابی ہم بھی حاصل کرتے۔ اب ہم کو فقط یہ غور کرنا ہے کہ کربلا کا جو جہاد جاری ہے جس کا آغاز ان 72 تابوتوں سے ہوا۔ اس میں ہماری شمولیت کیلئے ہم ان میں شامل ہیں کہ نہیں۔ کیا ہم واقعا اسی راستے پے چل رہے ہیں جو ان 72 تابوتوں کے صاحبان نے ہمارے لیے معین کیا ہے۔ اور اس لیے میں نے قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی اس آیت کو معین کیا ہے۔ جو اتنی زیادہ تلاوت کی گئی ہے کہ اب بہت سارے صاحبان ایمان اس کے پیغام کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور اس آیت کی تشریح اور وضاحت کے لیے صادق آل محمدؐ کی جانب سے امام معصوم کی جانب سے ہمیں عطا شدہ زیارت وارثہ ہے اور کربلا کا پیغام بھی یہی ہے جو

یہ آیت کہہ رہی ہے۔خبردار' یہ نہ کہنا کہ جو راہ خدا میں مارے گئے بس وہ مر گئے۔﴿**ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل الله اموات**﴾ راہ خدا میں مارے جانے والوں کو مردہ مت کہنا' بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہے ولکن لا تشعرون البتہ ان کی زندگی کو تم نہیں سمجھ سکتے۔اسی آیت کے حوالے سے قرآن نے آگے اور وضاحت کی کہ اول تو کسی کے دل میں یہ خیال بھی پیدا نہ ہو۔ ولا تقولو خبردار شہیدان راہ خدا کو مردہ مت کہنا۔کہا جاتا ہے زبان سے تو کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا۔کہ فقط ان کو زبان سے مردہ کہنا منع ہے۔تو اگلی آیت آ گئی کہ﴿ **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله اموات**' ﴾ راہ خدا میں جو شہید ہوتا ہے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ یہ خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔پہلی آیت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زندہ ہے لیکن تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے ہو۔یہ الگ ایک مسئلہ اور پیدا ہوا کہ کسی کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ وہ مر گئے ہیں ہر مرنے والا موت کے بعد زندہ ہو جاتا ہے اور ہم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔یعنی جو زندگی قبر میں ہوتی ہے تو یہ سب ان کی طرح زندہ ہوں گے' کہا نہیں ﴿**عند اربهم یرزقون**﴾ اور وہ اپنے پرودگار کے پاس سے رزق حاصل کرتے ہیں۔یعنی ان کی زندگی قبر کی زندگی سے مختلف ہے۔قرآن نے دو مقامات پر شہید کے حوالے سے ہم پر پابندی لگائی کہ خبردار نہ زبان سے ان کو مردہ کہنا اور نہ ذہن میں خیال لے کر آنا





کہ وہ مر گئے ہیں۔تو ساتھ میں یہ واضح کر دیا کہ جس طرح سے شہید نہیں مرا کرتا اسی طرح شہید کا مکتب بھی نہیں مرا کرتا' اسی طرح شہید کا پیغام بھی نہیں مرا کرتا' اور کربلا کے شہداء اس اعتبار سے باقی شہداء سے مختلف ہے کہ کربلا کے شہیدوں کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے اس حوالے سے زیارت وارثہ میں آیا ہے قرآن نے ایک بار ذہن کو جھنجوڑ کے کہہ دیا کہ یہ زندہ ہے۔زیارت وارثہ نے ایک بار پھر یاد دلایا ہے۔کہ دیکھو کربلا کا شہید وہ ہے جسے کہا جاتا ہے ﴿**یا ثار الله و ابن ثاره**﴾ کبھی غور کیا کہ زیارت وارثہ میں اس امام کی زبانی پیغام کہ جس کا لقب صادق ہے ہمیں جو پیغام دیا گیا ہے وہ پیغام کیا ہے زیارت کے شروع کے ترجمے کا تو سب کو معلوم ہے۔﴿**السلام علیک یا وارث ادم صفوة الله السلام علیک یا وارث نوح نبی الله السلام علیک یا وارث ابراهیم خلیل الله**﴾۔آپ ایک ایک نسبت کے حوالے سے کربلا کے سب سے بڑے شہید بلکہ کائنات کے سب سے بڑے شہید' سید الشہداء کو سلام کر رہے ہیں کہ اے وارث آدم آپ کو ہمارا سلام' وارث نوح آپ کو ہمارا سلام' وارث ابراہیم آپ کو ہمارا سلام مگر یہ سلام کرتے ہیں پھر آپ خاندان کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔﴿**السلام علیک یابن محمد نالمصطفی السلام علیک یابن علیؑ نالمرتضی السلام علیک**

**یابن فاطمة الزهراء السلام علیکؑ یابن خدیجة الکبریٰ** ﴾ یہ سب کو سمجھ میں آ رہا ہے کہ آخر ہم حسینؑ کو کیا سلام کر رہے ہیں اے فاطمہؑ کے لخت جگر ہمارا سلام ہو اے خدیجہ الکبریٰؑ کے دلبند ہمارا سلام لیجیے اس کے بعد ایک اور عجیب منزل آ گئی کہ ﴿**یا ثار الله وابن ثاره والوتر الموتو**﴾۔ اس کے بعد شہادت کا مقصد کربلا کا مقصد بیان ہو رہا ہے جو اصل میں ہمارا موضوع ہے۔ ﴿**اشهد انک قد اقمت الصلوة واتیت الزکوة**﴾۔ کہ مولا میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت تک جتنی بھی نمازیں پڑھی جائیں گیں آپ نے ہر نماز کو بچایا ہے آپ نے ہر نماز کو قائم کیا ہے یہ کربلا کی گواہی ہے کہ ہر مومن اور مومنہ معصوم کے بتائے ہوئے فرمان کے مطابق گواہی دیتا ہے۔ اے صاحبان ایمان کیا آج ہمارے اور آپ کے درمیان ذکر نماز جتنا ہی ناپسندیدہ ذکر کیوں نہ ہو کربلا کا مقصد زیارت وارثہ میں بتایا جا رہا ہے وہ واقعہ بھی آپ کو یاد ہوگا امام سجادؑ سے کسی شخص کا سوال کرنا کہ آپ کامیاب ہوئے یا ناکام ہوئے اس واقعہ کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ یزید اصل میں مقابلہ اللہ سے کر رہا ہے اس کی نازل کی ہوئی شریعت سے مقابلہ کر رہا ہے۔

### تکبیرۃ الاحرام کا فلسفہ::

یہ کس چیز کا اعلان ہے جب ابتداء صلاۃ میں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اللہ اکبر





وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے' کہ اللہ کے سوائے اس کائنات میں کوئی بڑا نہیں ہے نہ میری دولت اللہ سے بڑی ہے نہ میرا کاروبار اللہ سے بڑا ہے نہ میرا گھر اللہ سے بڑا ہے نہ گھر والے اللہ سے بڑے ہیں اس پیغام کو معمولی نہ سمجھیے۔ کوئی نماز تکبیرۃ الاحرام سے بغیر شروع نہیں ہو سکتی تکبیرۃ الاحرم یعنی پہلی گواہی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنے میں بھی ایک مصلحت ہے۔ یعنی میں نے تمام چیزوں سے ہاتھ کو اٹھا لیا ہے کاروبار سے دولت سے گھر والوں سے یعنی جب میں نے اللہ کو سب سے بڑا مانا تو ساری دنیا سے ہاتھ اٹھا لیا سارے بندوں سے ہاتھ اٹھا لیا اب اللہ کے مقابلے میں جو بھی آئے گا تو میرا مقابلہ اس سے ہے۔ میری نماز میری عبادت بلکہ ساری زندگی بلکہ میرا مرنا بھی اس اللہ کے لیے ہے جو کائنات کا پروردگار ہے نماز کا پہلا پیغام اللہ اکبر یہی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے میرے پاس مثالیں دینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن ہمارے معاشرے میں کیا چیز موجود نہیں ہے۔ کیا آج بھی ہمارے ہاں ایسے لوگ موجود نہیں ہے کہ اللہ ایک حکم دے اور دولت کی محبت کی کسی اور چیز کا تقاضا کرے اللہ کا حکم ہے کہ زکوۃ دینا ہے اور خمس دینا ہے دولت کی محبت کہے گی کہ ہارڈ فیل ہو جائے گا۔ اگر تم نے زکوۃ دے دی یا خمس ادا کر دیا اب ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ اسے معمولی نہ سمجھئے اگر میرے مولا سید الساجدین نے اگر وارث کربلا نے اگر وارث حسینؑ ابن علیؑ نے کہا ہو کہ اے سوال کرنے والے کہ نماز میرے

حسینؑ کی فتح کا اعلان ہے اور یزید کی شکست کا اعلان ہے اس لیے کہ نماز کا آغاز اس پیغام سے ہے کہ اللہ سے بڑا کوئی نہیں ہے اور نماز کا اختتام اس بات پر ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں انسان سے زیادہ ذلیل اور حقیر کوئی نہیں ہے نماز ختم ہوتی ہے سجدہ پر' سجدہ سے زیادہ ذلت کی حالت کوئی نہیں ہے تو آغاز نماز میں اللہ کی بڑائی کا اعلان اور اختتام اپنی ذلت اور عاجزی اور پستی کا اعلان تو یہی مقصد ہے کربلا کا۔

## حسینؑ زندہ باد یزید مردہ باد کا عملی ثبوت::

اب میں کہتا ہوں کہ جس طریقے سے کربلا میں حسینیت کا نعرہ لگا دیا جائے حسینؑ کا ماننے والا ضرور کہے گا "زندہ باد" اور کائنات کے کسی بھی گوشے میں یزید کا نعرہ بلند ہوگا تو ہر ایک کی زبان پر ضرور آئے گا "مردہ باد" اسی طریقے سے جس طرح زبان پر حسینؑ زندہ باد اور یزید مردہ باد کا نعرہ ہے اگر اس کو عملی صورت میں لائے تو نماز بن جاتی ہے۔ نماز حسینؑ زندہ باد اور یزید مردہ باد کا عملی ثبوت ہے عملی پیکر ہے یہی مقصد کربلا میں بیان کیا جا رہا ہے۔ ان قد اقمت الصلاۃ ایک حسینؑ نے نماز قائم کی دوسرا پیغام سن لے ﴿**و امرت بالمعروف ونهيت عن المنكرو اطعت الله ورسوله حتى اتاك اليقن**﴾ زیارت وارثہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں حسینؑ کو سلام کبھی انبیاء کی وراثت کے حوالے سے کبھی رشتہ داروں کے حوالے





سے زیارت کے دوسرے حصے میں مقصد حسینؑ ہے۔ مقصد کیا ہے ﴿**اشهدانك قد اقمت الصلوة واتيت الزكوة وامرت با لمعروف ونهيت عن المنكر واطعت الله ورسوله حتى اتاك اليقين**﴾ دین دو چیزوں کا نام ہے ایک خود عمل کرو دوسرا یہ کہ دوسروں تک پیغام پہنچاؤ زیارت کے جملے سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی اور زکوۃ کو ادا کیا یہ اپنی عبادت ہوئی۔ **امرت بالمروف حتى اتاك ليقن** دوسرں کو بھی نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور دوسرں تک پیغام پہنچاؤ یہاں تک موت آ جائے۔ خود بھی عمل کرو اور دوسرں تک پیغام بھی پہنچاؤ اب اس مقصد کا نتیجہ سن لو۔ **لعن الله امة قتلتك** کہ جس نے آپ کے قتل میں حصہ لیا اس پر لعنت پرودرگار ہے **ولعن الله امة ظلمتك** اور جس نے آپ پر ظلم کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ نتیجہ سن لو کہ جو کربلا کے جہاد میں شریک نہیں ہوا اسکے بارے میں ایک عجیب انجام سنایا جا رہا ہے کہ اس پر بھی لعنت جو نہ قاتلوں میں شامل ہے اور نہ ظلم کرنے والوں میں شامل ہے' ارے ظلم کرنے والوں پر لعنت قتل کرنے والوں پر لعنت ہے یہ تو نہ قتل کرنے والوں میں نہ ظلم کرنے والوں حصہ لیا ہے اس پر لعنت کیوں ہے کیا اس لیے کہ **ولعن الله امة سمعت بذالك فرضيت به** جس نے یہ سارا سنا فرضیت جو اس پر راضی ہوا یا اس پر خاموش رہا اس کے دل و دماغ میں کہیں صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی۔ وہی لعنت جو قاتل پر ہے وہی راضی ہونے پر۔ اور یہی لعنت جو ظلم دیکھتا رہا اور راضی رہا اس پر لعنت۔

## سکون دل کا راز

**الا بذکر الله تطمئن ُالقُلوب.**

خداوند عالم نے انسان کے ایک ایسے مسئلے کو حل کر دیا کہ جس میں ہر انسان ہر صدی میں مبتلا رہا اور کسی چیز میں بھی اس مسئلے کا حل نہ پایا یعنی دل کا اطمینان اور سکون۔ کسی نے سمجھا کہ دل کا اطمینان و سکون پیسے جمع کرنے میں ملتا ہے۔ آسائش، عیاشیوں اور لذتوں کے وسائل جمع کرنے میں ملتا ہے کسی نے سمجھا کہ دل کا اطمینان دنیا کے کسی بلند سے بلند مقام پر پہنچ جانے سے۔۔۔ اور جب ان تمام چیزوں کے باوجود اطمینان قلب حاصل نہ ہو سکا تو انسان نے اپنی تمام پریشانیوں کو sleeping pills یا نیند لانے والی گولیوں کو کھا کر ختم کرنے کی فکر کی۔ کبھی انسان نے شراب کے نشے کا سہارا لیا۔ اور جب آج کے ترقی یافتہ دور میں تو انسان نے Heroin، چرس بھنگ اور اسی قسم کی نشہ آور اشیاء کا استعمال کیا فقط اس لئے کہ اسے دل کا سکون چاہئے جو اسے اب تک نہیں مل پا رہا ہے۔ ہر شخص اپنی جگہ پریشان نظر آ رہا ہے۔ جن کو ہم لوگ بڑی حسرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ کاش ہم بھی ان جیسے بن جائیں۔ لیکن در حقیقت وہ بھی اپنی جگہ پریشان نظر آ رہا ہے۔ ان کے پاس لاکھوں کروڑوں اور کروڑوں نہیں عربوں روپے ہیں مگر ان کی یہ حالت ہے کہ دنیا کے تمام عیش و





آرام ان کیلئے حرام ہو چکے ہے۔ کھا نہیں سکتے جسمانی بیماریاں ہیں۔ دنیا کی عیاشیوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے قسم قسم کی پریشانیاں ہیں۔

### ذکر خدا کا صحیح مفہوم اور اسکا اثر::

تو قرآن نے پروردگار کی جانب سے اعلان کیا کہ اے انسانوں تم جو اپنے دل کے اطمینان کو ان چیزوں میں تلاش کر رہے ہو سکون دل ان میں نہ ملے گا۔ آو ہم سے پوچھو ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ ہم خالق جسم بھی ہیں خالق روح بھی۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ **الا بذکر الله تطمئن القلوب** ۔ آگاہ ہو جاو کہ فقط ذکر خدا ہے جو دلوں کو اطمینان بخشا کرتا ہے۔ یہ ذکر خدا وہ جو انسان کی تمام پرشانیوں کا علاج ہے۔ اور جو ذکر خدا کی لذت حاصل کر لے۔ تو پھر اس کیلئے کوئی پریشانی پریشانی نہیں رہتی۔ ہم اور آپ پریشان ان کی حالت کو دیکھ کر مگر وہ اتنے اطمینان کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں کہ انسان کو رشک آنے لگتا ہے۔ ہمیں گھر کے آرام میں وہ ماحول وہ سکون نہیں مل رہا کہ جو اطمینان انہیں مصیبتوں میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کی بہترین مثال دور حاضر میں شہید باقر الصدر ہیں لیکن ذکر خدا کا پہلے صحیح مفہوم سمجھ لیجئے کہ خدا کا نام ہر وقت لینا مراد نہیں بلکہ ہر لحظہ خدا کو یاد رکھنا مراد ہے۔ ہر مقام ہر جگہ خدا یاد رہے کہ ایک خدا، ہمیں ہر وقت دیکھنے والا، ایک ایک عمل کا حساب لینے والا۔ جب یہ تصور ذہن میں ہو تو پھر کوئی بہانہ نہیں بنایا

جاتا۔ کیونکہ ایمان کا دعویٰ کرنیوالے اپنے آپ کو ایسا مومن کہنے والے کہ جو شریعت کے ہر عمل کیلئے تیار ہیں مگر کیا کریں زمانہ ایسا نہیں ہے۔ کیا کریں حالات ایسے نہیں ہیں اس قسم کے بہانے تلاش کرنے والے ویسے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تیار ہیں عمل کرنے کو مگر زمانے کا بہانہ لیا جاتا ہے کہ اس دور میں دین پر عمل کرنے سے کام نہیں چلتا۔ کہاں تک انسان دین پر عمل کرے۔ ہر ہر جگہ تو پریشانی ہے۔ ہم گھر میں بیٹھتے ہیں تو ہزاروں تقاضے گھر والوں کے ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں کسی فعل حرام میں لے جانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم گھر سے باہر دوستوں میں بیٹھے ہیں تو دوستوں کا ماحول ایسا ملا ہے۔ ہم اپنے تعلیمی اداروں میں، اپنے کاروباری مراکز میں جا کر بیٹھتے ہیں وہاں بھی ہم حرام طریقے سے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ غرض یہ کہ مسلسل بہانون پر بہانے ایک مومن کی جانب سے آرہے ہیں۔ مگر یاد رکھئے اگر نیت ٹھیک ہو اور ارادہ کامل ہو تو خدا کا یہ وعدہ ہے وہ جو ہماری خاطر کوشش کرے گا ہم اس کیلئے راستہ ہموار کریں گے۔ ﴿**والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**﴾۔ پہلے کوشش کرنا پڑے گی پھر خدائی مدد حاصل ہوگی۔ یہ مومن ہیں کہ گھر میں بیٹھ کر ان تمام مشکلات کو دیکھ کر انسان پریشان ہو کر کہے کہ دین نام کی حد تک تو بہت اچھا ہے لیکن عمل کیلئے یہ آج کے دور میں ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے اسلام میرے سے قبول نہیں کرتا اور ایک مومن کو بھی اس چیز کے نا قبول کرنے کا حکم دیتا ہے۔

## Islamic slogan

پس اسلام ایک نعرہ دے رہا ہے ایک طریقہ دے رہا ہے مومن کو۔ ﴿ان





**الصلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ لا شریک لہ و بذلک أمرتُ وانا من المسلمین**﴾۔ میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت کائنات کے پروردگار کیلئے ہے اس نے مجھے اس چیز کا حکم دیا ہے۔ پس حکم ہے اب مجھے نہیں دیکھنا کہ گھر والے کیا کہہ رہے ہیں۔ رشتہ دار کیا کہہ رہے ہیں۔ پڑوسی کیا کہہ رہے ہیں۔ محلے والے کیا کہہ رہے ہیں۔ دفتر میں کیا کہا جا رہا ہے کالج میں کیا کہا جا رہا ہے۔ کاروبار میں نقصان ہے یا فائدہ۔ نہیں بذلک امرت حکم دیا گیا۔ **وانا من المسلمین**۔ میں مسلمان ہو سرکش نہیں بہانے بنانیوالا، تاویل نکالنے والا، بھاگنے اور بچنے کے راستے ڈھونڈنے والا نہیں ہوں۔ **وما انا من المشرکین**۔ میں مشرک تو ہوں نہیں کہ دوسرے یہ کہہ رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے۔ اور سوچ میں پڑ جاؤں کہ اب دوسروں کی بات مانوں یا خدا کی۔ مشرک کی مثال دیدوں۔ مثلاً ہمارے ہاں کی شادیاں۔ اب پوچھا جائے کہ بھئی تم نکاح کیوں کر رہے ہو؟ تو جواب ملے گا کہ خدا کا حکم ہے شادی میں گانا کیوں بج رہا ہے؟ جواب ملے گا کہ یہ بہنوں اور ماؤں اور دوستوں کی خواہش ہے۔ یہ ہو گیا مشرک، مشرک بننے کا ایک طریقہ ہے جس کے اندر خدا کے حکم پر بھی عمل ہو رہا ہے۔ دوستوں اور ماں کی خواہش بھی پوری ہو رہی ہے۔ دیکھے سب سے اچھا طریقہ تو یہ تھا کہ

قرآن direct کہہ دیتا کہ میری زندگی اور موت خدا کیلئے ہے لیکن پہلے نماز کا تذکرہ کیوں کیا؟ یہ تو ایک عجیب بات ہے کہ قرآن نے کہا کہ میری نماز اور میری زندگی و موت خدا کیلئے ہے۔ مختصر ترین اور جامع ترین کلام یہ تھا کہ قرآن کا اعلان ہوتا کہ تمہاری زندگی بھی خدا کیلئے اور تمہاری موت بھی خدا کیلئے۔ لیکن پہلے نماز کو کیوں یاد دلایا۔ اس لئے کہ باغی سے باغی مومن ہو فرض کریں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور ہم جا کر اسے کہیں کہ تم ہمارا احترام کرتے ہو ہماری عزت کرتے ہو۔ تم جو نماز کی ایک رکعت میں ایک رکوع کر رہے ہو ہماری خاطر کل سے تم دو رکوع کیا کرو۔ یا اس کے والدین اسے جا کر یہ کہیں کہ ہمارا تم پر کتنا احسان ہے۔ ہم نے کتنی تکلیف اٹھا کر تمہیں پالا اور تمہاری پرورش کی۔ ہم تمہارے والدین تم سے کہہ رہے ہیں کہ تم ہر رکعت میں دو کے بدلے تین سجدے کیا کرو۔ اب کیسا ہی مومن کیوں نہ ہو وہ یہی جواب دے گا کہ آپ کا احترام و عزت کروں گا لیکن نماز میں ایک رکعت میں ایک کی بجائے دو رکوع نہیں کروں گا۔ پس قرآن نے کہا جس طرح تم اپنی نماز کو خدا کے حوالے کرتے ہو اس طرح اپنی پوری زندگی کو خدا کیلئے ایک کر دو۔ اور کسی کی بات نہ مانو جو کہے کہ حکم خدا تو وہ ہے لیکن ہم بھی تو تم پر کچھ حق رکھتے ہیں۔ نہیں جس طرح نماز میں اپنے والدین کیلئے دو تین سجدے نہیں کرتے اسی طرح اپنی پوری زندگی میں کسی بھی مسئلے میں کسی بھی مقام پر حکم خدا کے ساتھ کسی کی خواہش کو نہ ملاؤ۔





## شادی کے موقع پر اکثر خواتین کا فرسودہ رسومات کی پیروی کرنا::

اس لئے اگر کوئی مومنہ ہے۔ آل محمد کی ماننے والی ہے۔ فاطمہ کی کنیز ہے۔ لیکن اگر اسکا بیٹا شادی کے موقع پر کہہ دے کہ میں فلاں رسم میں حصہ نہیں لوں گا کہ حرام ہے ماں کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ فوراً ناراض ہو جاتی ہے۔ بیٹا تو ہی تو میری ایک اولاد ہے۔ میرے دل میں یہی تو ایک ارمان ہے کہ تیرے سر پر سہرا ہو اور میں تجھے دیکھوں۔ اسی کی خاطر تو میں زندہ ہوں ارے میری زندگی کی تمنا ہی رہی کہ تیری شادی اور ساری رسومات ہوں۔ اگر آپ اس جملے کا بالکل واضح ترجمہ و تشریح کریں تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ بیٹا میں اسی تمنا میں تو جی رہی ہوں کہ یہ سارے حرام اور گناہ توں انجام دے۔ ایک ہی تو میرا بیٹا ہے اسی کیلئے تو میں جی رہی ہوں اس کی شادی میں یہ ساری رسومات کرواؤں گی اور کروں گی اور دیکھوں گی۔ پس یہ آل محمد کی ماننے والی مومنہ کی حالت ہے۔ جو چند افعال حرام کے ہونے کی تمنا میں جی رہی ہے۔ یہ حکم امام کی مخالفت کی تمنا لے کر جی رہی ہے۔ پس اسی کو قرآن بتا رہا ہے کہ اولاد ہو، والدین ہوں، بہن بھائی ہوں، بیٹی ہو چاہے کتنا ہی قریبی رشتہ ہو زندگی کے حرام و حلال میں کسی کی بات نہیں ماننا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ساری زندگی اس طرح گزار دی جائے مگر ایک طریقہ یہ کہ ذکر خدا اور یاد خدا ہر وقت اور ہر مکان پر ذہن میں ہو۔ کیونکہ ماں اور بہنوں کے آنسوؤں کو دیکھ کر تمہارے دل پر اثر ہوگا۔ کہ

آخر یہ بھی تو مجھ پر کچھ حق رکھتے ہیں ان کی بھی تو ساری زندگی کی محبتیں ہیں آج میں کیسے ان کی مخالفت کروں پس فوراً تم جھک جاؤ گے۔ لیکن اگر تمہارے ذہن میں خدا ہوگا تو ایک مرتبہ مقابلہ ہوگا کہ تمہاری ماں تمہارے نزدیک زیادہ قابل احترم ہے یا تمہارا پالنے والا۔ انسان اسی وقت حرام کی منزل سے گزر سکتا ہے کہ جو چیز اسے حرام کی دعوت دے اس کے مقابلے میں اپنے خدا کو لے آئے ورنہ انسان کیلئے گناہ والی چیزوں سے مقابلہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

جب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دین اسلام قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کیلئے چراغ ہدایت ہے تو یہ کہنا کہ اس دور میں حکم اسلامی پہ عمل نہیں ہوسکتا۔ یہ جملہ انسان کو کفر کے نزدیک لے جاتا ہے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اگر کسی نے؛ کسی ایسے عقیدے کا انکار کیا جس سے پتہ چلا کہ وہ رسولؐ کی نبوت کو ایک خاص عرصے کے بعد ختم سمجھتا ہے۔ اسلام کو ایک خاص period تک محدود سمجھتا ہے یہ کہہ کہ یہ باتیں تو پچاس سال پہلے ٹھیک تھیں اس ماحول اور اس دور میں ان باتوں کی گنجائش کہاں۔ اس کا مطلب کیا ہوا کہ اسلام 2000ء میں ختم ہوگیا اب یہ دوسرا زمانہ آگیا۔ اس میں ہمارا بنایا ہوا دین چلے گا یہ عقیدہ خود کفر کے برابر ہے۔

**آقائے خامنہ ای کا واقعہ نامحرم سے ہاتھ نہ ملاؤ::**

ایک مثال لوگ کہتے ہیں کہ بھئی بہت مشکل ہے کہ نامحرم عورتوں سے اپنے آپ





کو بچانا اور یہ کہ نامحرم عورت سے جسم کو مس کرنا، مصافحہ کرنا حرام ہے،۔ کتنے ہی لوگوں کے کاروباری تقاضے ہیں کہ وہ نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملاتے ہیں کتنے ہی ایسے گھرانے ہیں جہاں ایسی رسمیں ہیں جن میں نامحرم عورتوں کا جسم مس ہوتا ہے۔ خاندان کی عورتیں ہیں کوئی سجا رہی ہے کوئی سہرا لگا رہی ہے کوئی مہندی لگا رہی ہے کوئی کیا کچھ کر رہی۔ اب سب کا سب حرام اور گناہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان چیزوں سے بچنا کس کیلئے ممکن ہے۔ ایک واقعہ سنیے کہ اس خطے کی بہت بڑی طاقت ہندوستان ہے اور ہندوستان کے وزیراعظم اقتدار کے عروج میں دنیا کی طاقتور ترین عورت کہلاتی تھی۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی وزیراعظم۔ جس وقات ایران کے سربراہ مملکت آقاے سید علی خامنہ ای کو اس کانفرنس میں شریک ہونے کیلئے ہندوستان جانا پڑا۔ جو نئی دہلی میں ہو رہی تھی اور وہ Air port پر پہنچے۔ ہوائی جہاز سے اترے تو سلام و جواب ہو رہے ہیں مہمانوں کو Recieve کرنے کے اس کے تحت اندرا گاندھی نے مصافحہ کیلئے آگے ہاتھ بڑھایا۔ یہ ایسا نہیں کہ کسی گھر کے اندر یا کمرے کے اندر کا واقعہ ہو کہ شرمندگی کم ہوگی اور دنیا کو پتا نہیں چلے گا۔ یہ تو روز روشن کی طرح واضح واقعہ ہے اور ہزاروں کیمرے اس کی طرف ہیں۔ دنیا کی نظر ادھر لگی ہوئی ہے۔ تو جب ایک عظیم ترین جمہوری مملکت کی وزیراعظم کا ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو یہ کہہ کر ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا جاتا ہے کہ ہماری شریعت اور فقہ میں

نامحرم عورت کو ہاتھ ملانا حرام ہے۔ بظاہر اب نئے دشمن کو جنم دینا۔ ایران کیلئے ممکن نہیں کہ وہ زندہ رہ سکے۔ اتنی طاقت ور مملکت اگر اسی کی دشمن ہو جائے لیکن اگر دشمنی اور دوستی کو خدا کے حکم پر ترجیح دی جائے تو وہ اسلامی انقلاب کہلا سکتا ہے۔ آپ سید علی خامنہ ای کے عمل کو بھی دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کے اندرا گاندھی کے دل پہ کیا گزری ہوگی۔ اس نے کتنی شرمندگی محسوس کی ہوگی اور یہ شرمندگی انسان کو غصے کے عالم میں کتنا بڑا اژدہا بنا دیتی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ممبر پر بیٹھ کر کہنا آسان ہے اگر آپ بھی Practical Life میں آئے تو آپ بھی اس کام کو جائز کہنے لگیں گے۔ دین کا تقاضہ یہی ہے ہاتھ نہ ملائیں تو کاروبار میں نقصان ہو جائے۔ وہاں آپ دیکھیں کہ پورے ملک کے خطرے میں پڑنے کا امکان ہے۔ آقائے سید علی خامنہ ای کا یہ طرز عمل بتا رہا ہے کہ اگر کسی کی نیت نیک ہو تو، خدا اسے ہر وقت یاد ہو اور خدا کے علاوہ وہ کسی کو طاقت نہ سمجھے تو کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جہاں انسان اپنے آپ کو گناہ اور نافرمانی سے نہ بچا سکے۔ گناہ اسی وقت ہوتا ہے جب خدا کے مقابلے میں کسی کی طاقت کو مانا جاتا ہے یا یاد خدا ذہن اور قلب سے نکل جائے۔ اور اگر یاد خدا رکھنے والا ہو تو وہ ناممکن کام کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ میرے موضوع کا تقاضہ کچھ ایسا ہو گیا کہ ساری باتیں اسی دور کی ہو گئی کیونکہ ایک بہت بڑا اعتراض ہوتا ہے کہ جی ممبر پر بیٹھ کر گفتگو کرنا بڑا آسان





ہے۔ ہماری طرح سے Practical Life میں آئے تو پتہ چلے گا کہ کتنے مسئلے ہوتے ہیں۔ آپ آقائے سید علی خامنہ ائی کا ایک طرز عمل دیکھا وہ کون ہیں؟ وہ ایک اسلامی جمہوری کے حاکم ہیں۔ اب ایک واقعہ اور اس سے یہ سبق ملا کہ جس طرح سے ہماری ذمہ داری ہے کہ خود دیندار ہیں تو یہ بھی ذمہ داری ہے کہ دوسروں تک دین کا پیغام پہنچائیں تو کبھی کسی کو یہ سوچ کہ نظر انداز نہ کیجئے کہ یہ آدمی تو بہت ہی باغی ہے۔ یہ آدمی تو بہت ہی بے دین ہے۔ اس سے کہنا بے کار ہے۔ اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ الٹا ہمارا مذاق اڑائے گا۔ یاد رکھیے کبھی زبان سے نکلا ہوا ایک چھوٹا سا جملہ کسی انسان کے قلب کو دین سے بدل دیتا ہے۔ آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے تمام فرامین سنا دیجئے اثر نہیں ہوگا۔ اور کبھی ایک چھوٹا سا جملہ آپ چاہے نظر انداز کر دیں مگر سننے والے کے دل پہ ایسا جا کر لگتا ہے کہ سننے والے کی زندگی بدل جاتی ہے۔ اسی لئے کبھی دین کی تبلیغ کے اور حکم خدا پہنچانے کے کسی موقع کو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز نہ کیجئے۔

## جنت میں گھر کیسے بنائیں::

یہ واقعہ دوبئی کا ہے۔ اور جن حضرات نے دوبئی اور ارد گرد کے ماحول کو دیکھا ہوا ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ جہاں شخصی حکومتیں ہیں کہ جیسے عرب علاقوں میں ہیں۔ وہاں پر کتنا مشکل ہوتا ہے حکومت کے کسی قانون کی مخالفت کرنا اس دوبئی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں آل محمد کے ماننے والے رہتے

ہیں۔انہیں مالی اور سیاسی لحاظ سے دب کر رہنا پڑتا ہے۔ دوبئ کا ایک بازار ہے وہاں ایک انتہائی عالی شان مسجد ہے جو کہ دیکھنے والے کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔اور یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ یہ مسجد شیعان آل محمد کی ہے۔اتنی عالیشان ہے وہ مسجد کہ دنیا کی بہت کم مسجدیں شان وشوکت میں اس کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔اور اس کی تعمیر کا جو واقعہ بتایا جاتا ہے وہ یہ کہ اس کی تعمیر پر سارے دوبئ میں ہنگامے کھڑے ہو گئے۔حکومت تک کو حرکت میں آنا پڑا۔بات صرف اتنی سی تھی کہ جس وقت آقائے حکیم دوبئ تشریف لے گئے تو وہاں کے صاحبان ایمان کو جمع کیا۔وہاں ایک چھوٹی سی پرانی مسجد تھی۔اس کے اطراف میں مکانات تھے اور وہاں پر نماز پڑھانے تشریف لایا کرتے تھے۔ دوبئ میں ایک انتہائی مومن تاجر تھے۔وہ عرب امارات کے سفیر تھے لیکن وہ بڑی عزت ووقار کے ساتھ اپنے فریضے ادا کر رہے ہیں۔وہ لکھ پتی کیا کروڑ پتی کیا عرب پتی ہے دنیا میں اور اکثر آقائے حکیم کے پیچھے نماز پڑھنے تشریف لایا کرتے تھے تاجر کی اتنی خدمات ہیں کہ ان کا احترم کے ساتھ تذکرہ کرنا چاہئے۔اس دفعہ وہ ایک طویل عرصے کے بعد تشریف لائے۔ایک بار آقائے مہدی حکیم نے دریافت کیا۔کیا بات ہے آپ بہت طویل عرصے کے بعد آرہے ہیں۔اس عرصے میں کہاں تھے اسلام میں حکم یہی ہے کہ جس کے پاس دولت ہے وہ بہتر مکان میں رہے۔بہتر کھائے، بہتر پہنے۔کیونکہ نعمات الٰہی کا شکر بھی





یہی ہے کہ اسے حلال طریقے سے استعمال کیا جائے، بہر حال انہوں نے جوابدیا کہ میں اس وقت نکلا ہوا تھا کہ جتنے بڑے بڑے علاقے ہیں وہاں اپنا ایک ایک مکان بنوا رہا تھا۔مثلاً Spain کے اندر ایک، ایک Switzer Land میں ، ایک France کے جنوبی حصہ میں۔ایک Adembra میں اور اسکے بعد کہا کہ اب دنیا کی کوئی ایسی جگہ نہیں رہی جہاں میرا ایک نہ ایک مکان نہ ہو۔فوراً آقائے مہدی حکیم کی زبان سے نکلا لیکن ایک علاقہ ایسا ہے۔آقائے حکیم نے فرمایا جنت میں آپ کا کوئی مکان نہیں۔اتنا سا ایک فقرہ اگر ہم اور آپ سے کوئی کہتا تو ہم مذاق اڑا کر چلے جاتے۔گھبرا کر ایک دفعہ کہا۔ہاں وہاں تو مکان ہونا چاہئے۔اب جب میں دنیا میں کہیں مکان بنواتا تو مکان کے ماہروں سے مشورہ لیتا ہوں جنت میں مکان بنانا ہے تو ایک عالم دین سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔آپ ہی طریقہ بتائے۔آقائے مہدی نے پیغمبر کی حدیث یاد دلائی۔جو شخص دنیا میں ایک مسجد بنواتا ہے پروردگار عالم اس کیلئے جنت میں ستر مکان بناتا اور جو مسجد نہیں بنوا سکتا اس کیلئے معصوم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنا مکان بناتا ہے۔یا جب کسی مکان میں منتقل ہوتا ہے یا کرائے پر لیتا ہے اور اپنے گھر والوں کو لے کر جاتا ہے۔اور یہ Planing کی جاتی ہے کہ یہ کمرہ Drawing Room بنا چاہئے، یہ سٹور کیلئے مناسب ہے، یہ Dinning Room کے

مناسب ہے۔اس Seting کے دوران شریعت بھی ایک مشورہ دیتی ہے جو مسجد نہ بنوا سکے وہ اپنے گھر میں نماز کیلئے ایک جگہ مخصوص کرے جہاں پر وہ مستحب نمازوں کوادا کرے کیونکہ واجب نمازوں کیلئے تو بہر حال مساجد میں با جماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔پیغمبر کا فرمان سامنے آیا کہ اپنے مکانوں کوقبر نہ بنانا،لوگ حیران ہو گئے کہ اللہ کے رسولؐ اپنے مکان کوقبر بنانے کے لیے کون تیار ہو گا۔قبر کا نام سن کر ہمارے پسینے چھوٹ جاتے ہیں،ہم اپنے مکانوں کو کیونکر قبر بنائیں گے۔پیغمبرؐ نے فرمایا!یادرکھو یہودی اور عیسائی اس لیے راستے سے ہٹے کیونکہ انہوں نے اپنے مکانوں کوقبر بنالیا۔اللہ کے رسولؐ بات سمجھ میں نہیں آرہی۔فرمایا یادرکھو جب کوئی مومن اپنی ساری عبادات مسجد میں کر لے اپنے گھر میں کچھ نہ کرے تو اس کا مکان قبر بن جاتا ہے۔اپنے مکان کو منور کرو۔اپنے مکان کو روشن کرو۔اب کس طرح روشن کریں۔کون سے bulb کون سی tube light لگائیں۔کسی bulb کی ضرورت نہیں ہے بلکہ گھر میں عبادت کرنے سے گھر روشن ہو جاتا ہے جس گھر میں عبادت ہو وہ گھر آسمان پر روشن نظر آتا ہے۔





## ﴿اسلام اور اہلبیت﴾

### قدجاء کم من الله نورو کتاب مبین

**قرآن وعترت کا باہمی رشتہ::**

پروردگار عالم اس دنیا میں اسلام کے بھیجے جانے کے سلسلے میں یہ وضاحت کرر ہا ہے۔یہ میرا دین یہ میرا اسلام یہ میرا پیغام جب تم تک پہنچا تو کس انداز اور کس طریقے سے ﴿قد جاء کم من الله نورو کتاب مبین﴾ قرآن نے بتایا کہ بارگاہ الٰہی سے اللہ کا پیغام 'اسلام' جو قرآن کے اوراق کی صورت میں ہم تک پہنچا تو یہ اتنا نہیں آیا اور نہ ہی اکیلا آیا بلکہ بارگاہ الٰہی سے ایک نور اور اس کے ساتھ کتاب مبین ایک واضح کتاب آئی۔اسلام کو بھیجتے وقت قرآن کی صورت میں اپنے پیغام کو نازل کرتے وقت پروردگار عالم نے خالی اسلام نہیں بھیجا خالی قرآن کو نہیں بھیجا بلکہ اس کے ساتھ نور کو بھی بھیجا اور آیۃ کی ترتیب یہ ہے کہ نور کا تذکرہ پہلے ہوا ہے اور کتاب مبین کا تذکرہ بعد میں ہوا ہے ﴿قد جاء کم من الله نور و کتاب﴾ بارگاہ الٰہی سے نور آیا اور کتاب مبین آئی تو قرآن کا انداز یہ بتا رہا ہے۔کہ دیکھو اسلام بعد میں ہے کتاب بعد میں ہے پہلے اس بات کا خیال رکھنا کہ اس کے ساتھ ایک نور بھی ہے بات اپنے اس

مقام پر بالکل واضح ہے اس لیے کہ نور اور کتاب ان دونوں میں ایسا رشتہ ہے کہ اگر نور ہو اور کتاب نہ ہو تو فائدہ ہے اگر کتاب ہو اور نور نہ ہو تو کتاب یقیناً فائدہ مند ہے لیکن ہم اس سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے ہم اسی وقت استفادہ کر سکتے ہیں جب کتاب کے ساتھ ایک نور ہو۔ ایک مثال دے دوں آپ کے گھر میں کتاب بھی ہے اور روشنی بھی ہے نور بھی ہے کتاب کو ہم نے الماری میں بند رکھا اور روشنی کمرے میں پھیلا دی ہے۔ کمرے میں کتاب بند ہے نور موجود ہے لیکن نور ہمیں فائدہ دے رہا ہے ہم دوسرے کام اس کی روشنی میں کر سکتے ہیں۔ خالی نور ہے ہم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب آپ یہ کریں الماری کھول کر کتاب نکال لیجے۔ اور بٹن دبا کر نور کا سلسلہ منقطع کر دیجئے نور نہ رہا خالی کتاب آپ کے ہاتھ آ گئی خود ہی بتایئے کیا اس کتاب سے استفادہ حاصل کر سکیں گے قرآن ہے کلام خدا ہے۔ وحی من اللہ ہے جبرائیل لے کر آئے ہیں رسولؐ پر نازل ہوئی ہے سب کچھ ہے لیکن اگر ایک لمحے کے لیے ہم نے روشنی کا سلسلہ بند کر دیا تو خالی کتاب ہاتھ میں ہے اور ہم اس سے استفادہ نہیں کر پا رہے ہیں تو سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں کا نور تو ناقص نور ہے ہمارے گھروں کا نور کامل نور نہیں ہے جب ناقص نور ختم ہو جائے تو کتاب فائدہ نہیں دیتی۔ اگر کامل نور نہ ہو تو کیسے فائدہ دے گی۔ اسی لیے ارشاد ہوا تمھارے پاس خالی کتاب نہیں آئی خالی پیغام خدا نہیں آیا ساتھ نور بھی آیا ہے اور دیکھ لیجے یہ جو





میں نے مثال دی گھر کی۔ اسے اسلام پر منطبق کیجیے اس کی روشنی میں دین کا جائزہ لیجیے اس کی روشنی میں شریعت کو دیکھ لیجیے۔ اسلام خدا کا آخری پیغام اس انسانیت کیلئے کامل ترین پیغام اس اسلام میں ایک رکن نماز کا ہے۔

## نماز کی فضیلت ::

نماز اسی اسلام کا ایک رکن ہے۔ دوسری بات علیحدہ ہے کہ زمانہ ایسا ہو جائے کہ نماز کا تذکرہ کرنا بھی ایک عجیب سمجھا جائے اور نماز کا تذکرہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو مجرم محسوس کرے مگر کتنا ہی انکار کیوں نہ کیا جائے اہمیت نماز کو تو کوئی بھی نہیں مٹا سکتا ہے یہ وہی نماز تو ہے جس کے بارے میں قرآن کبھی یہ فرماتا ہے کہ دیکھو ﴿اقیموا الصلوة ولا تکونوا من المشرکین﴾ نماز قائم کرو ترک کر کے مشرک نہ ہو جانا یہ وہی نماز تو ہے کہ روایت میں یہ آیا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو گویا وہ کفر کے نزدیک ہو گیا یہ وہی نماز ہے جس کے لیے بھی کسی معصوم نے کہا ﴿مابین فرق الکفر والایمان الا الصلوة﴾ کفر اور ایمان کے مابین فرق نہیں مگر نماز کے اور کوئی اہمیت نماز کو سمجھے یا نہ سمجھے کربلا کے شہیدوں کا ماتم کرنے والے اور حسینؑ کو ماننے والے تو نماز کو نظر انداز کر ہی نہیں سکتے۔

## کربلا کی جنگ میں فتح ہوئی یا شکست ::

اس لیے کہ جب اسیروں کا لٹا ہوا قافلہ کربلا سے مدینے پہنچا تھا اور لوگ

جوان بیٹے کو بوڑھے باپ کا پرسہ دینے آئے تو سید سجادؑ کی بارگاہ میں پہنچ کر کسی نے سوال کیا بڑا عجیب سوال کیا لیکن اس سوال کرنے والے کے ہم احسان مند ہیں سوال یہ کرتا ہے مولا اس دن بھی میں اس شہر مدینہ میں تھا جب آپ کے بوڑھے بابا اپنا قافلہ لے کر گئے تھے۔ مولا میں دیکھ رہا تھا عباس بھی ہیں اور علی اکبر بھی عون ومحمد بھی ہیں اور قاسم بھی قافلہ پوری تیاری کے ساتھ جا رہا ہے علم کو دیکھتا ہوں تو سبز رنگ کا علم تھا مگر مولا آج جو میں دیکھ رہا ہوں۔ وہی قافلہ پلٹ کے آیا لیکن عباس ہیں نہ علی اکبر نہ قاسم ہیں نہ عون ومحمد نہ میرے آقا حسینؑ ہیں بلکہ علم کو بھی دیکھا تو وہ بھی سبز نہیں ہے بلکہ سیاہ علم نظر آ رہا ہے بس ایک بات بتایئے مولا کہ یہ ساری قربانیاں دینے کے بعد آپ کامیاب ہوئے یا یزید ,, آپ کو فتح ہوئی یا یزید کو۔ سید سجادؑ نے جو جواب دیا بڑا عجیب جواب دیا اور وہ یہ کہ کوئی جواب نہیں دیا بلکہ صرف اتنا کہا کہ اے شخص جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ پھر میرے پاس آ کر سوال کرنا میں تجھے جواب دوں گا۔ بڑا حیران و پریشان ہوا یہ تو آل محمدؐ کا طریقہ ہی نہیں ہے کہ سوال کرنے والے کو اس طرح خالی لوٹائیں مگر حکم امامؑ ہے جانا تو پڑے گا۔ وضو کیا اور نماز پڑھ کے آیا مولا اب میرے سوال کا جواب دیجیے میں نے آپ کے حکم کی پابندی کر دی۔ امام نے فرمایا جب تو نماز پڑھ کے آ رہا ہے اور اب تجھے کونسا جواب چاہیے حیران ہو کر کہا مولا میں سمجھا نہیں میرا سوال تو یہ ہے کہ آپ کامیاب ہوئے یا ناکام





میرے مولا کا جواب یہی تھا تیری نماز ثبوت ہے ہماری کامیابی کا کیا تجھے پتا نہیں قیامت تک جب بھی کوئی مومن نماز پڑھے گا تو گویا وہ ہماری کامیابی کا اعلان کرے گا نماز کا بچنا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم کربلا سے کامیاب آئے۔ اور یزید ناکام ہو گیا۔ تبھی تو ہم زیارت میں کہتے ہیں ﴿اشھد انک قد اقمت الصلوۃ چودہ سو سال سے یہ جملہ کہہ رہے ہیں انشاءاللہ قیامت تک کہتے رہیں گے۔ مولا ہم آپ کو سلام کرنے کے بعد گواہی دیتے ہیں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور نماز کو بچا لیا تو یہ نماز جو کربلا والوں کے نزدیک اتنی اہم تھی اسلام کا ایک اہم رکن لیکن میں پھر سوال کرتا ہوں ان لوگوں سے جو یہ کہتے ہیں کتاب کافی ہے؟ کتاب نازل ہو گئی وحی آ گئی خدا کا پیغام پہنچ گیا اب، ہم کسی اور کے محتاج نہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ کیا نور کے بغیر کتاب ہمارے لیے قابل استفادہ ہے؟ لیکن شریعت کی روشنی میں ایک مثال دے دوں۔

کیا کتاب کافی ہے ؟::

یہی نماز اتنا اہم ترین فریضہ اتنا اہم ترین واجب تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں لیکن صرف اتنا سوال میں کروں گا کہ اے مسلمانو اس قرآن سے اسی کتاب مبین سے بغیر نور کی مدد کے ذرا مجھے سمجھاؤ تو سہی کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے پورا قرآن دیکھ ڈالو بسم اللہ کی با سے لے کر والناس کی سین تک پورے قرآن میں نماز کا طریقہ موجود ہے بے شک کچھ آیتوں میں الگ الگ ٹکڑے ہیں

**وارکعوا مع الراکعین** 'رکوع کرو تو رکوع کرنے والوں کے ساتھ' دو سجدے کرو قنوت پڑھو مگر پوری نماز نہیں موجود ہے کوئی مسلمان عالم اس قرآن سے نماز کا طریقہ نہیں بتا سکتا جس پر ہمارے مسلمان عمل کر رہے ہیں یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور ہر مسلمان کا بچہ جانتا ہے کہ اس کتاب مجید سے جو کلام خدا بھی ہے وحی بھی ہے جبرئیل کی لائی ہوئی کتاب ہے پیغمبر نے امت تک پہنچائی ہے مگر ایک حکم نماز اس کتاب سے واضح نہیں ہو سکتا ایک نماز کا طریقہ اس کے اندر موجود نہیں ہے تو یہ مسلمان نماز کیسے پڑھ رہے ہیں کتاب مبین میں تو نماز کا طریقہ نہیں مختلف اجزاء ہیں۔ مگر الگ الگ لامحالہ ہر کوئی کہتا ہے کہ یہ طریقہ ہم نے کتاب سے نہیں سیکھا کتاب کے ساتھ آنے والے نور نے ہم کو سکھایا تو میں کہتا ہوں جب قرآن کا ایک رکن سمجھ میں نہیں آیا اس نور کے بغیر تو پورا اسلام کیسے نور کے بغیر سمجھ میں آ سکتا ہے بار بار قرآن اعلان کر رہا ہے کہ یہ مت سمجھ کہ خالی کتاب آئی یہ مت سمجھ کہ خالی اسلام آیا نہیں ساتھ میں نور بھی آیا ہے اور جب تک اس نور کو نہ لو گے کتاب سے کچھ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مسلمان بے شک کہتا رہے کہ بغیر نور کے ہم کتاب سمجھیں گے مگر قرآن اور تاریخ اسلام بتا رہی ہے بلکہ ایک بہت ہی عجیب چیز جو علماء بیان کرتے رہتے ہیں میں دہرا دوں یہ بھی تاریخ اسلام کا واقعہ ہے یہ بھی تاریخ کے اوراق پر موجود ہے۔





## مباہلہ کا واقعہ کیا تھا؟::

مباہلے کا واقعہ تمام مورخین متفق ہیں جب دعوت اسلام پھیلنے لگی نجران یمن کے قریب ایک علاقہ ہے وہاں کے عیسائیوں تک پیغام اسلام پہنچا آئے بارگاہ رسالت میں تا کہ معلوم کریں یہ اسلام کیا ہے پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں پہنچ رہے ہیں۔ مدینے کے اندر مسجد نبوی میں وہ مقام اب تک موجود ہے جہاں پر بیٹھ کر پیغمبر عیسائیوں سے گفتگو فرما رہے ہیں ادھر سے اعتراض ہوا' رسول اعتراض کا جواب دے رہے ہیں ادھر سے اعتراض ادھر سے جواب مگر عیسائی رسول کے جواب کو بھی نہیں مان رہے ہیں۔ ذرا دیکھیں گفتگو کا انداز کیا تھا رسول کی دلیلوں کو بھی نہیں مان رہے ہیں یہاں تک کہ سورہ آل عمران کی آیتیں نازل ہوئیں ذرا توجہ دیں سورہ آل عمران کی آیتیں آئیں عیسائیوں کی دلیل کے جواب میں پروردگار کی طرف سے دلیل آ رہی ہے مثلاً عیسائیوں کا کہنا تھا کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اس لیے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے سورہ آل عمران کی آیۃ آئی ﴿ان مثل عیسی عنداللہ کمثل آدم﴾ عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے اگر تم عیسیٰ کو اس لیے خدا کا بیٹا مانتے ہو کہ وہ بغیر باپ کے تھے تو آدم کے بارے میں کیا خیال ہے ان کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے۔ اب یہ قرآن کی آیتیں آ رہی ہیں لیکن عیسائی کسی چیز کو تسلیم نہیں کرتے پیغمبر نے مناظرہ کیا عیسائیوں نے نہ مانا' قرآن کی آیتیں آئیں عیسائیوں نے نہیں

مانیں پروردگار عالم کی بارگاہ سے وحی آئی عیسائیوں نے نہیں مانی اور کب مانا جب ایک آیۃ نازل ہوئی ﴿فقل تعالوا ندعوا ابنائنا وابنائکم و نسائنا ونسائکم ﴾ تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو پھر مباہلہ کریں اور دیکھیں جھوٹا کون ہے۔ اب آپ نے دیکھا یہ قرآن کی آیۃ نازل ہوئی اگلے دن پیغمبر آیۃ کی ترتیب کے مطابق اہلبیت کو لے کر چلے جیسے ہی میدان مباہلہ میں پہنچے عیسائیوں نے چہرے دیکھے اور شکست کا اعتراف کرلیا۔ صلح کی درخواست دے دی جزیہ دینا قبول کرلیا۔ تاریخوں میں یہ ہے کہ رسولؐ اور عیسائیوں کے درمیان مناظرہ سترہ دن چلا یا چھبیس دن یا پنتالیس دن کم از کم سترہ دن تک ایک طرف رسالت ہے ایک طرف عیسائیت لیکن عیسائی نہیں مان رہے مانا کب جب اہلبیت رسول کے ساتھ آئے تب عیسائیوں نے مانا مجھے یہ کہنے دیجیے کہ اہلبیت کے آنے سے پہلے بھی اسلام تھا رسول تھے قرآن تھا واجبات تھے توحید تھی عقیدہ تھا کلمہ تھا آج میدان مباہلہ میں آنے سے پہلے بھی یہ ساری چیزیں موجود تھیں مگر عیسائی توحید کے باوجود نہ مانے رسالت کے باوجود نہ مانے کلمہ کے باوجود نہ مانے قرآن کے باوجود نہ مانے' مانے تو کب جب اہلبیت آئے تو وہی قرآن وہی توحید تو عیسائی نہیں مان رہے تھے آج اہلبیت آگئے تو مان گئے مجھے کہنے دیجیے جب اللہ کے رسولؐ کیلئے قرآن کافی نہیں





ہوا اہلبیت کو بلانا پڑا تو امت کیسے کہہ سکتی ہے کہ ہم بغیر اہلبیت کے قرآن کو کافی سمجھ رہے ہیں۔ وہی رسولؐ ہیں وہی قرآن ہے مگر رسولؐ کیلئے قرآن کافی نہ ہوا جب تک ساتھ میں نور نہ آیا جب تک ساتھ میں یہ اہلبیت نہ آئے تو اب قرآن پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ یاد رکھو خالی کتاب تم تک نہیں آئی خالی اسلام تم تک نہیں آیا ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ﴾ بارگاہ الٰہی سے نور بھی آیا ہے اور کتاب مبین بھی آئی ہے دونوں ساتھ ساتھ آئے ہیں اس لیے کہ نور کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جانا تھا وہاں دوسری جانب ایک اور سنت خدا بھی موجود ہے قرآن یہ بھی کہہ رہا ہے۔

﴿لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ﴾ اے انسانو تم کبھی خدا کے طریقے کو تبدیل نہ پاؤ گے تو خدا کا طریقہ کیا ہے ہم نے خدا کا طریقہ دیکھا کہ خدا ایک لمحے کیلئے بھی نہ انسان کو نور کے بغیر چھوڑتا ہے اور نہ کتاب کو نور کے بغیر چھوڑتا ہے ذرا توجہ کیجیے۔ پہلا انسان اس دنیا میں آیا کون آدم مگر نبوت کے ساتھ آئے اس لیے انسان کو بغیر نور کے پرودگار عالم اس دنیا میں نہیں بھیج رہا اور تاریخ گواہی دے رہی ہے دیکھیں یہ قرآن آخری کتاب ہے مگر پہلی کتاب تو نہیں اس سے پہلے بھی کتابیں آئیں روایات میں ایک سو چودہ کی تعداد ہے وہ ایک سو چودہ کتابیں کونسی ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جو عارضی مدت کیلئے آئیں چند دنوں کیلئے آئیں اس کے بعد انھیں منسوخ ہونا تھا مگر ایک کتاب بھی آپ کو ایسی

نہیں ملے گی جس کے ساتھ کوئی نبی نہ ہو بلکہ خدا کا طریقہ تو یہ لگ رہا ہے کہ کتابیں کم ہیں اور نبی زیادہ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کتابیں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار نہیں ہیں۔ تو جو منسوخ ہو جانے والی ہیں جو ٹیمپریری کتابیں ہیں جو عارضی کتابیں ہیں ان میں خدا کا یہ طریقہ ہے کہ بغیر نبی اور نور کے ان کتابوں کو نہیں چھوڑتا ہے بلکہ ایک نہ ایک نور کتابوں کی حفاظت کیلئے نور بھیجتا ہے۔ خدا کا یہ طریقہ ہے کہ بغیر نور کے کتابیں نہیں رہ پائیں گیں لیکن نور زیادہ ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ قیامت تک باقی رہنے والی کتاب کی حفاظت کیلئے خدا کوئی نور نہ رکھے۔

## قرآن کا محافظ کون ::

اس لیے خدا نے ایک نور رکھا ایک وارث رکھا ہے وہ کون تھا وہ کون ہے یہی ہم کو پہچاننا ہے کہ جب خدا کا طریقہ یہ ہے ایک سو چودہ کتابیں بھی ہوں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ساتھ ہوں گے تو ممکن ہی نہیں کہ قیامت تک رہنے والی کتاب بغیر محافظ کے رہے بغیر نور کے ہو جائے ہم ڈھونڈ رہے ہیں کون ہے وہ نور جو اس کتاب کی حفاظت قیامت تک کرے گا زبان رسالت سے پتا چلا ﴿انی تارک فیکم الثقلین﴾ آؤ محافظ کو دیکھیں اگر قیامت تک باقی رہنے والی کتاب ہے تو قیامت تک باقی رہنے والے محافظ بھی ہیں اور قیامت تک باقی رہنے والا نور بھی ہے اور بڑے عجیب طریقے سے سمجھایا ایک مثال کے





ذریعے میں اپنی بات کو واضح کر دوں دیکھیے بارگاہ الٰہی سے دو چیزیں آئیں ہدایت کیلئے انسان کو راستہ بتانے کیلئے۔ انسانیت کو گمراہی سے بچانے کیلئے بارگاہ الٰہی سے دو چیزیں آئیں ایک نور آیا اور ایک کتاب آئی۔ نور تو ذات رسالت ہے کتاب یہ قرآن ہے اب فرض کیجیے ہدایت کی دو کرسیاں رکھی ہیں۔ ایک پر قرآن بیٹھا ہے اسکا کام ہے ہدایت کرنا ایک پر رسول بیٹھے ہیں یہ نور ہیں اسکا کام ہے قرآن کی حفاظت کرنا اور قرآن کی وضاحت کرنا۔ اب نور رسالت اس کرسی پر ہے جب تک رسولؐ ہے ٹھیک ہے رسولؐ اس دنیا سے جا رہے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ منسوخ ہونے والی کتاب کو بھی محافظ کے بغیر نہیں چھوڑتا ہے تو قیامت تک رہنے والی کتاب کو کیسے محافظ کے بغیر چھوڑ دے گا اب رسولؐ جا رہے ہیں اب اگر رسول کے جانے کے بعد نور والی کرسی خالی ہو گئی تو کیا قرآن ہے تو ساتھ میں محافظ نہیں ہے اب ضروری ہے ادھر نور رسالت کرسی سے اٹھے اور ادھر دوسرا نور کرسی پر آ جائے۔ تاکہ قرآن کیساتھ اسکا رشتہ ٹوٹنے نہ پائے نور آ جائے یا کہیں بلا فصل آ جائے ایک لمحے کا فاصلہ بھی نہ آنے پائے تو اب وہ کون ہے ادھر رسالت اپنی جگہ سے بلند ہوئی اور ادھر وہ اسکی جگہ پر آ گیا یہ کون ہے میں مثال کے ذریعے واضح کر رہا تھا کہ دو کرسیاں ہیں رسالت جا رہی ہے تو کون اس کی جگہ آ رہا ہے آیئے پیغمبر نے بتایا کہ دیکھو اگر نور رسالت اُٹھ رہا ہے تو پہچان لو کہ اسکی جگہ کون

آ رہا ہے غدیر خم کے میدان میں اپنے ہاتھوں کو علیؑ کے ہاتھ میں لے کر بلند کیا اور فرمایا ﴿من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولا﴾ کا اعلان کر کے بتایا جب آفتاب رسالت غروب ہو جائے گا تو مہتاب امامت اس کی جگہ طلوع ہو جائیگا پیغمبر اسلامؐ کا عمل بتا رہا ہے دیکھو اگر میں زبان سے کچھ نہ بھی کہوں تو میرا عمل بتا رہا ہے میں آفتاب کے بعد جاتے ہی مہتاب امامت کی جگمگاہٹ نور بن کے اس قرآن کیسا تھ رہے گی۔ اور بس میں اس مقام پر اتنا اور کہہ دوں کہ ہاں جہاں رسولؐ نے اس مسئلے کو اتنا واضح کیا وہاں رسول نے علیؑ کے ہاتھوں کو بلند کر کے بتا دیا کہ رسول کے ہاتھوں کی عظمت کو دیکھو رسول کے ہاتھوں کی طاقت کو دیکھو یہ ہے مرتبہ رسالت یہ ہے طاقت دست رسالت علیؑ وہ جو باب خیبر کو اٹھائے خیبر کو اٹھانے والا علیؑ وہ دست رسالت پر بلند ہے اب اندازہ کریں دست رسالت کی طاقت کا پیغمبر نے بتلا دیا کہ قرآن اور نور رسالت یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں کبھی الگ نہیں ہو سکتے۔ لن یفترق ان کے درمیان کوئی فرق پیدا نہیں کر سکتا۔ اب جو قرآن کی شان ہوگی وہی نور کی شان ہوگی۔ جو نور کی شان ہوگی وہ قرآن کی شان ہوگی۔ میں تمام مسلمانوں سے ایک سوال کرتا ہوں ؟ کہ قرآن کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے کیا قرآن خطا کار ہے یا نہیں؟

### کیا قرآن معصوم ہے یا غیر معصوم؟::

کیا قرآن کبھی غلطی کرتا ہے یا نہیں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے تو ہر مسلمان





یقیناً یہی کہے گا۔ کہ قرآن میں خدا نے اس کو لاریب کہا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں لاریب فیہ اس میں کوئی شک نہیں اس میں کوئی خرابی نہیں تو قرآن بے خطا قرآن کبھی بھی گمراہی کی طرف نہیں جائیگا۔ قرآن سے کبھی بھی غلطی ممکن نہیں اب میں صرف ایک سوال کرتا ہوں کہ فرض کیجیے کہ دو آدمی ہیں دو ساتھی ہیں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتے جہاں جاتے ہیں ساتھ جاتے ہیں تو خود ہی یہ فیصلہ ہماری عقل کرے گی کہ پہلا جہاں جاتا ہے وہاں دوسرا بھی جاتا ہے جہاں پہلا نہیں جاتا وہاں دوسرا بھی نہیں جاتا۔ قرآن کا کیا طریقہ ہے قرآن کے کچھ سورے مکہ میں اترے اور کچھ مدینہ میں آل محمدؐ کا بھی یہی طریقہ ہے کچھ کی ولادت مکہ میں ہوئی اور کچھ کی مدینہ میں۔ قرآن کا یہ طریقہ ہے کہ اگر چھوٹے سے چھوٹا سورہ بھی قرآن بڑے سے بڑا سورہ ہو تو وہ بھی قرآن۔ آل محمدؐ کا بھی یہ طریقہ ہے کہ عمر میں کم ہو تو بھی امام عمر میں زیادہ ہو تو بھی امام قرآن کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کا اول بھی قرآن اوسط بھی قرآن آخر بھی قرآن ہے اہلبیتؑ کا بھی یہ طریقہ ہے کہ ﴿اولنا محمد اوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد﴾ ہے۔ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن اور اہلبیت میں کبھی جدائی اور فرق نہیں ہوگا۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ قرآن کو تو سب مانتے ہیں مگر قرآن کی باتوں کو ماننے والے کم ہیں اہلبیت کے ساتھ بھی یہی طریقہ ہے کہ

اہلبیت کو ماننے والے تو بے شمار ہیں مگر اہلبیت کی بات ماننے والے بہت کم ہیں ۔قرآن اور اہلبیت کا کام ایک انداز ایک طریقہ کار ایک فرق نہیں تو جہاں فضائل میں دونوں ساتھ ساتھ ہیں تو وہاں مقام مصائب میں بھی دونوں ساتھ ساتھ ہیں ۔اگر قرآن کو جلایا گیا تو ان کے گھر کے دروازے اور خیموں کو بھی جلایا گیا

## مصائب ۔۔مدینہ سے تیاری::

اگر قرآن کو پارہ پارہ کیا گیا تو اہلبیت کے قرآن ناطق کے پاروں کو بھی پارہ پارہ کیا گیا۔کربلا کے میدان میں ننھی سی علی اصغر کی قبر گواہی دے رہی ہے اگر قرآن کو نیزوں پر بلند کیا گیا ہے تو اہلبیت کے کٹے ہوئے سر بھی نیزوں پر بلند ہوئے۔دربار کوفہ اور بازار کوفہ میں نوک نیزہ پر کٹے ہوئے حسین کے سر نے تلاوت کر کے بتا دیا کہ ہمارا جسم اور ہمارا سر الگ ہوسکتا ہے مگر ہم اور قرآن الگ نہیں ہوسکتے ہیں تو جب آل محمدؐ و قرآن میں جدائی ممکن نہیں تو پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آل محمدؐ یہ دیکھیں تخت خلافت پر بیٹھنے والا نوجوانی کے نشے میں چور اقتدار کے نشے میں چور با آواز بلند شراب کا جام ہاتھ میں لے کر پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کیلئے ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نہ کوئی فرشتہ آیا تھا اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی بلکہ آل محمدؐ یہ کیسے برداشت کریں کہ اس قرآن کو جو ہمارے ساتھ سے کبھی الگ نہیں ہوسکتا۔اس قرآن کو ایک





کھیل قرار دیا جائے۔یہ کلام خدا نہیں ہے یہ کہا جائے فقط حکومت حاصل کرنے کیلئے ڈھونگ رچایا گیا۔قرآن کیسے برداشت کرتا کہ اہلبیت کی شان میں کوئی گستاخی کرتا تو قرآن کی آیت فوراً نازل ہوتی ہے۔سئل سائل بعذاب واقع غدیر خم کے میدان میں اگر سوال کرنے والے نے ولایت علیؑ کو ماننے سے انکار کر دیا تو قرآن کے سورے نے اس پر آنے والے عذاب کی خبر دی جب قرآن کی شان میں گستاخی ہو اور حسینؑ برداشت کرلیں گے؟ یہ کیسے ممکن ہے یہ دولت سے اقتدار سے شراب کے نشے میں چور قرآن کو مشکوک قرار دے رہا ہے حسین جا رہے ہیں یہ ثابت کرنے کیلئے مگر قرآن کلام خدا ہے سچا ہے لیکن حسینؑ اکیلا نہیں جائے گا۔تنہا نہیں جائے گا۔حسینؑ خاندان کو لے کر جائے گا۔حسینؑ کو معلوم ہے مجھے بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔معلوم ہے حسین کو کہ میں تو ایک بے آب و گیاہ میدان میں رہ جاؤں گا۔وہ کون ہے جو میرے پیغام کو دنیا والوں تک پہنچائے گا حسین نے ایک مرتبہ سارے خاندان کو جمع کیا اور سب کو یہ پیغام دیا کہ ہمیں چلنا ہے بس اتنا کہا حسین نے کسی نے سوال نہیں کیا۔مولا کس لیے چلنا ہے کتنے دن اکیلے چلنا ہے کہا چلنا ہے آقا کا حکم آ گیا۔حسین کا حکم آ گیا۔تیاریاں ہونے لگیں حسینؑ کا قافلہ تیار کیا جانے لگا۔لوگ جانے کیلئے تیار ہونے لگے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ حسینؑ کی اپنی نگرانی میں قافلہ تیار ہو رہا ہے اس لیے قافلے کی شان ہی کچھ اور تھی مدینے سے حسینؑ

رخصت ہوئے ایک مرتبہ حسینؑ کے حکم سے پہلے تو محلہ بنی ہاشم میں پہرہ لگایا گیا عباس وعلی اکبر ننگی تلوار لے کر محلہ بنی ہاشم میں پہرہ دینے لگے۔ بارہ برس کا بچہ بھی یہاں سے گزرنے نہ پائے اس لیے کہ حسینؑ کا گھرانہ جارہا ہے فاطمہؑ کا خاندان جارہا ہے۔ نبی کی بیٹیاں سوار ہونے والی ہیں بارہ برس کا بچہ بھی یہاں سے نہ گزرے کوئی مکان کی چھت پر آنے نہ پائے سخت ترین پہرہ لگ چکا ہے اور پھر جب سواری کیلئے اونٹ لائے گئے تو اونٹ بھی پوری شان وشوکت کے ساتھ آرہے ہیں۔ ہر اونٹ پر کجاوہ اور محمل ہے محملوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اونٹوں کو لاکر ایک ترتیب کے ساتھ حسینؑ کے بیت الشرف کے سامنے بٹھایا جارہا ہے آپ خود ہی اندازہ کریں یہ 28 رجب کے قافلے کی شان تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی وارث زندہ ہیں۔ حفاظت کرنے والے زندہ ہیں۔ یہی سبب اور وجہ تو تھی۔ جیسے ہی اونٹ گھر کے دوازے پر لائے گئے۔ اور ایک ایک کر کے بی بی کو پیغام پہنچا کہ آپ کی سواری آچکی ہے بیبیاں ایک ایک کر کے بیت الشرف سے باہر آنے لگیں۔ تاریخ میں یہ موجود ہے کہ آنے والی بیبیوں میں ام فروہ نے قدم جیسے ہی باہر رکھا ایک مرتبہ قاسم تڑپ کر آگے بڑھے میری ماں سوار ہونے والی ہے میں اپنی ماں کو سہارا دوں گا ماں کو سہارا دے کر سوار کیا۔ ام لیلی آئیں علیؑ اکبر آگے بڑھے اور آ کر ماں کو سہارا دے کر سوار کرایا ام کلثوم آئیں عباس آگے بڑھے بیٹا نہ سہی چھوٹا بھائی تو ہوں ایک مرتبہ سہارا دے کر





ام کلثوم کو سوار کرایا۔ ساری بیبیاں سوار ہو رہی ہیں اہل حرم سوار ہو رہے ہیں۔ اور آخر میں ثانی زہرا زنیب کبری بیت الشرف سے باہر آتی ہیں۔ زینبؑ کو باہر آتا دیکھا عباس دوڑ کے آگے بڑھے ہاتھوں کو جوڑا اور علیؑ اکبر دوڑ کر آگے بڑھا ہاتھوں کو جوڑا زینبؑ کو سوار کرانے کے لیے عباس وعلی اکبر بے چین ہیں۔ مگر حسینؑ بھی تو یہ منظر دیکھ رہے ہیں ایک مرتبہ آواز دی بھائی عباس تم نہیں علیؑ اکبر بیٹا تم بھی نہیں ابھی میرا بھائی حسینؑ زندہ ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ زینبؑ باہر آئے اور حسینؑ زینبؑ کو سوار نہ کرائے بہن زینبؑ بھائی تجھے سوار کرائے گا اور حسینؑ نے سہارا دے کر زینبؑ کو سوار کرایا۔ اہل حرم کا قافلہ تیار ہوا میں یہ کہتا ہوں جب اتنی شان وشوکت کے ساتھ 28 رجب کو تیار ہوا تھا۔ تو محرم کا قافلہ دیکھیں۔ بیبیوں کے دل پہ کیا قیامت نہ گزری ہوگی ارے کربلا کا میدان ہے اونٹ تو لائے گئے۔ مگر نہ پردے ہیں نہ محمل اور نہ کجاوے ہیں نہ سوار کرانے والے ہیں۔ ہر ایک نے سواری کو دیکھا اپنا اپنا وارث یاد آ گیا ام فروہ کو مدینہ میں محلہ بنی ہاشم کی گلی یاد آئی ہوگی قاسم تو نہ تھے قاسم کے جسم کے ٹکڑے بے شک نظر آئے۔ بس ماں نے صرف اتنا کہا بیٹا بوڑھی ماں سوار ہو رہی ہے کیا تم بھی آگے بڑھ کر ماں کو سہارا نہ دو گے۔ قاسم کا لاشہ تڑپا تو ہوگا۔ شاید آواز بھی دی ہوگی ماں آپ کا قاسم مجبور ہوگیا ہے۔ مگر زینبؑ بھی یہ منظر دیکھ رہی ہیں۔ آگے بڑھی اور کہا بیبیو گھبراتی کیوں ہو اگر کوئی سوار کرانے والا نہیں تو فاطمہؑ کی بیٹی تو

موجود ہے۔عباس کی بہن تو موجود ہے۔آؤ میں تمہیں سہارا دیتی ہوں یہ کہہ کر زینبؑ نے ایک ایک بی بی کو سہارا دیا۔ام فروہ کو بھی سوار کرایا ام لیلیٰ کو بھی سوار کرایا آؤ رباب آؤ زینبؑ تمہیں بھی سوار کرائے گی۔ام کلثوم عباس نہیں تو کیا ہوا زینبؑ تو حاضر ہے آو زینبؑ تمہیں بھی سوار کرائے گی۔ام کلثوم کو بھی سوار کرایا سب کو تو سوار کر دیا مگر جب اپنی باری آئی تو حسینؑ بہت یاد آئے ہوں گے دائیں طرف دیکھا ہوگا۔شاید میرا بھیا حسینؑ کھڑا ہو علیؑ اکبر بہت یاد آئے ہوں گے۔مدینے سے کربلا تک کوئی منزل ایسی نہیں تھی جب علیؑ اکبر نے سہارا نہ دیا ہو بائیں طرف دیکھا ہوگا اکبر تو نظر نہ آئے ہوں گے۔اٹھارہ برس کے لاشے کے سینے میں ٹوٹی ہوئی برچھی کا پھل زینبؑ کو نظر آ گیا ہوگا۔مگر نہ حسینؑ سے فریاد کی نہ علی اکبر سے فریاد کی زینبؑ کو سب سے بڑھ کر اپنا بھیا عباس یاد آ گیا۔ایک مرتبہ فرات کا رخ کیا بھیا عباس تم وہاں آرام کر رہے ہو۔اور یہاں زینبؑ کو کوئی سہارا دینے والا بھی نہیں ہے۔کوئی سوار کروانے والا بھی نہیں بھیا مدینے میں تڑپ کے آئے تھے کربلا میں زینبؑ کیسے سوار ہوگی۔لیکن یہ کربلا کی منزل ہے جس کا وقت ابھی نہیں آیا ابھی تو مدینے کی منزل سے زینبؑ گزر رہی ہے۔

ایک مرتبہ اہل حرم کی سواریاں آئیں۔اہل حرم سوار ہونے لگے۔مگر ایک بات کا تذکرہ میں اور کر دوں۔جب اہل حرم کو حسینؑ کا پیغام پہنچا تھا کہ بیبیو اب





سواریاں آ گئی ہیں اپنی اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ تو ساتھ میں حسینؑ نے ایک پیغام اور دیا تھا۔بیبیو آتے وقت میری بیٹی فاطمہ صغریٰ کو خدا حافظ ضرور کہہ کر آنا لیکن دیکھو صغریٰ سے بات چیت نہ کرنا فقط سر پر ہاتھ پھیر کے آگے بڑھ آنا۔حسینؑ کو ڈر تھا ایسا نہ ہو میری بیٹی صغریٰ کسی بی بی کی سفارش لے کر میرے پاس آ جائے اور حسینؑ صغریٰ کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا میرا دل چاہتا ہے ہاتھوں کو جوڑ کے سوال کروں مولا جب سارا گھرانہ جا رہا ہے تو اس ننھی سی بچی نے کیا قصور کیا ہے آپ صغریٰ کو چھوڑ کے کیوں جا رہے ہیں۔میرا بھیا اکبر بھی جا رہا ہے میرا ننھا بھائی اصغر بھی جا رہا ہے میری پھوپھیاں بھی جا رہی ہیں۔میری ماں بھی جا رہی ہے اور میرا بابا مجھے نہیں لے جا رہا ہے صغریٰ کو چھوڑ کے کیوں جا رہے ہیں۔صغریٰ کا قصور کیا ہے تبھی میرے ذہن میں خیال آیا شاید میرے مولا نے صغریٰ کو اس لیے چھوڑ دیا کہ صغریٰ بیمار تھی سفر میں بیمار نہیں جاتے مگر مولا بیمار تو میرا مولا سید سجادؑ بھی ہے۔اتنا بیمار کہ غشی کی حالت میں ایک بیمار جا سکتا ہے تو دوسرا بیمار کیوں نہیں جا سکتا تبھی میرے ذہن میں خیال آ گیا شاید حسینؑ صغریٰ کو اس لیے نہ لے گئے۔کہ جنگ کے میدان میں جانا ہے۔صغریٰ بچی ہے لڑکیاں میدان میں نہیں جا سکتی ہے مگر جب میں نے دیکھا فاطمہ کبریٰ بھی جا رہی ہے۔سکینہ بھی جا رہی ہے تو بے اختیار میں نے کہا جب باقی لڑکیاں جا سکتی ہے تو پھر صغریٰ کو کیوں چھوڑ کے جا رہے ہیں۔تبھی میرے ذہن میں خیال آ گیا شاید اس

لیے کہ صغریٰ بہت کم سن ہے بہت کم عمر ہے اس لیے حسینؑ نہیں لے گئے لیکن فورا میرے ذہن میں خیال آیا کمسن تو ننھا علیؑ اصغر بھی ہے جہاں پندرہ بیس دن کا علیؑ اصغر جا سکتا ہے تو صغریٰ اصغر سے تو چھوٹی نہیں ہے۔ مولا آپ ہی بتایئے صغریٰ کو چھوڑ کے کیوں جا رہے ہیں۔ حسینؑ نے ابھی تو نہ بتایا صرف اتنا پیغام دیا ۔ بیبیو جاؤ میری صغریٰ کو خدا حافظ کہو اور مزید بات چیت نہ کرنا خدا حافظ کہہ کے آ جانا اب ایک ایک بی بی جاتی ہے صغریٰ کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے بیٹی صغریٰ خدا حافظ اور واپس آ جاتی ہے صغریٰ کا دل چاہتا ہے کہ میں ان بیبیوں کو اپنی نشانی بتاؤں مگر ہمت نہیں پڑ رہی ہے آخر میں صغریٰ کے کمرے میں ثانی زہرا زینبؑ کبریٰ داخل ہوئیں بیٹی فاطمہ صغریٰ خدا حافظ ایک مرتبہ صغریٰ سمجھ گئیں اگر پھوپھی نے میری سفارش نہ کی تو کوئی میری سفارش نہیں کر سکتا زینبؑ کے دامن کو پکڑ لیا پھوپھی اماں بابا سے کہیے مجھے بھی ساتھ لے چلے زینبؑ نے تسلی دی بیٹی صغریٰ گھبراتی کیوں ہو چند دنوں کا سفر ہے ہمیں پلٹ کے آنا ہے سارے گھر والے ملیں گے تڑپ کے کہا نہیں پھوپھی اماں مجھے پتا ہے اب کیا ہونے والا ہے مجھے معلوم ہے کل رات کو بخار تیز تھا گھبرا کے میں بستر سے اٹھی مکان کے صحن میں گئی تو میں نے کیا دیکھا مکان کی پچھلی دیوار کے قریب کوئی نقاب پوش اور سیاہ پوش بی بی بیٹھی ہے۔ ہائے میرے لال ہائے میرا بیٹا کہہ کے ماتم کر رہی ہے۔ پھوپھی اماں میں پہچان گئی یہ میری دادی فاطمۃ الزہراؑ ہیں جو میرے بابا حسینؑ کا ماتم کر رہی ہیں زینبؑ نے ماں کا نام سنا ایک مرتبہ برداشت نہ کر سکی صغریٰ کے بازو کو تھاما حسینؑ کے کمرے کی





جانب چلی ادھر حسینؑ نے یہ منظر دیکھا زینبؑ صغریٰ کو لیکر آ رہی ہے اس سے پہلے کہ زینبؑ کچھ کہے حسینؑ نے آواز دی زینبؑ صغریٰ کی سفارش نہ کرنا زینبؑ تڑپ گئی بھیا صغریٰ نے کیا غلطی کی ہے کہ آپ صغریٰ کی سفارش بھی نہیں سن رہے ۔ زینبؑ کو سب معلوم تھا میرے بعد کربلا میں کیا ہو گا ارے زینبؑ کو سب معلوم تھا زینبؑ کا بچپن ہے میرا مولا علیؑ زینبؑ کو لے کر مکان کے صحن میں ٹہلتا ہے اور اتنا ٹہلتا ہے۔ کہ زینبؑ کے پاؤں دکھنے لگتے ہیں اپنے پاؤں پکڑ کے کہتی ہیں بابا آپ مجھے اتنا کیوں چلا رہے ہیں۔ میرے مولا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بیٹی زینبؑ آج یہ مشق کر لے کربلا کے میدان میں عباس نہیں ہو گا۔ علیؑ اکبر نہیں ہو گا شام غریباں ساری رات تجھے اکیلے پہرا دینا ہو گا۔ بس میرا مولا کہتا ہے زینبؑ تمہیں تو پتا ہے بابا ایک ایک بات بتا کے گئے۔ کربلا کے بعد کیا ہو گا کوفہ و شام کے بازاروں میں میں اپنی ہر بیٹی کی بے پردگی برداشت کر سکتا ہوں مگر صغریٰ کی بے پردگی برداشت نہیں کر سکتا زینبؑ تڑپ کے کہتی ہیں بھیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کہا کیا زینبؑ تمہیں پتا ہے میری باقی بیٹیوں کی شکل یا میرے بابا کی شکل سے ملتی ہیں یا تمہاری شکل سے ملتی ہیں مگر میری فاطمہ صغریٰ میری ماں فاطمہ زہرا کی شبیہہ ہے حسینؑ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنی ماں کی تصویر بازاروں اور درباروں میں ننگے سر نہیں دیکھ سکتا۔

## اسلام اور اہلبیت

### قد جاء کم من الله نور وکتاب المبین

پروردگار عالم کی جانب سے تمہارے پاس نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی

اسلام اور اہلبیت کے عنوان پر قرآن کریم کی آیت کو سرنامہ کلام بناتے ہوئے بات اس منزل پر پہنچی تھی کہ خود خالق کائنات نے یہ اعلان کر دیا کہ میری کتاب انسانوں تک اکیلے نہیں گئی تنہا نہیں گئی۔ بغیر کسی ساتھی کے نہیں گئی میرا دین اسلام بغیر نور کے انسانوں تک نہیں آیا اور جب تک اس کتاب مبین کے ساتھ جب تک اس دین مبین کے ساتھ نور کو اختیار نہ کیا جائے نور کو نہ لیا جائے نہ مومن اسلام کو سمجھ پائے گا نہ کتاب مبین کو سمجھ پائے گا۔ کتاب موجود بھی ہو نور نہ ہو تو انسان کتاب سے استفادہ نہیں کر سکتا ہے نور ہو اور کتاب سامنے نہ ہو تب بھی کتاب سے استفادہ کرنا ناممکن ہے اور آج میں تاریخ اسلام سے ایک ایسا واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو یقیناً اس سے پہلے علماء کرام اور ذاکرین عظام کی زبانی آپ سن چکے ہوں گے لیکن عمومی اعتبار سے اتنی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بیان نہیں کیا جاتا ہے میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں واقعہ بے شک طولانی ہے لیکن آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس طرح سے نور انسان حاصل کرلے پھر اس کے پاس کتاب مبین آئے تو واقعی زندگی کا ہر مسئلہ اپنی زندگی کا ہر گوشہ اسی





کتاب مبین کی مدد سے حل کر سکتا ہے اگر قرآن کے ساتھ نور ہو اور اس نور سے استفادہ کیا جائے تو انسان اس منزل پہ پہنچ جاتا ہے کہ راوی یہ بیان کر رہا ہے کہ میں ایک مرتبہ سفر کر رہا تھا دوران سفر میرا گزر ایک صحرا سے ہوا اور میں صحرا میں دیکھا ایک درخت کے نیچے ایک ضعیف تنہا عورت بیٹھی ہے اب ساڑھے تیرا سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔

جناب فضہ کا قرآن مجید سے جواب دینا::

اس وقت انسانی ذہن اور انسانی خیالات کچھ اور قسم کے ہوتے تھے میں نے دیکھا ایک درخت کے نیچے ایک ضعیفہ بیٹھی ہے میں گھبرا گیا وہ زمانہ ہے کہ جوان مرد بھی سوائے مجبوری کے اکیلے سفر نہیں کرتا ہے یہ ضعیفہ اکیلی اور تنہا اس درخت کے نیچے کیسے ہے خدا معلوم یہ انسان ہے یا جن ہے ایک مرتبہ آگے بڑھا ڈرتے ڈرتے راوی آگے بڑھا اگر انسان ہے تو یقیناً مدد کی محتاج ہو گی کتاب مبین اور نور کا اجتماع ہو جائے تو پھر یہ مثال آگے سامنے آتی ہے راوی آگے بڑھا آگے بڑھنے کے بعد سوال کرتا ہے اے ضعیفہ اتنا بتائیے آپ انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں یا جنوں سے؟ ضعیفہ نے سنا مگر راوی نے غلطی کر دی تھی۔ مسلمان راوی تھا گفتگو کا آغاز سلام سے کرنا چاہیے تھا سلام نہیں کیا پہلے ضعیفہ نے اس کی غلطی بتائی بغیر سلام کے گفتگو کیسے لیکن عجیب انداز سے غلطی بتائی بجائے اس کے کہ اپنی زبان سے کچھ کہتی قرآن کریم کی آیت تلاوت کی 43 سورہ سورہ

زخرف اس کی آیت کو تلاوت کیا: **قل سلام فسوف یعلمون** ۔ پہلے سلام کر پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا راوی نے اپنی غلطی کو محسوس کیا فوراً سلام کیا اب اس ضعیفہ نے سلام کا جواب دیا مگر بڑے عجیب طریقے سے بجائے اس کے کہ عام انداز سے سلام کا جواب دیتی سلام کا جواب قرآن سے دیا چھبیسواں قرآن کا سورہ یٰسین: **سلام قول من رب رحیم** ۔'' کہا تم پر بھی سلام ہو یہ تمہارے رحیم پروردگار کا قول ہے راوی سمجھ گیا قرآن کی آیت کے ذریعے مجھے میرے سلام کا جواب دیا گیا ہے۔

اب اس نے سوال کیا اے ضعیفہ آپ انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں یا جنوں سے؟ ضعیفہ جواب دے رہی ہیں مگر یہ جواب بھی اپنے الفاظ میں نہیں ساتویں سورہ اعراف کی تلاوت کی: **یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد** ''اے بنی آدم ہر نماز سے پہلے اپنے آپ کو زینت دو راوی سمجھ گیا یہ بتا رہی ہیں کہ میں بنی آدم میں سے ہوں راوی نے حیران ہو کر سوال کیا اگر آپ بنی آدم ہیں تو اس سنسان جنگل میں اکیلے کیوں موجود ہیں؟ ضعیفہ نے اس سوال کا جواب بھی دیا مگر پھر قرآن کی مدد سے سورہ اعراف ہی کی آیۃ کی تلاوت کی: **ومن یضلل اللہ فلا ھادی له** ......'' جسے خدا راستے سے بھٹکا دے کون اس کی ہدایت کرے گا راوی سمجھ گیا کہ ضعیفہ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں راستہ بھول گئی ہوں راوی نے حیران ہو کر کہا آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟ یہ





بھی کیا سوال ہے اب جواب میں کچھ بولنا پڑے گا مگر ضعیفہ نے اب بھی جواب دیا تو قرآن کے پنتالیسویں سورہ سورہ حٰم سجدہ کی آیت سے: **اولئك ینادون من مکان بعید** ......وہ لوگ بہت دور سے بلائے جاتے ہیں راوی سمجھ گیا ضعیفہ بتا رہی ہیں کہ میں بہت دور سے آئی ہوں۔

کون سی جگہ پتا تو چلے ملک کون سا ہے پھر سوال کیا اپنے علاقے کا نام بتایئے؟ اب تو نام لینا پڑے گا مگر نور اور کتاب مبین کی یکجائی کا نتیجہ یہ ہے کہ ضعیفہ نے پھر جواب دیا تو قرآن سے ستر ہواں سورہ ہے قرآن کا اسراء ایک پھر آیۃ کی تلاوت کی: **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی مسجد الاقصیٰ** ۔'' پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کی تاریکی میں مسجد حرام سے مسجد اقصی کی جانب لے گئی راوی سمجھ گیا یہ ضعیفہ شام کے علاقے سے آئی ہیں جہاں مسجد اقصیٰ ہے۔

راوی نے کہا آپ کا ارادہ کہاں کا ہے جانا کہاں ہے؟ اب تو شاید کچھ بولنا پڑے مگر نہیں پھر جواب قرآن ہی کے ذریعے دیا جا رہا ہے قرآن کا تیسرا سورہ آل عمران: **ولله علیٰ الناس حج البیت من استطاع الیه** ......'' جس کے پاس حیثیت ہے اس پر واجب ہے کہ خانہ کعبہ کا حج کرے راوی سمجھ گیا بتا رہی ہیں میں کعبہ کی جانب جا رہی ہوں۔

راوی نے ایک مرتبہ دریافت کیا آپ کو اپنے قافلے سے الگ ہوئے اور

راستہ کھوئے ہوئے کتنے دن ہوئے ہیں؟ راوی کو توقع ہے کہ اب تو انہیں کچھ بولنا پڑے گا بولی تو سہی مگر پھر آیۃ قرآن کی مدد لیتے ہوئے سورہ مریم انیسواں سورہ اس کی آیۃ کی تلاوت کی: وثلاث لیال سویاً ...... ''تین مسلسل راتیں راوی سمجھ گیا بتا رہی ہیں تین راتوں سے میں راستہ بھولی ہوئی ہوں۔

ایک مرتبہ راوی نے ایک اور سوال کیا پھر آپ کے کھانے پینے کا کیا ہوتا ہے اب جو جواب دیا یہ بھی قرآن کریم ہی کی مدد سے جواب دیا جا رہا ہے دیکھیے قرآن ہمارے پاس بھی ہے لیکن جب تک یہ نور نہ ہو اس انداز سے کوئی کلام نہیں کر سکتا۔ سورہ شعرئ قرآن کا چھبیسواں سورہ اس کی آیۃ کی تلاوت کی: والذی ھو یطعمنی ویسقین ...... ''میرا پروردگار میرے کھانے پینے کا انتظام کر دیتا ہے۔ راوی سمجھ گیا کہ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہیں نہ کہیں سے کھانے کی چیزیں مل جاتی ہیں۔

راوی نے فوراً اگلا سوال کیا کھانے پینے کا مسئلہ تو حل ہو گیا مگر آپ کے پاس پانی تک نظر نہیں آ رہا نماز کیسے پڑھی جاتی ہے پھر قرآن کے ذریعے جواب سورہ مائدہ کی آیت: فلم تجدوا ماء فتیمموا سعیداً طیباً ...... ''اگر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو راوی سمجھ گیا بتا رہی ہیں تیمم کر کے اپنی نمازیں ادا کرتی ہوں۔

راوی نے ایک مرتبہ پوچھا کیا آپ کو کھانے کی حاجت ہے؟ اب جواب





دیا مگر یہ جواب بھی قرآن ہی کے ذریعے سے اکیسویں سورہ انبیاء کی آیۃ کی تلاوت کی: وما جعلنھم جسدا الا یا کلون الطعام وماکانوا خالدین 'ہم نے ان لوگوں کے جسم بنائے ہیں جن کو کھانے کی ضرورت پڑتی ہے راوی سمجھ گیا کہ کہہ رہی ہیں مجھے کھانے کی حاجت ہے۔

ایک مرتبہ راوی نے کھانے کا سامان رکھا یہ کھانا حاضر ہے اب اپنی مجبوری بتائی مگر وہ بھی قرآن کے ذریعے سورہ بقرہ کی تلاوت کی: واتمو الصیام الیٰ الیل ...... ''روزہ رکھو تو رات تک اپنے روزے کو مکمل کرو راوی سمجھ گیا بتا رہی ہیں کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔

راوی نے حیران ہو کر کہا روزہ کیسا رمضان کا مہینہ تو ہے نہیں یہ تو حج کا مہینہ ہے ایک مرتبہ پھر بتایا کہ یہ میں نے کونسا روزہ رکھا ہے مگر یہ بھی قرآن کے ذریعے سے سورہ بقرہ ہی کی آیت کی تلاوت کی: ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم ...... ''جو مستحب نیکی انجام دے گا تو وہ دیکھے گا کہ اللہ جاننے والا اور اس کو جزاء دینے والا ہے راوی سمجھ گیا کہ یہ بتا رہی ہیں کہ میں نے سنتی روزہ رکھا ہے مگر اب تک کی جو گفتگو ہوئی تو راوی گھبرا گیا یہ کیسی گفتگو ہو رہی ہے میں سوال کر رہا ہوں مجھے سوال کا جواب مل تو رہا ہے مگر ہر چیز کے بارے میں قرآن کی آیت کی روشنی میں۔

ایک مرتبہ راوی نے گھبرا کر کہا آپ یہ کس طرح سے کلام کر رہی ہیں کیا

اپنی عام زبان میں گفتگو نہیں کر سکتیں تو انہوں نے بتایا کہ میں قرآن کو کیوں بار بار تلاوت کر رہی ہوں مگر یہ جواب بھی قرآن ہی کے ذریعے سے دیا پچاسواں سورہ کہف اس کی آیت کی تلاوت کی: **وما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔** ''تم اپنی زبان سے تلفظ نہیں کرتے مگر اس کے لکھنے والے دو رقیب فرشتے موجود ہیں راوی سمجھ گیا کہ یہ کہہ رہی ہیں انسانی کلام تو لکھا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے بارے میں باز پرس بھی ہوگی تو میں اس لئے سوائے کلام خدا سے کلام نہیں کر رہی ہوں۔

راوی نے ایک مرتبہ یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان خاتون کا تعلق کس خاندان سے ہے سوال کیا آپ کا نام آپ کے خاندان آپ کا قبیلہ بہت ذاتی سوال تھا ضعیفہ کو پسند نہیں آیا ایک مرتبہ راوی کو ڈانٹا مگر یہ بھی قرآن کے ذریعے سے قرآن کی سورہ اسراء کی تلاوت کی: **ولا تقف لیس لك به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسئولا** ''خبردار ایسی چیز کے پاس نہ رکا کرو کہ جس کا تم سے تعلق نہ ہو کیا تمھیں معلوم نہیں قیامت کے دن کان آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جائے گا راوی سمجھ گیا مجھے یاد نہیں ہے کہ وہ سوال کیوں کرتے ہو جس کا تم سے کوئی تعلق نہیں فضول گفتگو کرو گے تو میدان قیامت میں اس کا حساب دینا پڑے گا۔

راوی نے فوراً اپنی غلطی کو مانا اور کہا کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوگئی اور انہوں





نے اس کی غلطی کو معاف کیا مگر وہ بھی قرآن کے ذریعے سے بارہویں سورہ سورہ یوسف کی آیت کی تلاوت کی: **لا تثریب علیکم الیوم** ۔'' جاؤ آج تم سے کوئی سوال وجواب نہیں یوسف کہہ رہے ہیں آج تمہاری کوئی غلطی نہیں ۔ساری خطائیں معاف راوی سمجھ گیا یہ بتا رہی ہیں میں نے تمہاری غلطی کو نظر انداز کیا۔

اب راوی کہتا ہے کیا آپ میری سواری پر سوار ہونگی کہ میرے ساتھ چلیں گی انھوں نے جواب دیا مگر یہ جواب بھی قران ہی کے ذریعے سے چھبیسویں سورہ سورہ یٰسن کی تلاوت کی: **وذللنها لهم فمنها رکوبهم ومنها یاکلون۔** ''ہم نے جانوروں کو انسان کا فرمانبردار اور مطیع بنایا ہے کہ انسان ان پر سواری کرتا ہے اور ان کا گوشت کھاتا ہے سمجھ گیا راوی کہ یہ کہہ رہی ہے میں سوار ہونے کے لیے تیار ہوں۔ وہ اپنی سواری کو کھڑا کرتا ہے ان سے کہتا ہے کہ آیئے تشریف لائے وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں آہستہ آہستہ چلنے لگیں راوی کو جلدی تھی ایک مرتبہ گھبرا گیا غصہ سے کہا ذرا جلدی سے آیئے مجھے دیر ہو رہی ہے انہوں نے دیکھا راوی کی گفتگو کو سنا راوی کو ایک مرتبہ پھر ڈانٹا مگر یہ بھی قرآن کے ذریعے سے سورہ بقرہ کی آیۃ تلاوت کی: **ولا یکلف الله نفساً الا وسعها** ۔'' خداوند کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق جو وہ اٹھا سکے راوی سمجھ گیا بتا رہی ہیں میں کمزور ہوں ضعیف ہوں میں بوڑھی

ہوں آہستہ آہستہ آؤں گی ایسا مطالبہ کیوں کر رہے ہو کہ میں پورا نہیں کر سکتی ہوں ایک مرتبہ راوی خاموش ہوا ضعیفہ قریب آئیں راوی سواری پر ذرا آگے کی جانب بیٹھا پیچھے کی جگہ کو خالی کیا اور ان سے کہا سوار ہو جایئے وہ رک گئیں اور رکنے کے بعد سوار ہونے سے انکار کر دیا مگر یہ جواب بھی قرآن کریم ہی کی آیۃ کے ذریعے سے سورہ انبیاء اکیسواں سورہ اس کی آیۃ کی تلاوت کی: **ولو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا ......** ''اگر زمین و آسمان میں اس سے زیادہ خدا ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا سمجھ گیا کہ وہ کہہ رہی ہیں میں تیرے ساتھ شریک ہو کر سواری پر نہیں بیٹھوں گی میں الگ اور تنہاء بیٹھوں گی راوی اتر آیا لیکن ضعیفہ اب تک سوار نہیں ہوئیں راوی حیران ہوا سوال کیا آپ سوار کیوں نہیں ہو رہیں اپنی مجبوری بتائی مگر یہ بھی قرآن کے ذریعے سے چوبیسویں سورہ سورہ نور کی آیۃ تلاوت کی **قل للمومنین یغضوامن ابصار هم** 'اے رسول صاحبان ایمان سے کہہ دیجیے کہ جب تمہارے سامنے عورتیں آئیں تو وہ اپنی نگاہوں کو نیچا کر لیں راوی سمجھ گیا یہ بتا رہی ہیں تو اپنی نگاہیں پھیرے تو میں سوار ہوں گی اور میں نے اپنی نگاہیں ہٹا لیں رخ پھیر کے کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر گزری راوی کی کان میں سورہ شوریٰ کی ایک آیۃ آئی جس کی انہوں نے تلاوت کی تھی: **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ......** ''اے صاحبان ایمان تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہاری کسی غلطی یا عمل کے نتیجے میں آتی ہے





راوی سمجھ گیا کہ یہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہیں غور سے دیکھا تو ابھی وہ سوار نہیں ہو پائی ہیں ان کا لباس اونٹ کے کجاوے میں پھنس گیا ہے راوی آگے بڑھا ان کے لباس کو کجاوے سے نکالا اور پھر اپنا رخ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ یہ کتاب وہی ہے قرآن وہی ہے ہزار مرتبہ ہماری پڑھی ہوئی کتاب ہے لیکن اگر نور کے ساتھ کتاب ہو تو ایسی مثال ہمارے سامنے آتی ہے مگر اب راوی پریشان ہے کہ مجھے کیسے پتا چلے کہ یہ سوار ہو گئی ہیں میں تو منہ پھیر کر کھڑا ہوں اب اسی پریشانی میں ہے کہ پھر چھتالیسویں سورہ سورہ زخرف کی آیت کی تلاوت: **سبحان الذی سخر لنا هذا وما ......** ''پاک ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا جبکہ ہم اس کے حقدار نہ تھے راوی سمجھ گیا کہ وہ آرام اور احترام کے ساتھ اونٹ پر بیٹھ چکی ہیں چنانچہ راوی نے اونٹ کو کھڑا کیا اور لے کر چلا راوی کو ذرا جلدی ہے اس لیے تیزی سے دوڑا کر لے جا رہا ہے اور اونٹ چلانے والوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے جانور کو تیزی سے دوڑانے کے لیے گانا گاتے ہوئے جاتے ہیں جسے حراء کہتے ہیں گانا بھی گا رہا ہے اونٹ کو بھی دوڑا رہا ہے غالباً ان ضعیفہ کو یہ بات پسند نہیں آئی سورہ لقمان اکتیسواں سورہ کی آیۃ تلاوت کی: **واقصد فی مشیک واغضض من صوتک** ۔''ہاں لقمان اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں جب چلو تو اعتدال کے ساتھ چلو درمیانی رفتار سے چلو اور اپنی آواز کو بہت بلند نہ کرو راوی سمجھ گیا مجھ سے کہہ رہی

ہیں کہ میں آہستہ چلوں اور چیخ کر نہ بولوں میں نے اپنی رفتار کو کم کردیا آواز کو کم کردیا لیکن غالبا انہیں میرا گانا پسند نہیں آرہا تھا چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کی تہترویں سورہ سورہ مزمل کی مدد سے مجھے پھر ٹوکا: **ورتل القرآن ترتیلا** ـ'' قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھا کرو میں سمجھ گیا کہ وہ کہہ رہی ہیں تلاوت قرآن کرو میں نے فوراً گانے کو بند کرکے تلاوت شروع کردی انہیں میرا یہ عمل پسند آیا پھر مجھے شاباش دی مگر پھر قرآن کے ذریعے سے شاباش دی جارہی ہے سورہ بقرہ کی آیۃ کی تلاوت کی: **وما یذکر الا اولو الالباب** ...... ''نصیحت نہیں مگر صاحبان عقل کے علاہ کوئی قبول نہیں کرتا میں سمجھ گیا وہ میری تعریف کررہی ہیں کہ میں نے ان کی بات کو مانا ابھی ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ میں نے ایک اور سوال ان سے کردیا:

آپ کے شوہر زندہ ہیں؟ انہوں نے اس سوال کا جواب تو دیا مگر وہ بھی قرآن کے ذریعے سے سورہ مائدہ کی تلاوت کی: **یا یها الذین آمنو لا تسئل عن اشیاء** ...... ''اے ایمان لانے والو ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر تمہیں بتادی جائیں تو تمہارے دل کو تکلیف ہوگی راوی سمجھ گیا کہ یہ کہہ رہی ہیں اس سوال کا جواب تمہیں دکھ دے گا غالبا یہ بیوہ تھیں ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تھا۔ اب راوی کہہ رہا ہے کہ میں ان کو لے کے جارہا ہوں کہ جتنی دیر تک ہم چلتے رہے میں نے دیکھا جو سوال میں کرتا ہوں اس کا





جواب قرآن کی آیۃ کے ذریعے دیا جارہا ہے یہاں تک کہ راستے میں مختلف قافلے آئے میں نے پوچھا یہ تو آپ کا قافلہ نہیں۔ یہ قافلہ ان کا نہیں تھا منع کیا مگر وہ بھی قران کے ذریعے یہاں تک کہ چلتے چلتے ایک قافلہ اور نظر آیا میں نے سوال کیا اس قافلہ سے تو آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے عجیب جواب دیا، جواب اب بھی قرآن کے ذریعے سے دیا میرا اس قافلے سے کیا تعلق ہے سورہ کہف اٹھارہواں سورہ: **المال والبنون زینة الحیوة الدنیا**......'' کہ مال اور اولاد انسان کی دنیا کی زندگی کی زینت ہے میں سمجھ گیا کہ اس قافلے میں ان کا مال بھی ہے ان کی اولاد بھی ہے۔

میں نے ایک مرتبہ سوال کیا آپ کی اولاد اگر ہے تو ان کے نام کیا ہیں؟ اب یہ بڑا مشکل سوال تھا اب تو لامحالہ ان کو بولنا پڑے گا مگر نیہ ضعیفہ نور کی روشنی میں کتاب مبین کو حاصل کرچکی ہیں اس لیے اس سوال کا جواب بھی قرآن کی مدد سے دیا قرآن کی بعض آیتوں کی تلاوت کی پہلا سورہ نساء کی تلاوت کی: **واتخذالله ابراهیم خلیلا** ۔ خدا نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا دوبارہ دوسری آیۃ کی تلاوت کی: **وکلم الله موسیٰ تکلیما** ۔ خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اس کے بعد سورہ ص کی آیت کی تلاوت کی: **یا داود انا جعلنك خلیفة فی الارض** ۔'' اے داؤد ہم نے زمین میں تمہیں خلیفہ بنایا پھر سورہ مریم کی تلاوت کی **یا یحیٰ خذالکتاب بقوة** ۔ اے یحیٰ کتاب کو مضبوطی

سے تھام لو پھر سورہ آل عمران کی تلاوت کی: **وما محمد الا رسول** ۔محمد نہیں ہیں مگر رسول ہیں۔

سمجھ گیا ان کے پانچ بیٹے ہیں ایک کا نام ابراہیم دوسرے کا نام موسیٰ تیسرے کا نام داؤد چوتھے کا نام یحییٰ اور پانچویں کا نام محمد مگر قافلہ بڑا ہے کیسے پتہ چلے ایک نام کے تو کئی آدمی نکل آئیں گے کیسے پتا چلے ان کے بیٹے کون سے ہیں میں نے پوچھا آپ کے بیٹے کام کیا کرتے ہیں؟ اب تو کچھ بولنا پڑے گا مگر پھر جواب قرآن کے ذریعے سے دیا جا رہا ہے سورہ نحل اس کی آیت کی تلاوت کی: **وعلامات بالنجم هم يهتدون** ۔"ان کی نشانیاں ہیں اور ستاروں کے ذریعے سے راستہ ڈھونڈتے ہیں میں سمجھ گیا کہ اس ضعیفہ کے بیٹے قافلہ والوں کو راستہ بتایا کرتے ہیں میں قافلے میں گیا پوچھا راستہ بتانے والوں کا خیمہ کہاں ہے وہاں گیا بہت سارے لوگ تھے پانچ کے نام لیے پانچ نوجوان آ گئے کہا کیا کام ہے میں نے کہا کیا تمہاری والدہ تمہارے ساتھ ہیں گھبرا گئے وہ تو کافی عرصہ سے کھوئی ہوئی ہیں ہم مجبور ہیں ہم رک جاتے تو قافلے کی رہبری کون کرتا کیا تمہارے پاس کوئی خبر ہے میں نے کہا چلو تمہاری والدہ میرے ساتھ ہیں لے کر آیا ماں کو دیکھ کر خوشی سے بے حال ہو گئے لیکن اس ضعیفہ نے ایک مرتبہ اپنے بیٹوں کو مخاطب کیا اور میری مہمانی کا حکم دیا مگر عجیب بات کہ حکم بھی قرآن ہی ذریعے سے دیا جا رہا ہے اٹھارہویں سورہ کہف کی تلاوت کی





:**فابعثوا احدكم بورقكم هذه الىٰ مدينة ايها اذكىٰ طعاماً** دیکھو سورہ کہف میں ایک واقعہ ہے کہ یہ پیسے لے کر جاؤ بازار میں دیکھو پاک و پاکیزہ اور بہترین کھانا کونسا ہے وہ لے کر آؤ میں سمجھ گیا کہ اپنے بیٹوں سے کہہ رہی ہیں کہ اس کے لئے کھانے کا انتظام کرو بیٹے بہترین کھانا لے کر آئے اب وہ مجھ سے کہنا چاہ رہی ہیں کھانا لو مگر جو دعوت تھی وہ بھی سورہ الحاقہ کی آیۃ کی مدد سے :**كلو واشربو هنيا بما اسلفتم**

کھاؤ اور پیو اطمینان کے ساتھ اس نیکی کے بدلے میں جو تم پہلے کر چکے ہو میں سمجھ گیا وہ کھانے کا حکم دے رہی ہیں میں نے ذرا تکلف کیا۔ میں نے ذرا مروت سے کام لیا انہوں نے فوراً سورہ رحمٰن کی تلاوت کی: **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** ۔احسان کا بدلہ تو یہی ہے کہ تم بھی احسان کرو۔ اب میں نے کھانا شروع کیا کھانا مکمل ہوا میں چلنا چاہتا تھا پھر انہوں نے اپنے بیٹوں کو کچھ یاد دلایا مگر یہ بھی قران کی مدد سے اٹھائیسواں سورہ قصص کی آیۃ کی تلاوت کی: **يا ابت استجره ان خير من استجرت القوى الامين** ۔یہاں شعیب کی بیٹی اپنے باپ سے کہتی ہے کہ اے بابا اس نوجوان نے پانی بھرنے میں ہماری مدد کی ہے آپ اسے کچھ اجرت دیجیے اس لیے کہ اجرت کا حق دار وہی ہے کہ جو امین ہو میں سمجھ گیا یہ اپنے بیٹوں سے کہہ رہی ہیں کہ مجھے کچھ انعام بھی دیا جائے کچھ پیسے کر آئے ماں کو اتنی کم مقدار پسند نہیں آئی

مگر پھر قرآن کے ذریعے سے بیٹوں کو نصیحت کی سورہ بقرہ: **واللہ یضاعف لمن یشاء** ۔خدا جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے میں سمجھ گیا کہ کہہ رہی ہیں رقم میں اضافہ کرو بیٹوں نے رقم بڑھائی ماں کو پھر پسند نہ آئی بیٹا کہتا ہے مادر گرامی پھر میں کتنا دوں تو ماں نے اس کا جواب بھی قرآن کی مدد سے دیا: **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** ۔جو ایک نیکی کرتا ہے اس کے لئے دس گناہ حسنہ ہے میں سمجھ گیا کہ ماں کہہ رہی ہے اسے دس گناہ کر دو دس گناہ قیمت کر کے مجھے دے دیے گئے پیسے میں نے لیے مگر ضعیفہ کو خیال آ گیا کہیں یہ نہ سمجھوں کہ مجھے پیسے دے کر میرا احسان اتارا جا رہا ہے فوراً قرآن کے چھہترویں سورہ سورہ دھر کی آیہ کی مدد سے بتایا: **ان ھذا کان لکم جزآء وکان سعیکم مشکورا** یہ تو فقط تمہاری محنتوں کا ایک انعام ہے اور تمہاری کوشش پر ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں میں سمجھ گیا کہ ضعیفہ کہہ رہی ہے کہ یہ احسان کا بدلہ نہیں ہے یہ تو مختصر سا انعام ہے ہم تمہارا احسان مانتے ہیں میں خدا حافظ کہہ کے چلا باہر آنے کے بعد بیٹوں سے پوچھا یہ تمہاری ماں کو کیا ہو گیا ہے کہ کس طریقے سے گفتگو کر رہی ہیں بیٹے مسکرا کر کہتے ہیں کہ تم نے تو فقط دو دن یا تین دن سنا ہم چالیس سال سے اپنی ماں کو دیکھ رہے ہیں چالیس سال گزر گئے ہماری ماں نے ساری زندگی سوائے قرآن کے کوئی کلام نہ کیا اب تو میری حیرت بڑھ گئی کہ یہ کون خاتون ہیں جو چالیس سال تک سوائے قرآن کے اور





کوئی کلام ہی نہیں کرتیں۔ میں نے گھبرا کے پوچھا کہ تمہاری ماں ہیں کون حیران ہو کے مجھے دیکھا کیا اب تک تمہیں پتا نہیں چلا ہماری ماں شہزادی فاطمہؑ کی کنیز فضہؓ ہیں۔

یہیں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فضہؓ کی یہ کیفیت اور منزلت ہے تو جس نے فضہ کو یہ سب کچھ عطا کیا تو وہ خود کس منزل پہ ہوگا وہ کس مقام پہ ہوگا مگر دنیا کی بدقسمتی دنیا کی بدبختی کہ اسی کے بارے میں یہ شک اور شبہ پیدا کیا جانے لگا کہ فضہ کو فضہ بنانے والا فضہ کو اس منزل پہ لانے والا پڑھا لکھا تھا یا جاہل تھا (معاذ اللہ) عجیب بات مسلمان آج تک اس مسئلے کو حل نہ کر پائے کہ رسول معاذ اللہ پڑھے لکھے تھے یا جاہل؟ آپ نے علماء کرام سے تو آیتوں کی تفسیر سنی ہوگی آیئے ذرا امام کی بارگاہ میں چلیں ایک مرتبہ کسی نے جا کر ہمارے پانچویں امام محمد باقر علیہ السلام سے یہی سوال کر دیا مولا سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ پروردگار عالم نے ایک بے پڑھے اور جاہل کو اپنا نبی اور کائنات کا ہادی کیوں بنایا امام حیران ہو گئے یہ تم سے کس نے کہا کہ ہمارے جد معاذ اللہ علم سے نا آشنا تھے کہا مولا اکثر مسلمان کہتے ہیں امام نے کہا ان کے پاس کوئی دلیل ہے کہا مولا ان کی دلیل قرآن ہے اب تو امام کی حیرت اور بڑھی اور اس شخص نے یہ آیت پڑھی: **ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم** ۔" خدا وہ ہے جس نے امیوں میں رسول بھیجا اور کہتا ہے امی کے معنی جاہل کے ہیں جب

امیوں میں سے رسول آئے گا تو وہ بھی معاذ اللہ بے پڑھا لکھا ہوگا امام نے کہا کہ آدھی آیت پڑھ لی آدھی آیت نہیں پڑھی آگے تو دیکھ خدا کیا کہہ رہا ہے آگے آیۃ کو مکمل تو کرو ایک مرتبہ راوی نے آیۃ کو مکمل کیا: **یتلوا علیھم آیاتہ** وہ رسول آیات خدا کی تلاوت کرتا ہے: **ویزکیھم** لوگوں کو پاک کرتا ہے: **ویعلمھم الکتاب والحکمۃ** ۔''انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے قرآن خود ہی انہیں تعلیم دینے والا ہے کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دینے والا ہے تم ہی بتاؤ جو کتاب وحکمت کی تعلیم ساری دنیا کو دینے والا ہے وہ بے پڑھا لکھا کیسے ہوسکتا ہے خود قرآن کہہ رہا ہے وہ تعلیم کتاب دینے آیا ہے اور کتاب وہ جس میں کائنات کا ہر علم اس کے اندر ہے تو کیسے ممکن ہے کہ کتاب کی تعلیم دینے والا خود بے پڑھا لکھا ہو لیکن ہاں دنیا کو یہ غلط فہمی کیوں ہوگئی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دنیا نے سیرت رسول کو دیکھا اور دنیا کو یہ نظر آیا کہ رسول سترہ ربیع الاول کو پیدائش سے لے کر 28 صفر وفات تک نہ کہیں تعلیم لینے گئے نہ کہیں پڑھنے گئے نہ کسی کے سامنے زانو تلمیذ کو تہہ کیا تو دنیا کہہ اٹھی رسول نے کہیں پڑھا نہیں ہے اس لئے رسول معاذ اللہ جاہل ہونگے۔

فرض کیجئے میں دین کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ کسی اور شہر میں جاؤں لاہور کے صاحبان ایمان نے دعوت دی آیئے یہاں آکر ذکر امام کیجئے شرف ہے سعادت ہے توجہ رہے اس مثال پر میں چلا لاہور میں پہنچا عزاخانے





میں صاحبان ایمان کا اجتماع ہے بانیان مجلس اسٹیشن سے عزاخانے میں لے گئے مجمع حاضر تھا مجلس کی تیاری تھی وقت آیا کہ بسم اللہ میں ممبر کی جانب چلا ابھی ممبر پہ قدم رکھا تھا کہ مجمع کے درمیان میں سے کوئی کھڑا ہوگیا اور کھڑا ہونے کے بعد احتجاج کرنے لگا کہ آپ کس کو لاکر منبر پر بٹھا رہے ہیں ہم یہاں پر آتے ہیں کچھ حاصل کرنے کے لئے یہ جاہل اسے کچھ نہیں آتا اس نے ایک حرف نہیں سیکھا اسے لا کے منبر پر کہاں بیٹھا دیا لوگ حیرت سے اس کی جانب متوجہ ہوئے کہا بھائی یہ تم کیسے کہہ رہے ہو کیا ان کو جانتے ہو کیا ان کی پوری زندگی تمہارے سامنے ہے کہا نہیں میں انہیں کیا جانوں نام ہی اس دن سنا جس دن آپ نے اعلان کیا اب تو لوگوں کی حیرت اور بڑھی کہ پھر تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ بالکل جاہل ہیں کہا کہ جس دن سے انہوں نے لاہور میں قدم رکھا جتنے بجے لاہور میں آئے اس وقت سے میں مسلسل ان کو دیکھ رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے کہیں جا کے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی لاہور کے ایک ایک سکول میں گیا ایک ایک مدر۔ میں میں گیا ایک ایک تعلیمی ادارے میں گیا ایک ایک ٹیچر سے پوچھا کیا انہوں نے تم سے پڑھا ہے تو انہوں نے کہا نہیں آج تک انہوں نے ہم سے تعلیم حاصل نہیں کی تو جب یہاں انہیں کسی نے پڑھایا نہیں یہ کسی سے سیکھے نہیں تو یقیناً یہ جاہل ہونگے اب یہ بتایئے اگر وہ یہ اعتراض کردے تو جواب اسے کیا ملے گا مجمع کی جانب سے مجمع یہی تو کہے گا اے شخص غلطی تیری ہے تو نے ان کے

آنے کے بعد ان کی تعلیم کے بارے میں تحقیق کی تو لاہور میں تحقیق کی یہ لاہور کے ہیں کب؟ یہاں تو عارضی طور پر آئے ہیں آج آئے ہیں کل چلے جائیں گے اگر ان کی تعلیم کے بارے میں معلوم کرنا ہے تو جہاں سے آئے ہیں وہاں جا کر پوچھو پڑھ کر آئے ہیں یا بے پڑھے رسول کے ساتھ بھی دنیا کو یہی غلط فہمی ہوئی رسول کو دیکھا کہ مدینے میں کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی مکہ میں کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی، دنیا نے یہ کہا جس نے کہیں نہ پڑھا ہو وہ یقیناً بے پڑھا لکھا ہوگا مگر دنیا والو یہ غلطی تمہاری ہے رسول مدینے کے نہیں کہ مدینے میں تحقیق کرو رسول مکہ کے نہیں کہ مکہ میں تحقیق کرو وہ عرش سے آئے ہیں اگر ان کے بارے میں معلوم کرنا ہے تو مدینے اور مکہ میں معلوم نہ کرو جا کر عرش کے مدرسے میں معلوم کرو کہ بھیجنے والے نے کس شان کے ساتھ بھیجا ہے پتا کرو کہ کس شان سے آئے ہیں تو دنیا میں تم نے رسول کو دیکھا اور تم ٹھوکر کھا گئے اس لئے کہ تم نے رسول کو قیاس کیا عام دنیا والوں پر جس طرح عام دنیا کے بچے ہیں مدرسے میں کچھ پڑھتے ہیں تو کچھ سیکھتے ہیں بس یہی غلط فہمی تو دنیا کو رہی رسول کے بارے میں بھی اور آل رسول کے بارے میں بھی یہی خیال کیا جاتا رہا کہ جیسے ہم ہیں ویسے ہی یہ ہوں گے اور یہ یاد رکھئے کہ ہر اس آدمی نے ٹھوکر کھائی اور نقصان اٹھایا جس نے رسول کو اپنے جیسا سمجھا یا آل رسول کو اپنے جیسا سمجھا۔





## مصائب شہادت امیر مسلم بن عقیل ::

میں معصوم کی مثال کیا دوں وہ تو ہماری عقلوں سے ماورا ہیں میں اس کی مثال دے دوں جو معصوم نہیں ہے مگر معصوم اسے اتنے اعتماد کے ساتھ بھیج رہے ہیں کہ یہ کہہ کر بھیج رہے ہیں کہ مسلم کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اتنے اعتماد کے ساتھ آپ نے یہ جملہ سنا ہوگا کہ اگر چہ کہ بہت بعد کی منزل پہ یہ جملہ آتا ہے مگر موضوع کی مناسبت سے پیش کر دوں کہ جب مسلم طوعہ کے گھر کے سامنے اپنے جہاد میں مصروف تھے اور لشکر پہ لشکر آ رہے تھے ابن زیاد کی جانب سے اور محمد ابن اشعث بار بار پیغام بھجوا رہا تھا کہ اور فوج بھیجی جائے تو ابن زیاد حیران ہو کر کہہ رہا تھا کہ ایک اکیلا آدمی اور اتنی فوج گئی اور تم اسے قابو نہ کر سکے یہ وہی غلطی اپنے جیسا سمجھ رہا تھا محمد ابن اشعث کا جواب کیا تھا اے ابن زیاد کیا تو نے یہ سمجھا ہے کہ میں کوفے کے کسی سبزی فروش سے لڑنے گیا ہوں یہ خاندان بنی ہاشم کا شیر ہے شیر بنی ہاشم ہے اسے گرفتار کرنا آسان کام نہیں ہے خود دشمن کی زبان پہ یہ آ گیا کہ یہ ہم جیسا نہیں ہے اس خاندان کی شان ہی کچھ اور ہے اس خاندان کا مقام ہی کچھ اور ہے مگر اس خاندان کی مثال اگر کہیں ملتی ہے تو اسی خاندان کے اندر۔ میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی علیؑ امام وقت امام عصر آخر علیؑ کو عقیل سے مشورہ لینے کی کیا ضرورت پیش آئی کہ بھائی عقیل میں یہ چاہتا ہوں کہ عرب کے بہادر ترین خاندان میں رشتہ کروں کیا علیؑ نہیں جانتے تھے

عقیل سے کیوں پوچھا گیا مولانا مرحوم یہ کہتے ہیں میری سمجھ میں یہی بات آرہی ہے کہ عقیل سے پوچھنا نہیں چاہتے تھے عقیل کے دل میں یہ تمنا پیدا کرنا چاہتے تھے کہ عقیل کربلا کے واقعہ کے لیئے ہم سب تو تیاری کررہے ہیں فاطمہ کی وراثت زینبؑ کو ملے گی حسن کی وارثت قاسم کو ملے گی رسول کے نائب حسین بنیں گے میرا وارث عباس بنے گا عقیل تم نے بھی کربلا کے لئے کچھ تیاری کی ہے یا نہیں کی اور کوئی تعجب نہیں کہ علیؑ کے اس سوال نے عقیل کے دل میں وہ تمنا پیدا کردی ہو جس کے نتیجے میں مسلم اس دنیا میں آئے اس لئے کہ جب ہم معصوم کی زبان سے یہ جملہ سنتے ہیں آپ کربلا میں جایئے اور روضہ عباس پہ پہنچیں تو آپ جب زیارت پڑھیں گے تو زیارت میں یہ فقرہ آتا ہے اسلام علیک یا عبدالصالح سلام ہو آپ پر اے عبد صالح اور اپنے بھائی کی نصرت کرنے والے اور کربلا سے کوفہ آکر مسلم کے روضے پے حاضر ہوئے معصوم نے وہاں جو زیارت بتائی ہے اس میں بھی بے عینہ یہی فقرے ہیں اے عبدالصالح اے بھائی کی نصرت کرنے والے آپ پر ہمارا سلام ہو۔ نگاہ معصوم میں جو جملے عباس کے لئے استعمال ہوئے وہی جملے مسلم کے لئے استعمال ہوئے کتنا بلند مقام ہے مسلم کا اور یہ کہہ دیا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ تین منزلیں ایسی نظر آتی ہیں کہ جب ہم مسلم کو دیکھتے ہیں تو عباس کی شان کو دیکھتے ہیں تو عباس کی شان دو تو سنتیں ہیں عجیب جملہ ہے مولانا کا وہ کہتے ہیں ایک مسلم کی سنت ہے ایک عباس کی سنت ہے کہ





رہتی دنیا تک دو سنتیں قائم رہیں گی عباس کی سنت کیا ہے کہ رہتی دنیا تک دو سنتیں قائم رہیں گی عباس کی سنت کیا ہے ارباب عزا محرم کے ان دنوں میں مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں جلوسوں میں شریک ہوتے ہیں ہمارے ہر عزا خانے سے جلوس برآمد ہوتے ہیں بڑے جلوس بھی ہوتے ہیں چھوٹے جلوس بھی ہوتے ہیں عزاء خانے کے اندر بھی جلوس نکلتے ہیں آپ نے کبھی غور کیا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہر جلوس میں مشترک ہے ذوالجناح جلوسوں میں ہوتا ہے بعض میں نہیں ہوتا جھولا کچھ جلوسوں میں ہوتا ہے کچھ میں نہیں ہوتا تابوت کچھ میں ہوتا ہے کچھ میں نہیں ہوتا مگر ایک نشانی ایسی ہے کہ کیسا ہی جلوس کیوں نہ ہو مکمل نہیں ہوگا جب تک عباس کا علم اس میں نہ ہو تابوت کے بغیر جلوس مل جائے گا ذوالجناح کے بغیر جلوس مل جائے گا گہوارے کے بغیر جلوس ملے گا عباس کے علم کے بغیر کوئی جلوس نہیں ملے گا قیامت تک عباس کا علم ہر جلوس کے ساتھ اور اسی طرح ایک سنت مسلم کی ہے جب دارالامارہ کی چھت پہ چڑھے تھے اور یہ دیکھا تھا کہ میرا مولا مجھ سے بہت دور ہے میں سامنے جا کر سلام نہیں کرسکتا تو دور ہی سے السلام علیکؑ یا ابا عبداللہ کہا تھا رہتی دنیا تک ہر وہ شخص جو حسینؑ کی بارگاہ مین سلام کو نہ پہنچے اپنے مقام پر کھڑا ہو کر مسلم کی سنت میں حسینؑ کو سلام کرتا رہے تو علم عباس کی سنت جو ہر جلوس میں زیارت مسلم کی سنت ہر جلوس میں اور پھر ایک عباس کی وفا ہے اور ایک مسلم کی وفا عباس کی وفا تو یہ ہے کہ لڑتے ہوئے فرات کے

کنارے پہنچے فوجوں کو دور ہٹا دیا فرات کے کنارے پہنچ چکے ہیں ہاتھ بڑھا کر
چلو میں پانی لیا تین دن کا پیاسا عباس اور چلو میں ٹھنڈا پانی ہونٹوں کے قریب
لائے کوئی نہیں جو عباس کو روکے مگر ہونٹوں کے قریب لا کر اپنے آپ سے کہا
عباس حسینؑ کے بچے پیاسے ہیں اور تو پانی پی لے' یہ نہیں ہوسکتا ہے یہ کہہ کر چلو کا
پانی دوبارہ دریا میں ڈال دیا یہ عباس کی وفا تھی حسین سے یہی منزل مسلم کی تھی
کہ جب گرفتار ہو کر ابن زیاد کے سامنے پہنچے اور ایک مرتبہ پانی طلب کیا تھا اور
پانی کا کوزہ ہونٹوں سے لگایا تھا کہ منہ سے نکلنے والے خون نے پانی کو سرخ کر
دیا پانی پھینک دیا دوبارہ پانی آیا دوبارہ سرخ ہو گیا تین مرتبہ مسلم نے کوزہ مانگا
تینوں مرتبہ پانی سرخ ہو گیا کہا ایسا لگتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے پیاسا اس دنیا
سے جاتے دیکھنا چاہتا ہے مسلم پانی نہیں پیے گا عباس نے ہاتھ میں پانی لیا حسین
کی وفا میں پانی پھینک دیا مسلم نے ہاتھ میں پانی لیا مذہب کے حکم کی پیروی
کرتے ہوئے پانی پھینک دیا یہ مسلم کی وفا ہے وہ عباس کی وفا ہے اور بھلا مسلم
دنیا سے سیراب ہو کر کیسے جاتے پیاسوں کے سفیر ہیں پیاسوں کا سفیر پیاس بجھا
کے دنیا سے جائے یہ کیسے ممکن ہے یہ مسلم تو وہ ہیں جن پر حسین کو اتنا اعتماد کہ
اکیلے مسلم کو کوفہ بھیجا جا رہا ہے اور یہ کہہ کے بھیجا جا رہا ہے کہ مسلم کا ہاتھ میرا ہاتھ
ہے جس نے مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے حسین کے ہاتھ پر بیعت کی مگر یہ
دن بھی اسی کوفہ میں آیا کہ 9 ذالحجہ کی رات آ گئی عرفہ کی شب ہے کل تک





چالیس ہزار افراد مسلم کے ہاتھ بیعت کرنے والے آج نماز عشاء پڑھ کے گھوم
کے دیکھتے ہیں تو مسلم کے علاوہ مسجد میں اور کوئی نہیں ہے اللہ کے رسول کا فرزند
کوفہ کی گلیوں میں گھوم رہا ہے یہ دن بھی آ گیا کہ جن کے لئے کائنات بھی خلق
ہوئی لولا...... **خلقت الافلاک** ۔آج اسی کا فرزند ہے اور کوفہ میں اسے سر
چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی ہائے کتنا بڑا امتحان ہے مسلم کا روزے دار بھوک اور
پیاس کے عالم میں غریب الوطن تن تنہا بچوں کی بھی خبر نہیں مل رہی اور کوفے کی
گلیوں میں مسلم ایک دروازے سے دوسرے دروازے پہ جاتے لیکن کوئی نہیں
ہے کہ آج جو مسلم کیلئے اپنا دروازہ کھولے کربلا والوں نے عاشور کی رات
گزاری تھی مسلم عرفہ کی رات گزار رہے ہیں مگر کتنا فرق ہے کہ کربلا میں ساتھی
تھے باتیں کرنے والے تھے سہارا دینے والے تھے مگر مسلم اکیلا ہے مسلم تنہا ہے
کوئی نہیں جو مسلم کو سلام کرے چلتے چلتے تھک گئے جو پہلا دروازہ نظر آیا وہیں پہ
مسلم بیٹھ گئے یہ کسی مومنہ کا دروازہ طوعہ کا بیٹا باہر گیا ہوا تھا بار بار دروازہ کھول
کے گلی میں دیکھتی ہے اب جو دروازہ کھول کے گلی میں دیکھا تو بیٹا نظر نہ آیا کوئی
مسافر نظر آ گیا گھبرا کے کہا اے شخص شاید تو اس کوفے میں مسافر اور اجنبی ہے
تجھے پتا نہیں آج کی رات کتنی خطرناک ہے اپنے گھر میں جا کر آرام کر آج کسی
کے دروازے پہ بیٹھنے کا وقت نہیں ہے ہائے مسلم کی بے کسی اور بے چارگی صرف
اتنا کہا اے مومنہ وہ شخص کیا کرے جس کا کوئی گھر ہی نہ ہو جسے کوئی چھت ہی نہ

ملے تڑپ گئی تڑپ کے کہا اے شخص تیرا نام کیا ہے انا مسلم ابن عقیل میں حسین کا وکیل مسلم ابن عقیل ہوں مسلم کا نام سنتا تھا بے اختیار قدموں میں گر پڑی آقا آپ میرے دروازے پہ آئے ہیں میری خوش قسمتی ہے آیئے میرا گھر آپ کے لئے حاضر ہے مسلم کو لے کے گھر میں گئی ساری رات مسلم تنہائی میں گھر میں عبادت کرر ہے ہیں مگر ابن زیاد تک اطلاع پہنچ گئی۔

صبح کا وقت ہے دستے آنے لگے ایک مرتبہ سپاہی آنے لگے مسلم نے سپاہیوں کے آنے کی خبر پائی بے اختیار تلوار لے کر طوعہ کے گھر سے باہر نکلے تو طوعہ راستہ روکتی ہے آقا باہر کھلے میدان میں جا کر مقابلہ مشکل ہے میرے گھر میں بیٹھ کر مقابلہ کریں عجیب جواب دیتا ہے یہ ہاشمی شیر مسلم کہتے ہیں طوعہ مجھے پتا ہے اگر میں تیرے گھر میں رہا تو یہ فوج میرے پیچھے تیرے گھر میں داخل ہو جائے گی مسلم کو یہ گوارہ نہیں اس کی وجہ سے کسی کی بے پردگی ہو کسی کے گھر میں سپاہی داخل ہوں مولا مسلم کوفہ کے اندر ایک ضعیفہ طوعہ کے گھر پردے کا اتنا احترام کہ باہر نکل کر مقابلہ کرر ہے ہیں کاش کربلا کے میدان میں ہوتے زینبؑ وام کلثومؑ کی فریاد سنتے ارے یہ طوعہ کا پردہ ہے وہ زینبؑ کا پردہ تھا چادریں چھینی جارہی ہیں خیمے جلائے جارہے ہیں نبی زادیوں کو سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں مل رہی ہے مولا کاش کربلا میں شام غریباں کا منظر دیکھتے میرا آقا مسلم مولا مسلم گھر سے باہر آئے مقابلہ شروع کیا مسلم کا جہاد کربلا والوں کے





جہاد سے کم نہیں ہے بلکہ کربلا میں تو یہ تھا جب کوئی مجاہد جاتا تھا عباس سہارا دے کر گھوڑے پر سوار کرتے تھے حسینؑ مرحبا کہہ کے شاباش دیتے تھے زینبؑ بال کھول کر دعا دیتی تھی مگر ہائے میرا آقا مسلم نہ کوئی دعا دینے والا ہے نہ کوئی سہارا دینے والا ہے نہ کوئی مرحبا کہنے والا ہے یکتا و تنہا مقابلہ کررہے ہیں ارے کربلا میں فقط تیر تھے فقط تلواریں تھیں مگر کوفہ میں مسلم کا تیروں سے بھی مقابلہ بھی ہے نیزوں سے مقابلہ بھی ہے تلواروں کا مقابلہ بھی ہے اور مکان کی چھت سے عورتیں پتھر بھی مار رہی ہیں آگ بھی پھینکی جارہی ہے کربلا والوں کو پتھروں اور آگ کا سامنا تو نہ کرنا پڑا یہ میرے مولا مسلم کا امتحان اور آخر میں جب گڑھا کھود کر اس شیر کو دھوکے سے گرفتار کیا گیا تو مسلم نے یہ منظر بھی دیکھا کہ میرے ہاتھ کو باندھ کر دربار ابن زیاد میں لے جایا جارہا ہے مگر کربلا کے مجاہدوں کے ہاتھ کٹے تو ہیں مگر بندھے نہیں ہائے میرا مولا مسلم جس کے ہاتھوں کو باندھ کر دربار ابن زیاد میں لے جایا گیا مگر نہیں نہیں کربلا کا بھی ایک مجاہد تھا جس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کے لے جایا گیا دربار ابن زیاد میں ایک روایت اور سن لیجئے شہر مدینہ میں کربلا کے واقعہ کے بعد کوئی مومن میرے مولا سجادؑ سے کہتا ہے آقا میں اس دن بھی دربار ابن زیاد میں تھا جب آپ کے چچا کے فرزند کو گرفتار کر کے لایا گیا تھا اور اس دن بھی دربار میں تھا جب آپ گرفتار کر کے لائے گئے تھے مگر مولا آپ تو اپنے چچا سے زیادہ بہادر ہیں اتنا فرق کیوں ہے

آپ جب دربار میں آئے تو کمر جھکی ہوئی تھی سینہ سکڑا ہوا تھا نگاہیں زمین پر تھی اور مسلم جب دربار میں آئے تو کمر سیدھی ہے سینہ تنا ہوا ہے چہرہ بلند ہے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات چیت کر رہے ہیں مولا آپ تو زیادہ بہادر ہیں پھر اتنا فرق کیوں ہو گیا ارے سجاد کو کچھ یاد آ گیا میرے مولا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اے سوال کرنے والے تو نے اتنا تو دیکھ لیا کہ میرے چچا دربار میں آیا تو کمر سیدھی تھی سینہ تنا ہوا تھا مگر یہ نہیں دیکھا جب میرا چچا دربار میں آیا تو اکیلا آیا تھا تنہا آیا تھا لیکن جب میں آیا تو رسول کی بیٹیاں علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹیاں میری بہنیں اور پھوپھیاں زینبؑ وام کلثومؑ میرے ساتھ ننگے سر دربار میں آ رہی تھیں مسلم بھی دربار میں آئے سید سجادؑ بھی دربار میں آئے ہاں جب میں اتنا عرض کر چکا کہ جو کربلا والوں نے امتحان دیا وہ مسلم نے امتحان دیا بس ایک بات اور کہنے کو دل چاہتا ہے کربلا والوں کے لاشے کربلا میں پامال کیے گئے تو مسلم کا لاشہ بھی دارالامارہ سے گرا کر کوفے کی گلیوں میں پھرایا گیا اور وہاں کربلا والوں کے لاشوں پر سیدانیاں بال کھول کر آئیں کربلا والوں کا ماتم کیا گیا تو مسلم کا لاشہ کیسے محروم رہ جاتا تاریخوں میں یہ جملہ ہے زینبؑ کا لٹا ہوا قافلہ کوفے کے دروازے میں داخل ہوا مجمع عام ہے زینبؑ نے بالوں سے چہرہ چھپایا ہے یکا یک زینبؑ کے کانوں میں آواز آئی کسی نے میرے بھائی کو مخاطب کیا اور کہا السلام علیک یا ابا عبداللہ زینبؑ گھبرا گئیں کہ کوفے میں میرے





بھائی کو سلام کرنے والا کون ہے بالوں کو ذرا ہٹایا دائیں دیکھا بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا کانوں میں پھر آواز آئی اسلام علیک یا زینبؑ بنت رسول اللہ شہزادی زینبؑ آپ کو بھی میرا اسلام زینبؑ چونک گئی یہ کوفے میں مجھے کون سلام کر رہا ہے اب جو نگاہیں اٹھائیں تو کیا دیکھا کوفے کے دروازے پر ایک بے سر کا لاشہ لٹک رہا ہے اور کبھی حسین کو سلام کر رہا ہے تو کبھی زینبؑ کو سلام کر رہا ہے زینبؑ نے پوچھا اے شخص تو کون ہے کیوں مجھے سلام کر رہا ہے بے سر کے لاشے سے آواز آئی شہزادی آپ نے اپنے سفیر کو نہیں پہچانا میں مسلم ابن عقیل آپ کے استقبال کے لئے چالیس دن سے کوفے کے دروازے پہ آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔

# اسلام اور اہلبیت

## قد جاء کم ......!!!

خدا کی جانب سے نور اور کتاب مبین آئی ہے۔ وہ نور جس کے بغیر کتاب مبین بھی انسان کے لیے بے کار ثابت ہو جاتی ہے وہ نور بھی جس کی عدم موجودگی میں انسان خدا کی بارگاہ میں سے آنے والے اسلام سے استفادہ نہیں کرسکتا۔ وہ نور جو کتاب مبین کو سمجھنے کے لئے انتہائی اہم ہے بجائے اس کے اس نور کی مدد سے کتاب مبین کو سمجھا جاتا اس نور ہی کا انکار کیا جانے لگا اس کی نورانیت کو تسلیم کرنے سے اللہ کے بندوں کی ایک بڑی تعداد نے انکار کیا اور یہاں تک کہہ اٹھے لکھا ہے جاہل ہے گذشتہ بیان میں یہی مسئلہ واضح کیا تھا کہ بات اس منزل پہ اختتام کو پہنچی تھی کہ اگر ایک چھوٹے سے طبقے نے جان بوجھ کر رسول کی نورانیت کا انکار کیا رسول کے علم کا انکار کیا تو ایک ایسا بھی گروہ ہے جسے یہ غلط فہمی ہو گئی کہ جب اس نے یہ دیکھا کہ تاریخ کے اوراق پر یہ کہیں نہیں ملتا کہ رسول نے تعلیم کسی سے حاصل کی تو اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ جس نے کسی سے تعلیم حاصل نہ کی ہو اسے بے پڑھا لکھا ہونا چاہئے کل میں نے مثال کی مدد سے





سمجھانے کی کوشش کی تھی یہ غلط فہمی ہے دنیا والوں نے اپنے اوپر رسول کا قیاس کر لیا کہ جس طرح ہم دنیا میں آنے کے بعد پڑھتے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا رسول بھی دنیا میں آنے کے بعد پڑھتے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا رسول بھی دنیا میں آنے کے بعد پڑھے گا لیکن یہی تو غلط فہمی ہے رسول اس دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں مگر رسول کی خلقت اس دنیا میں نہیں ہوئی ہے رسول جہاں بنائے گئے ہیں وہاں جا کر دیکھنا پڑے گا کہ وہاں سے علم لے کر آئے یا بغیر علم کے آئے اب قرآن اس کا جواب دے رہا ہے کل تو میں نے مثال دی تھی آج قران کو سن لیجئے قرآن جواب دے رہا ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

### الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان کی تفسیر::

رحمٰن کی ذات وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی اور انسان کو پیدا کیا آیت ذہن میں رکھیں رحمٰن قرآن کی تعلیم دے رہا ہے اور انسان کو پیدا کر رہا ہے آیۃ نے یہ بتایا کہ قرآن کی تعلیم پہلے دی گئی مگر انسان کو پیدا بعد میں کیا گیا پیدائش بعد میں ہو رہی ہے تو اب دیکھنا پڑے گا کہ یہ جو سورہ رحمٰن میں آیا کہ ہم نے تعلیم پہلے دی ہے آدم کو بعد میں پیدا کیا ہے تو یہ کون ہے جو آدم سے پہلے تعلیم حاصل کر رہا تھا اب پوری تاریخ اسلام دیکھ ڈالئے کہ ایک ہی ہستی ایسی نظر آئے گی جو پکار پکار کے کہہ رہی ہو گی کہ: **کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین** ۔'' آدم کی پیدائش سے پہلے میں نبوت کے مقام پر فائز ہو چکا تھا مگر

آدم کی پیدائش سے پہلے مقام نبوت پر فائز ہو جانے والا ہمیں کیسے پتا چلے کہ وہاں سے علم لے کر آیا یا بغیر علم کے واہاں سے نبوت لے کے آیا ہے یا بغیر نبوت کے کون بتائے کون آگاہ کرے ۔

فرض کیجئے کہ مجھے لاہور جانا پڑ جائے مجالس میں ذکر امام کی سعادت کو حاصل کرنے میں لاہور گیا آٹھ دن دس دن پندرہ دن ایک ماہ وہاں قیام رہا اس کے بعد روانگی کا ارادہ کیا کچھ صاحبان ایمان ریلوے اسٹیشن تک آئے رخصت کرنے کے لئے گاڑی آ گئی ٹکٹ موجود تھا سوار ہونا چاہتا ہوں اتنے میں دیکھا لوگوں نے کہ پولیس کے کچھ سپاہی چلے آرہے ہیں اور ان کے پاس وارنٹ ہے میری گرفتاری کا یہ میں کوئی گزرا ہوا واقعہ نہیں سنا رہا مثال دے رہا ہوں ان کے ہاتھ میں وارنٹ ہے گرفتاری کا اور لکھا ہوا ہے انہوں نے فلاں جرم کیا فلاں قانون کو توڑا اس لئے یہ قابل سزا ہے انہیں گرفتار کر لو اب پولیس کے سپاہی چاروں طرف پھیل گئے گرفتار کرنے کا مرحلہ آیا لاہور کے صاحبان ایمان نے یہ دیکھا ایک مرتبہ احتجاج کرنے لگے آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے ان لوگوں نے پولیس کے سپاہیوں سے کہا یہ ایسے نہیں ہیں ہم انہیں اچھی طرح جانتے ہیں انہوں نے کوئی قانون نہیں توڑا ہے یہ سارے الزمات ہیں شاید یہ کسی اور کے بارے میں ہے آپ غلطی سے یہاں آ گئے اب دیکھیے بحث بھی ہو رہی ہے میری طرف سے صفائی بھی پیش کی جا رہی ہے میری تائید اور حمایت بھی





کی جا رہی ہے لیکن اگر اس وقت پولیس کے سپاہی ایک جملہ کہہ دیں سب خاموش ہو جائیں گے سارے حمایت کرنے والے سارے تائید کرنے والے سارے بے گناہی بتانے والے ایک جملہ سنا اور خاموش وہ جملہ کیا تھا اس نے پلٹ کے یہ کہہ دیا آپ جو کچھ بتا رہے ہیں آپ جو گواہی دے رہیں وہ صحیح ہے لیکن یہ جن جرائم کا میں نے تذکرہ کیا ہے جو جرم ان کے لکھے ہوئے ہیں یہ لاہور کے جرم نہیں ہیں کراچی کے جرم ہیں کراچی کے مجرم ہیں یہاں تو ہم گرفتار کرنے آئے ہیں اب دیکھے اتنے زور وشور سے حمایت کرنے والے اتنا سنا اور سب خاموش ہو گئے ہاں کراچی کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لاہور میں جب سے آئے ہیں اس وقت سے ہم نے ان کو دیکھا انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا انہوں نے کوئی قانون نہیں توڑا ان کے بارے میں ہم گواہی دیں گے لیکن کراچی میں کیا کر کے آ گئے اس کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں آپ جو ابھی تک اتنا بڑھ چڑھ کر گواہی دے رہے تھے کراچی کا سن کر سب خاموش ہو گئے ۔اب کون گواہی دے سکتا ہے اب کون حمایت کر سکتا ہے اب وہی گواہی دے گا جو لاہور میں بھی میرے ساتھ تھا اور کراچی میں بھی میرے ساتھ تھا میں کہتا ہوں یہاں بھی کوئی قانون نہیں توڑا وہاں بھی کوئی قانون نہیں توڑا یہاں بھی کوئی جرم نہیں کیا وہاں بھی کوئی جرم نہیں کیا صرف اس کی گواہی قابل قبول باقی ساری گواہیاں ٹھکرا دی جائیں گی رسالت کے بارے میں رسول کے بارے میں اب

اگر کوئی گواہی لینا ہے تو مدینہ والے گواہی نہیں دے سکتے مکے والے گواہی نہیں دے سکتے عرب والے گواہی نہیں دے سکتے ساتھی اور صحابی گواہی نہیں دے سکتے کوئی آدم میں سے پیدا ہونے والا گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ مدینے والے گواہی دیں گے مدینہ کے بارے میں مکے والے گواہی دیں گے مکے کے بارے میں مگر رسول تو پہلے بھی رسول تھے مکہ و مدینہ سے عرب والے گواہی دیں گے عرب کے بارے میں مگر رسول تو عرب سے پہلے بھی رسول ہیں آدم کی اولاد میں پیدا ہونے والا گواہی دے گا مگر رسول تو آدم سے پہلے بھی رسول ہیں اب کون گواہی دے جو ہر منزل پر رسول کے ساتھ ہو اگر رسول مدینے میں ہے تو وہ رسول کے ساتھ اگر رسول مکے میں ہے تو وہ رسول کے ساتھ مکے میں سے پہلے اگر وہ رسول کے ساتھ ہے تو وہ رسول کے ساتھ جو ہر منزل پہ رسول کے ساتھ ہو تو ایسا کون ہے جو ہر منزل میں رسول کے ساتھ مدینے میں بھی ساتھ مکے میں بھی ساتھ صلب ابراہیم میں بھی ساتھ صلب نوح میں بھی ساتھ نار نمرودی میں بھی ساتھ کشتی نوح میں بھی ساتھ آدم کی پیدائش کے وقت بھی رسول کے ساتھ آدم سے پہلے رسول کے ساتھ وہ وہی ہوگا کہ اگر رسول اول ما خلق اللہ نوری ہو تو وہ انا و علی من نور واحد کی منزل میں ہوگا اب اس کے سوا کوئی بھی گواہی نہیں دے سکتا کہ جب رسول کا نور پیدا ہو رہا تھا اس وقت بھی وہ نور اجر رسالت تھا اب وہی گواہی دے گا مگر دنیا نے اسے بھی نہیں سمجھا نور رسالت کو تو دنیا پہچان نہ سکی





اسے بھی دنیا نے نہیں سمجھا اس کی بھی معرفت دنیا نے حاصل نہیں کی ہے۔

## علیؑ کا نام لے کر پانی پر چلنا::

اس کی منزلت تو یہ ہے اس کا مقام تو یہ ہے کہ مدینۃ المعاجز کی ایک روایت ہے جنگ صفین اختتام کو پہنچ چکی ہے میرا مولا واپس آ رہا ہے واپسی کے سفر میں ایک مقام پر قافلہ کے لشکر نے قیام کیا اتنے میں ایک یہودی آتا ہے اور آنے کے بعد سوال کرتا ہے اے علیؑ ہم نے سنا ہے کہ تم اپنے آپ کو جانشین رسول کہہ رہے ہو تم اپنے آپ کو وصی رسول کہہ رہے ہو دیکھئے دنیا نے نہیں پہچانا وہ یہودی کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو جانشین رسول کہہ رہے ہو وصی رسول کہہ رہے ہو اگر وصی رسول ہو تو اپنا کوئی معجزہ دکھاؤ مولا نے دیکھا کہ سامنے بہتا ہوا دریا تھا بس ایک مرتبہ میرا امام آگے بڑھا اور اتنے اطمینان کے ساتھ دریا کے پانی پہ چلنے لگا کہ جیسے کوئی زمین پہ چلا کرتا ہے یہودی یہ معجزہ دیکھ رہا ہے علیؑ واپس آئے اس نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے یہ کون سا کمال ہے یہ تو میں بھی دکھا سکتا ہوں یہ کہہ کے اب یہودی آگے بڑھا اور علیؑ کے سارے لشکر نے یہ منظر دیکھا کہ وہ اتنے اطمینان کے ساتھ جا رہا ہے جتنے اطمینان کے ساتھ میرا مولا گیا تھا اور واپس آیا تھا سارا لشکر حیران یا امیر المومنینؑ جو معجزہ آپ نے دکھایا وہی معجزہ تو اس نے بھی دکھا دیا علیؑ مسکرائے یہودی سے کہا صرف اتنا بتاؤ کہ تم اس پانی پر گئے اور آئے تو کس طرح سے گئے اور آئے کہا کہ اے علیؑ یہ وہ نام ہے جو

ہماری کتابوں میں لکھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی اسے پڑھ کے پانی پہ چلے گا تو اس طرح چلے گا جیسے زمین پر چل رہا ہے میں وہ پڑھتا جارہا تھا اور پانی پہ چلتا جا رہا تھا میرا مولا مسکرا کے کہتے ہیں وہ میرا ہی نام ہے جو تم پڑھ کے پانی پہ چل رہے تھے یہ نام علیؑ کی برکت کہ علیؑ کا اسم اپنی زبان میں پڑھ رہا ہے اور اس انداز سے پانی پہ چل رہا ہے نہیں میں اپنی بات کو واضح نہ کر سکا علیؑ کو دنیا نے نہیں پہچانا مگر کائنات نے ضرور پہچانا۔

### اسم علیؑ کی فضلیت::

کبھی تو یہ روایت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ایک دن سلیمان میرے مولا کی خدمت میں آتے ہیں نیت کی منزل پر ہیں مگر جب ابراہیم کہہ سکتے ہیں پروردگار لیطمئن قلبی اطمینان قلبی کے لیے مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح سے زندہ کرتا ہے تو سلیمان بھی سوال کر سکتے ہیں مولا یوسف کے بارے میں عیسیٰ کے بارے میں سنا ہے (معاجز) میں کہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے چاہتا ہوں کہ یہ اپنی آنکھ سے منظر دیکھوں مولا نے کہا سلیمان آؤ میرے ساتھ یہ کہہ کے میرے مولا سلیمان کو ساتھ لے کر چلے کوفے کے باہر سلیمان علیؑ کے ساتھ پہنچے اور بعض روایات میں ہے مدینے سے باہر بہر حال شہر سے باہر پہنچے میرے مولا ایک مقام پہ رک گئے سلیمان سے کہا کہ سلیمان سامان لے کے آئے ہو سلیمان نے حیران ہو کے کہا سامان یہ کہہ کے میرے مولا نے چھری





سلیمان کے حوالے کی اور ایک مرتبہ کہا سلیمان آسمان کی جانب دیکھو سلیمان نے دیکھا پرندے اڑتے ہوئے جا رہے ہیں کہا سلیمان اس میں میرا نام لیکر کسی بھی پرندے کو آواز دو سلیمان نے اڑتے ہوئے پرندے کو آواز دی ایک مرتبہ پرندہ اتر از مین پہ آیا کہا سلیمان چھری ہاتھ میں لو اور اس پرندے کو پکڑو اور ذبح کرو ایک دفعہ سلیمان نے پرندے کو پکڑا چھری کو اس کی گردن پہ رکھا سلیمان کہہ رہے ہیں یہ دیکھ کے میں حیران ہو گیا کہ اس سے پہلے کہ چھری چلے پرندے نے خود اپنی گردن کو چھری پہ رگڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سر اور جسم جدا ہو گیا خون کا فوارہ بلند ہو رہا ہے کہا سلیمان اب اس سر کو اٹھا کر پرندے کے جسم سے ملاؤ سلیمان نے سر کو جسم سے ملایا علیؑ نے اشارہ کیا پرندہ اڑتا ہوا دوبارہ آسمانوں کی طرف چلا گیا کہا سلیمان دیکھا نہیں ابھی اور دیکھو دوبارہ اسی کو اشارہ کرو میرا نام لے کر بلاؤ سلیمان نے اشارہ کیا دوبارہ پرندہ آیا دوبارہ حکم امام سے سلیمان نے چھری کو پرندہ کی گردن پر رکھا اس سے پہلے کہ چھری چلائے پرندہ نے اپنی گردن کو رگڑنا شروع کیا دوبارہ گردن کٹ کے الگ ہو گئی حکم امام سے سلیمان نے اس گردن کو اٹھا کر دوبارہ جسم کے ساتھ لگایا پرندہ اڑتا ہوا دوبارہ ہوا میں چلا گیا علیؑ کہتے ہیں نہیں سلیمان اور دیکھو سلیمان کہتے ہیں ستر مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا ایک ہی پرندہ جب کبھی ہوا میں اڑتا علیؑ کا نام لیکر اشارہ کرتا تو دوبارہ اتر آتا اور خود ذبح ہونے کے لئے بے چین ہو جاتا

یہاں تک کہ جب ستر مرتبہ اسے ذبح کر کے زندہ کر چکا تو ہاتھوں کو جوڑا مولا کیا اتنی اجازت مل جائے گی کہ میں پرندے سے گفتگو کروں کہا سلیمان جاؤ ہم نے تمہیں اجازت دی سلیمان کہتے علیؑ نے صرف اتنا کہا اور میں نے دیکھا کہ میں پرندوں کی بولی سمجھ رہا ہوں میں نے ایک مرتبہ اس پرندے کو مخاطب کیا اور کہا اتنا بتا دے کہ ستر مرتبہ تیرے گلے پر چھری چلی ہے کیا تجھے تکلیف نہیں ہوئی کیا روح نکلنے کی اذیت و تکلیف تجھے نہیں ہوئی پرندہ ایک مرتبہ کہتا ہے اے سلیمان یہ تو نظام قدرت ہے جب چھری چلتی ہے وہ اذیت تکلیف ہوتی ہے جو گردن کٹتے وقت ہر ایک کو ہوتی ہے جو روح نکلتے وقت ہر ایک کو ہوتی ہے۔ سلیمان اور حیران ہوئے کہا جب تجھے اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو یہ بتا پھر بار بار آ کیوں رہا ہے سلیمان نے کہا جب چھری چلنے کی تکلیف گردن کٹنے کی تکلیف ہو رہی ہے پھر بار بار آ کیوں رہا ہے کہا ابھی جواب دیتا ہوں دیکھئے انسان بے خبر رہ سکتا ہے کائنات معرفت رکھتی ہے سلیمان کہتے ہیں بار بار آ کیوں رہا ہے پرندہ کہتا ہے سلیمان یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ بار بار بلا کون رہا ہے یہ بھی تو دیکھ کہ بار بار بلا کون رہا ہے علیؑ بلائیں اور کائنات کی کوئی مخلوق انکار کرے یہ کیسے ممکن ہے مگر کتنا تعجب ہوتا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جمادات نے علیؑ کو پہچانا نباتات نے علیؑ کو پہچانا حیوانات نے علیؑ کو پہچانا کائنات نے علیؑ کو پہچانا مگر نہیں پہچانا تو اس انسان نے اور اس سے زیادہ حیرت ہوتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انسانوں





میں سے انہوں نے بھی نہیں پہچانا جو علیؑ کا انکار کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی نہیں پہچانا جو علیؑ کا کلمہ پڑھ کے علیؑ کو امام مان رہے ہیں بڑا عجیب جملہ میں نے کہا انہوں نے بھی نہیں پہچانا جنہوں نے علیؑ کا انکار کیا اور انہوں نے بھی نہیں پہچانا جنہوں نے علیؑ کا اقرار کیا بے شک مانا ہے امام بے شک کلمہ پڑھا ہے علیؑ کا بے شک محبت کا دعوی کیا ہے مگر کیا مومن نے علیؑ کو اتنا پہچان لیا جتنی ان کی شان ہے مکمل طور پر علیؑ کو کوئی نہیں پہچان سکتا جب رسول کہتے ہیں اے علیؑ تمہاری صحیح معرفت سوائے میرے اور اللہ کے کسی نے نہیں کی تبھی تو سلیمان فارسی یہ جواب دے رہے ہیں ایک دن سلیمان فارسی مسجد نبوی سے باہر آئے تو اتنے میں کوئی مسجد میں جانے والا مسلمان مل گیا کہا سلیمان کیا اللہ کے رسول مسجد میں ہیں سلیمان نے کہا ہاں ہیں کہا کہ اکیلے ہیں یا کوئی اور بھی ہے تو سلیمان کہتے ہیں اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور ہے مگر میں اس کو نہیں پہچانتا سوال کرنے والا یہ سمجھ کے مسجد میں گیا کہ کوئی نیا مسلمان آیا ہوگا مدینے سے باہر سے آیا ہوگا مگر جب مسجد میں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ رسول کے پہلو میں علیؑ بیٹھے ہوئے ہیں ایک مرتبہ احتجاج کیا اللہ کے رسول آپ تو کہتے ہیں سلیمان میرے اہل بیتؑ میں سے ہیں مگر سلیمان تو جھوٹ بول رہے ہیں غلط بیانی کر رہے ہیں پیغمبر مسکرائے سلیمان پہ الزام لگایا ہے جاؤ سلیمان کو بلا کے لاؤ سلیمان آئے سلیمان یہ مسلمان یہ میرا اصحابی تمہارے خلاف شکایت کر رہا ہے کہ

سلیمان نے کہا کیسی شکایت وہ صحابی کہتا ہے سلیمان میں نے تم سے پوچھا تھا کہ مسجد میں رسول کے ساتھ کون ہے تم نے کہا ایک آدمی ہے جسے میں نہیں پہچانتا کیا تم علیؑ کو نہیں پہچانتے سلیمان جواب دیتے ہیں اللہ کے رسول سلیمان کی کہاں بساط کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس نے علیؑ کو پہچانا آپ ہی تو کہہ چکے ہیں کہ: اے علیؑ تجھے سوائے خدا کے اور میرے کسی نے نہیں پہچانا سلیمان جیسا کہہ رہا ہے کہ میں نے علیؑ کو نہیں پہچانا مگر اتنا تو پہچاننا چاہیے جتنی ایک مومن کی شان ہے تعجب ہوتا ہے کہ جب مومن بھی علیؑ کو اپنی شان کے مطابق نہ پہچان سکے کیوں اس لئے مومن بھی علیؑ کو اپنی شان کے مطابق نہ پہچان سکے کیوں اس لئے مومن کے لئے رسول نے علیؑ کی معرفت اس انداز سے کروائی مسجد نبوی میں چند صحابیوں کا مجمع ہے پیغمبر اسلام سلیمان کو اشارہ کرتے ہیں سلیمان اپنے مقام سے کھڑے ہوئے اللہ کے رسول اپ نے ایک مرتبہ علیؑ کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا یا علیؑ مثالک مثل توحید فی القرآن اے علیؑ تیری مثال ایسی ہے جیسے قران میں سورہ توحید کی ہے عجیب جملہ علیؑ کا قل ہو اللہ سے کیا تعلق کہا اے علیؑ تیری ایسی مثال ہے جیسے قرآن میں قل ہو اللہ کی شان ہے جس طرح کسی نے ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا تو اسے ایک تہائی قرآن کا ثواب ملے گا دو مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا دو تہائی قرآن کا ثواب ملا تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا پورے قرآن کا ثواب ملا اسی طرح اے علیؑ اگر کسی نے زبان کے ساتھ تیری محبت کا دعوی کیا اسے ایک





تہائی ایمان مل گیا اگر کسی نے زبان کے ساتھ دل میں تیری محبت رکھی تو اسے دو تہائی ایمان ملا اور اگر کسی نے زبان سے علیؑ کی محبت کا دعوی کیا دل میں علیؑ کی محبت رکھی اور اپنے ہاتھ پیروں سے علیؑ کی سیرت پر عمل کیا تو اسے کل ایمان حاصل ہو گیا علیؑ کی معرفت واضح ہوئی زبان کے ساتھ علیؑ کا نام لے رہا ہے دل میں علیؑ کی محبت رکھنا اور ساتھ ساتھ تمہارا جسم علیؑ کی سیرت کی پیروی کرے گا۔

ایک مرتبہ کسی نے جا کر ہمارے پانچویں امام محمد باقر علیہ السلام سے "علیؑ کے سارے ماننے والوں کو مخاطب کر رہا ہوں میری گفتگو کو توجہ کیساتھ سنیں ساری کائنات نے علیؑ کو پہچانا لیکن مومن کو اس طرح سے پہچاننا ہے" کہ پانچویں امام کے پاس جا کر کسی نے سوال کیا مولا کیا ہم آپ کے ماننے والے ہیں دیکھیے پانچویں امام سے سوال کا مطلب یہ ہوا کہ مولا ہم علیؑ کے ماننے والے ہیں اس لئے کہ ہمارے عقیدے میں سارے امام مساوی اور برابر ہیں جس نے ایک کو مانا اس نے سب کو مانا جس نے ایک کا انکار کیا اس نے سب کا انکار کیا ایک کا ماننے والا گویا سب کا ماننے والا بن سکتا ہے اب سوال کیا جا رہا ہے مولا کیا ہم آپ کے ماننے والے ہیں امام نے بڑا عجیب جواب دیا امام نے کہا کہ اگر تم سر سے پیر تک مومن ہو تو ہمارے ماننے والے ہو ہمارے مکمل ماننے والے ہو حیران ہو گیا مولا یہ سر سے پیر تک کا مومن کسے کہتے ہیں یہ تو سنا کہ دل میں ایمان ہوتا ہے لیکن سر سے پیر تک کا مومن کسے کہتے ہیں کہا کہ مومن وہ ہے کہ

جس کی آنکھ بھی مومن ہوتی ہے جس کے کان بھی مومن ہوتے ہیں جس کی زبان بھی مومن ہوتی ہے جس کا پیٹ بھی مومن ہوتا ہے جس کے ہاتھ بھی مومن ہوتے ہیں جس کے پاؤں بھی مومن ہوتے ہیں اس لئے جس طرح ایک ایمان دل کا ہے اسی طرح ایک ایمان آنکھ کا ہے ایک ایمان کان کا ہے ایک ایمان پاؤں کا ہے راوی نے کہا مولا میری سمجھ میں نہیں آیا امام نے کہا سنو دل کا ایمان یہ ہے کہ ہم سے محبت کرو اور ہمارے دشمنوں سے بے زاری اختیار کرو مگر یہ صرف دل کا ایمان ہے آنکھ کا ایمان یہ ہے کہ آنکھ کو دیکھنے میں استعمال کرئے مگر خبردار کسی ایسی چیز پہ نگاہ نہ پڑئے جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے کان کا ایمان یہ ہے کہ کان کو سننے میں استعمال کرو مگر خبردار کوئی ایسی آواز نہ سنو جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے زبان کا ایمان یہ ہے زبان کو بولنے میں استعمال کرو مگر خبردار ایسی بات زبان سے نہ نکلے جس کا بولنا خدا نے حرام قرار دیا ہے پیٹ کا ایمان یہ ہے کہ دنیا کی نعمتوں کو استعمال کرو مگر خبردار ایسا لقمہ پیٹ میں نہ جائے جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے ہاتھوں کا ایمان یہ ہے کہ اس سے دنیا کے سارے کام کرو مگر خبردار کوئی حرام کام ہونے نہ پائے پاؤں کا ایمان یہ ہے کہ اسے زمین پر چلنے میں استعمال کرو مگر ایسے راستے پر چلنے میں استعمال نہ کرو جس راستے سے خدا نے منع فرمایا ہے۔





## کائنات کی ہر شئے نے علیؑ کو پہچانا مگر دنیا نے نہیں::

سمندر کے پانی نے علیؑ کو پہچانا آسمان پر اڑنے والے پرندے نے علیؑ کو پہچانا ڈوبتے ہوئے سورج نے واپس نکل کے علیؑ کو پہچانا کائنات کی ہر مخلوق نے علیؑ کا کلمہ پڑھ کے علیؑ کو پہچانا تو مومن کی ذمہ داری اس سے بھی زیادہ ہے کہ مومن کا فریضہ اس سے بھی بلند ہے وہ اگر علیؑ والا بننا چاہتا ہے تو پیغمبر کے الفاظ میں اس کا سارا جسم ہر وقت علیؑ کی پیروی کرتا رہے علیؑ کی اتباع کرتا رہے علیؑ کے ساتھ ساتھ رہے تب جا کر اس کا دعوئ ایمان قبول ہے تب بے شک وہ علیؑ کا سچا ماننے والا ہے اور جب مومن اس طرح سے علیؑ کو مان لے کہ زبان سے بھی مان رہا ہے دل سے بھی مان رہا ہے اور علیؑ کی سیرت کی پیروی کر کے اپنے پورے جسم سے علیؑ کا اقرار کر رہا ہے تب اس کا وہ مقام ہو جاتا ہے کہ ساری دنیا علیؑ کو بلاتی ہے اور ایسے مومن کو خود علیؑ بلاتے ہیں ساری دنیا امام کو بلاتی ہے اور ایسے مومن کو خود امام بلاتے ہیں ساری دنیا امام کا انتظار کرتی ہے ایسے مومن کا خود امام انتظار کرتے ہیں زبان سے اپنے آپ کو امام کے ماننے والے بہت تھے مگر کیا وجہ مکہ سے کربلا تک ہر ایک کو واپس بھیجا جا رہا ہے اور کردار سے حسین کو ماننے والا حبیب تھا تو خاص قاصد بھیج کے بلوایا جا رہا ہے یہ فرق کیوں ہے ساتھ آنے والوں کو واپس کیا جا رہا ہے اور جو بہت دور بیٹھا ہے جسے شاہد پتا بھی نہ ہو کہ میرا امام آ چکا ہے خود امام اسے بلوا رہے ہیں یہ اتنا فرق کیوں ہو گیا ایک

آ گیا اور نکالا جا رہا ہے ایک نہیں پہنچا اسے بلایا جا رہا ہے بس فرق کردار کا ہے ورنہ زبان سے محبت تو یہ بھی کر رہے ہیں اور وہ بھی کر رہا ہے مگر کردار کا فرق ،فرق بن جاتا ہے اور حبیب تو وہ شخصیت ہے کہ جس کا انتظار حسین نے ایک مرتبہ نہیں کیا دو مرتبہ کیا فقط کربلا میں ہی تو انتظار نہیں ہوا دو مرتبہ انتظار ہوا یہ بھی تو آپ نے تاریخ میں دیکھا ہوگا کہ حبیب جنہیں حسین سے اتنی محبت تھی کہ مدینے کی گلیوں میں رسول یہ منظر دیکھ رہے ہیں رسول پر ایک دن لوگوں نے اعتراض کیا اللہ کے رسول ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی آپ کے پاس عرب کی بڑی بڑی شخصیتیں آتی ہیں آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے بڑے مخلص اور جانثار صحابی آتے ہیں مگر اللہ کے رسول آپ کسی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا پانچ برس کے اس بچے کا کرتے ہیں جو مظاہر کا بیٹا ہے پیغمبر نے بڑا عجیب جواب دیا پیغمبر نے کہا میں اس لئے اس بچے کا احترام کر رہا ہوں کہ یہ میرے حسین سے محبت کرنے والا ہے اور جو میرے حسین سے محبت کرئے گا اب رسول اس کا احترام کریں گے اور یہ بچہ میرے حسین سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اے اعتراض کرنے والو میں نے خود دیکھا تھا کہ جب میرا حسین مدینے کی گلیوں میں چلتا ہے تو مظاہر کا بیٹا حبیب میرے حسین کے پیچھے پیچھے آتا ہے اور حسین کے قدموں کی مٹی کو اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے میرے حسین کے قدموں کی مٹی کو اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے میرے حسین کے قدموں کی مٹی سر پہ





ڈالتا ہے جو میرے حسین کا اتنا احترام کرے بھلا میں اس کا احترام کیوں نہ کروں رسول نے بتا دیا کہ حبیب بچپن سے حبیب ہیں اور اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ بار بار باپ سے کہہ رہا ہے بابا میرا بڑا دل چاہتا ہے کہ میں کسی دن اپنے آقا حسین کی دعوت کروں بار بار کہا ایک دن باپ تیار ہو گیے چلو چل کے رسول کو دعوت دیتے ہیں حبیب اور مظاہر دونوں ساتھ آئے پیغمبر اسلام کو دعوت دی۔

مصائب حبیب ابن مظاہر::

دو مرتبہ حسین نے حبیب کا انتظار کیا پیغمبر کو دعوت دی گئی پیغمبر نے دعوت کو قبول کر لیا حبیب ہاتھوں کو جوڑ کے کہتے ہیں اللہ کے رسول تنہا نہ آئیے گا میرے آقا حسین کو لے کر آئیے گا میرے مولا حسین کو لے کر آئیے گا ایک مرتبہ رسول نے یہ دعوت بھی قبول کر لی دعوت کا دن آ گیا صبح سے حبیب بے چین ہیں بار بار مکان کی چھت پہ جاتے ہیں اور راستے پہ نگاہیں جما کے بیٹھ جاتے ہیں مسجد نبوی سے آنے والا راستہ یہ ہے اسی راستے سے چل کے میرا آقا آئے گا اسی راستے سے چل کر میرا مولا آئے گا تاریخ یہ بتا رہی ہے کہ اسی انتظار میں ایک مرتبہ بے چین ہو کے حبیب آگے بڑھے اور مکان کی چھت سے زمین پہ گر گئے گرنے کی آواز سن کر باپ دوڑ کے آیا تو کیا دیکھا میرا بیٹا نہیں ہے بیٹے کا لاشہ پڑا ہے بس ایک مرتبہ ماں باپ نے طے کیا کہ بیٹا مر گیا مگر رسول کو خبر نہ ہونے پائے مگر حسین کو خبر نہ ہونے پائے پہلے دعوت کا انتظام کرتے ہیں بیٹے کا ماتم بعد میں

کریں گے ایک مرتبہ حبیب کا لاشہ اٹھایا برابر والے کمرے میں رکھ دیا چادر اوڑھا دی گئی پیغمبر کا انتظار ہو رہا ہے پیغمبر آئے باپ نے استقبال کیا احترام کے ساتھ لا کے بیٹھایا دسترخواں بچھایا گیا کھانا لایا گیا اب رسول کھانا شروع نہیں کر رہے ہیں مظاہر ہاتھوں کو جوڑتے ہیں اللہ کے رسول کیا میری دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔ پیغمبر کہتے ہیں اے مظاہر میں کیسے کھانا شروع کروں جب تک میرا حسین شروع نہیں کرے گا میں شروع نہیں کر سکتا مظاہر نے ہاتھوں کو جوڑا آقا حسین کھانے کا آغاز کیجئے ایک مرتبہ بے چین ہو کر کہتے ہیں۔ اے مظاہر میرا حبیب کہاں ہے میرا دوست کہاں ہے میرا رفیق کہاں ہے جب تک کہ میرا حبیب نہیں آئے گا حسین کھانے کا آغاز نہیں کرے گا ارے حبیب تمہاری یہ منزلت کہ رسول کا نواسہ اور تمہارا انتظار کر رہا ہے جب تک کہ حبیب نہیں آئے گا حسین کھانے کا آغاز نہیں کرے گا اب باپ کیا جواب دے سر کو جھکا کر کھڑا ہو گیا مولا آپ ہی حبیب کو آواز دیجئے شاید آپ کی آواز سن کے حبیب آ جائے اور حسین نے ایک مرتبہ پکارا این اخی حبیب اے میرے بھائی حبیب تم کہاں ہو، میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں بس حسین کا اتنا کہنا تھا کہ ایک مرتبہ باپ نے آواز سنی لبیک لبیک یا مولا کہتے ہوئے حبیب برابر کے کمرے سے دوڑے چلے آ رہے ہیں حاضر حاضر ہوں باپ پریشان ہے مگر حسین آواز دے اور حبیب زندہ نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے تو حسین کی آواز سن کے دوڑ کے





آ جاتے ہیں بس یہی حبیب کی ساری زندگی کا مقصد رہا ہے میرا مولا مجھے پکارے گا تو میں لبیک کہہ کے پہنچ جاؤں گا آج مدینے میں پکارا ہے حبیب دوڑ کے آ گئے کل حسین کربلا میں پکارے گا تو وہاں سے بھی حبیب دوڑ کے آئے گا اور کربلا میں وہ وقت آ گیا وہ دن آ گیا کہ حسین نے اپنے لشکر کو تیار کیا لشکر کے بارہ حصے کیے ہر حصے کا ایک علم اس کے سردار کو دیا گیا گیارہ علم تقسیم ہو گئے بارھواں علم حسین کس کو دیتے ہیں عباس بھی دیکھ رہے ہیں مسلم ابن عوسجہ بھی دیکھ رہے ہیں علم اکبر بھی دیکھ رہے ہیں حسین نے کہا بھیا عباس یہ علم رکھ دو اس کا علمدار ابھی نہیں آیا عنقریب آنے والا ہے کب آیا حبیب کو کس نے بلایا تاریخ یہ کہتی ہے کہ دو محرم کو حسین کا قافلہ میدان کربلا میں پہنچا اور تھوڑی دیر کے بعد زینبؑ کے کان میں کسی فوج کے آنے کی آواز آنے لگی ہر تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی لشکر آ رہا ہے زینبؑ بار بار فضہ کو بلاتی ہیں فضہ ذرا جا کر دیکھ کے آنا یہ کونسا لشکر آیا ہے فضہ جاتی ہیں مولا سے پوچھتی ہیں مولا بتاتے ہیں یہ فلاں کا لشکر ہے یہ فلاں کا لشکر ہے عمر سعد آیا خولی آیا ہے سنان آیا ہے ایک ایک کا نام لیتے ہیں کہتے ہیں جاؤ اور جا کے بتا دو یہ ہمارے دشمنوں کا لشکر ہے مگر ہاں جب ایک لشکر آیا تو فضہ دوڑ کے آئی تو حسین نے فقط اتنا کہا زینبؑ سے کہہ دینا ہمارے دشمنوں کا ایک اور لشکر آ گیا فضہ کہتی ہے آقا اس سے پہلے تو آپ ہر لشکر کے سردار کا نام لیتے ہیں مگر اس کے سردار کا نام نہیں لیا کہا فضہ اس کا نام شمر ہے

زینبؑ کو نہ بتانا ایسا نہ ہو کہ زینبؑ یہ نام سن لے اس لئے کہ زینبؑ کو اس کا بابا بھی بتا گیا تھا اس کی ماں بھی بتا کے گئی تھی فضہ بار بار آتی ہے بار بار جاتی ہے شہزادی میرے مولا نے کہا ہے یہ دشمنوں کا لشکر ہے یہ ہمارے دشمنوں کا لشکر ہے بار بار جب زینبؑ نے یہ پیغام سنا آخر ایک مرتبہ کہا فضہ ذرا جا کر میرے بھائی سے کہو زینبؑ کچھ کہنا چاہتی ہے حسین کو پیغام ملا ایک مرتبہ حسین آئے زینبؑ مجھے کیوں بلایا ہے کہا بھیا یہ ہمارے دشمنوں کے لشکر کب تک آتے رہیں گے کیا اس پوری دنیا میں کوئی نہیں جو محمد کے نواسے کی مدد کو آئے جو فاطمہ کے لال کی مدد کو آئے حسین سر جھکا کے کہتے ہیں زینبؑ زمانے کے حالات کا تو تمہیں پتا ہے زینبؑ کہتی ہیں نہیں بھیا ایک ایسا ہے جس کی وفا پر مجھے بھی اعتماد ہے آپ بلائیں گے وہ ضرور آئے گا بہن زینبؑ وہ کون ہے کہا بھیا آپ کے بچپن کا دوست حبیب ابن مظاہر بھیا آپ حبیب کو بلائیں مجھے یقین ہے حبیب ضرور آئے گا حبیب تمہاری وفا کی یہ منزلت ہے کہ فاطمہ کی بیٹی زینبؑ تمہارا نام لے کر تمہیں یاد کر رہی ہے اور حسین کا قاصد میرے مولا کا خط لے کے چلا تاریخوں میں آپ نے پڑھا ہے جب کھانا کھا رہے ہیں بیوی ساتھ بیٹھی ہے بیوی کے گلے میں لقمہ اٹکا کہا حبیب ایسا لگ رہا ہے کہ دروازے پہ کوئی آنے والا ہے اور فوراً دستک کی آواز آئی ایک مرتبہ حبیب نے وہیں سے آواز دی کون جواب ملا انا برید الحسین میں حسین کا قاصد ہوں بس حسین کا نام سنا دوڑ





کے حبیب دروازے پے گئے دروازہ کھولا قاصد کے قدموں پہ گر پڑے آئے میرے مولا کے دربار سے آنے والے حبیب کتنا خوش قسمت کہ حسین کا قاصد اس کے دروازے پہ آیا حبیب استقبال کر کے قاصد کو لاتے ہیں کیسے زحمت کی کہا حبیب یہ تمہارے نام خط ہے حبیب نے خط لیا پہلے سر پہ رکھا پھر اسے بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا شکر کا سجدہ انجام دیا حبیب کتنے خوش قسمت ہو کہ حسین تمہیں خط لکھا ہے خط کھولا فقط ایک جملہ تھا مر دفقیہ حبیب ابن مظاہر کے نام حسین ابن علیؑ کا خط بھیا حبیب کربلا میں میری مدد کے لیے آجاؤ خط اتنا پڑھنا تھا ایک مرتبہ کہا لبیک یا مولا لبیک یا مولا مولا آپ کا حبیب حاضر ہے قاصد کو رخصت کیا حبیب گھر میں آئے مگر ذرا پریشان کہ بیوی سے کیا کہوں پتا نہیں بیوی تیار ہو یا تیار نہ ہو بیوی حبیب سے زیادہ بے چین تھی حبیب حسین کا قاصد کیوں آیا ہے کہا حسین نے مجھے بلایا ہے بیوی پوچھتی ہے حبیب پھر تو تم نے کیا ارادہ کیا ہے حبیب امتحان لینا چاہتے تھے کہتے ہیں سوچ رہا ہوں جاؤں یا نہ جاؤں بس اتنا سننا تھا کہ ایک مرتبہ حبیب کی بیوی کو جلال آ گیا حبیب فاطمہ کا لال تمہیں بلائے اور تم یہ سوچو کہ جاؤں یا نہ جاؤں حبیب اگر تم نہ گئے تو میں تلوار لے کر فاطمہ کے بیٹے کی نصرت کو جاؤں گی حبیب کہتے ہیں مجھے فقط تمہارا خیال ہے بڑا عجیب جواب دیا کہ حبیب میں مٹی کھا کے گزارا کر لوں گی مگر تمہیں فاطمہؑ کے لال کی مدد کو جانا ہے مگر ہاں حبیب اتنا وعدہ کرو جب آقا کی بارگاہ میں پہنچو

گے تو میرا اسلام عرض کرنا۔ حبیب تیاری کر رہے ہیں زمانہ بڑا نازک ہے حبیب تیاری کر رہے ہیں کہیں محلے والوں کو پتا نہ چل جائے کوفے میں سخت ترین پہرہ ہے ابن زیاد کے سپاہی نہ روک لیں غلام سے کہا غلام میرے گھوڑے کو لے کر صبح کو نکل جا میں شام کے بعد کوفے کے باہر تم سے ملوں گا ایک مرتبہ نکلتے نکلتے دیر ہوگئی شام کو جب کوفے کے باہر پہنچے تو بڑا عجیب منظر دیکھا حبیب نے دیکھا میرا غلام گھوڑے کی گردن میں بانہیں ڈالے کہہ رہا ہے اے اسب وفادار اگر میرا آقا نہ آیا تو میں تجھ پر سوار ہو کے چلوں گا اور فاطمہ کے بیٹے کی مدد کروں گا حبیب نے بے اختیار کربلا کا رخ کیا آنکھوں میں آنسو آ گئے مولا آج یہ دن آ گیا کہ غلام آپ کی مدد کرنے کے لئے آ رہے ہیں ارے کائنات کا مشکل کشا اور آج غلام نصرت کے لئے آ رہے ہیں حبیب گھوڑے پہ سوار اپنے غلام کے ساتھ میدان کربلا میں پہنچے حبیب کا آنا تھا حسین کہتے ہیں بھیا عباس بارہویں علم کو لے کر تیار ہو جاؤ علمدار آ رہا ہے میرا ساتھی آ رہا ہے میرے لشکر کا سپہ سالار آ رہا ہے حبیب آئے عباس نے حبیب کا علم حبیب کے حوالے کیا اور اپنا علم حبیب کے سر پر لہرایا ایک ایک شخص آ کر حبیب کے گلے مل رہا ہے حسین کے لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی جب زینبؑ نے یہ آوازیں سنیں ایک مرتبہ فضہ کو بلایا اماں فضہ دو تاریخ سے آج تک اپنے لشکر اپنے بھائی کے ساتھیوں کو اتنا خوش نہیں دیکھا آج کیا بات ہو گئی ذرا معلوم کر کے آؤ فضہ گئیں واپس آئیں





شہزادی میرے آقا کا دوست حبیب ابن مظاہر آ گیا ہے حبیب کا نام سنا تو زینبؑ نے کہا اماں فضہ ذرا جا کے حبیب کو میرا پیغام تو دے آؤ کہنا حبیب زینبؑ تمہیں بلا رہی ہیں حبیب تک زینبؑ کا پیغام پہنچا حبیب کو یقین نہیں آ رہا ارے یہ میری قسمت کہ آج زینبؑ نے مجھے بلایا آئے خیمے کے قریب پہنچے درمیان مین پردہ ہے باہر حبیب اندر زینبؑ حسین ساتھ ساتھ زینبؑ حبیب آ گئے حبیب کو کیوں بلایا تھا بس زینبؑ کہتی ہے حبیب فاطمہ کی بیٹی تمہیں سلام کہتی ہے زینبؑ کا سلام سننا تھا حبیب یہ کہہ کے غش کر گئے کہ شہزادی آج آل محمد پر یہ دن آ گیا کہ ہم جیسے ادنیٰ غلاموں کو سلام کہا جا رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد حبیب ہوش میں آئے ہاتھوں کو کھولا ایک مرتبہ ہاتھوں کو جوڑا شہزادی میرے لائق کوئی خدمت کہا بھیا حبیب زینبؑ ہر امتحان کے لئے تیار ہے مگر زینبؑ کو صرف اپنی چادر کا خیال ہے اپنے پردے کا خیال ہے حبیب نے پھر ہاتھ جوڑے شہزادی جب تک حبیب زندہ ہے آپ کی چادر محفوظ رہے گی آپ کا پردہ محفوظ ہے تبھی تو میں نے بعض ذاکرین سے سنا ہے کربلا میں جب شام غریباں آئی تو خیمے جلے چادریں لٹیں جب زینبؑ کے سر سے چادر کو کھینچا گیا تو زینبؑ نے مقتل کو دیکھا پہلے نہ عباس کو پکارا نہ حسین کو پکارا آواز دی بھیا حبیب ذرا آ کے دیکھو فاطمہ کی بیٹی کی چادر تمہارے کربلا میں لوٹ لی گئی۔

## ﴿اسلام اور اہلبیت﴾

### امام کی نظر میں صاحب منبر کی ذمہ داری::

ہم سب پر کچھ ذمہ داری ہر سال ایام عزاء کے ساتھ عائد ہو جاتی ہے ایام عزاء کا آغاز ہوتا ہے تو علماء اکرام و ذاکرین عظام مومنین کی خواہش کے مطابق امام مظلوم کے حق کو ادا کرنے کی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جب کبھی اور خصوصیت کے ساتھ ایام عزا کے آغاز میں یہ منبر نظروں کے سامنے آتا ہے تو بے اختیار شام کی مسجد میں سید سجادؑ کے وہ جملے جو اس منبر کے خطیب نے کہے تھے سامنے آتے ہیں۔ جو شام کے منبر پر گیا تھا جو ذہن میں گونجنے لگتے ہیں۔ اور یہ ایسے جملے ہیں کہ ہر سال جس وقت جو ہم صف عزا بچھاتے ہیں۔ کالا لباس زیب تن کرتے ہیں ہمارے عزاخانے سجائے جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں علم نصب کیے جاتے ہیں ہماری زندگیوں کا طریقہ بدل جاتا ہے ہمارے آرام کے دن ختم ہو جاتے ہیں نہ ہمیں کھانے کا ہوش رہتا ہے اور نہ پہنے کا خیال ماں باپ اولاد کو فراموش کر چکے ہوتے ہیں اور یہ چیز ہر مومن کے ذہن میں ہوتی ہے کہ کیا پتہ کہ دوبارہ ہمیں موقع ملے یا نہ ملے سال آئندہ زندہ رہیں یا نہ رہیں جتنا ہو سکے اس سال عزاداری امام مظلوم کا حق ادا کریں تو اس





وقت جہاں ہم دوسری تیاریاں کریں ایام عزا کے استقبال کی وہاں یہ جملے بھی ذہن میں رہنے چاہییں اس لیئے کہ یہ جملے کربلا کے سب سے بڑے عزادار نے منبر اور منبر کے خطیب کو دیکھ کر ارشاد فرمائے تھے اور امام نے کیا کہا تھا کہ ﴿اے خطیب تو نے کتنا نقصان کا سودا کیا ہے اور لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اپنے خالق کو ناراض کر دیا ہے﴾ تو جب امام ایک اصول بتا رہے ہیں۔ اور ہر خطیب کے لیے یہ اصول ہی بس اس لیے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ایام عزا میں اس مقام پر گفتگو میں کوئی تبدیلی آ جائیگی۔ امام کا جملہ یہی ہے کہ کبھی مخلوق کو راضی کرنے کے لے اپنے خالق کو ناراض نہ کرو۔ جس نے خدا کو ناراض کیا صرف اس لیے کے سننے والے راضی ہو جائیں خوش ہو جائیں اس نے یقیناً گھاٹے اور نقصان کا سودا کیا تو یقیناً صاحبان ایمان بھی اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہیں۔ لیکن خطیب کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ سننے والے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ سنا جس سے ہمارا دل خوش ہو جائے اور منبر یہ تقاضا کرتا ہے کہ کربلا کا مظلوم امام یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ سناؤ جس سے یہ معلوم ہو کہ اسلام کیا ہے اور اسلام پر کیا آفت آ رہی ہے۔ تو اب قیامت تک کے خطیبوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ خدا کو پہلے راضی کرنا ہے اپنے امام کو پہلے راضی کرنا ہے اپنے امام کے مقصد شہادت کو پہلے بیان کرنا ہے اور عوام اور سننے والوں کی خواہشات کا خیال بعد میں رکھنا ہے اور اسی طرح سے سننے والوں اور

مجلس عزا میں شرکت کرنے والوں کی بھی ایک ذمہ داری ہے۔ یقیناً آپ کا فرض یہ ہے کہ انسان اپنے مردوں کو یاد کرے لیکن ایک سال تک یاد نہیں کر پاتا۔ اور کہاں آپ نے فاطمہ کے اجڑے ہوئے گھر کا ماتم کیا کہاں آپ نے فاطمہ کے لال کی صف عزا میں ساری زندگی گزر دی۔ مگر ہر سال ایک جوش وخروش کے ساتھ آپ شریک ہوتے ہیں۔ پس اس ایک بات کو ذہن میں رکھیئے کہ جب امام نے وہ مشہور حدیث اپنے ماننے والوں کے سامنے بیان کی کہ جس میں امام یہ تذکرہ کر رہے ہیں۔

## عزاداران حسینؑ کا اجر عارفاً بحقہ کی شرط پر منحصر ہے::

وہ مشہور حدیث کہ جس وقت جبرئیل امین آتے ہیں پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آنے کے بعد تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اللہ کے رسول یہ فرزند آپ کی گود میں ہے جس کا نام حکم پروردگار سے آپؐ نے حسینؑ رکھا ہے اس پر کیا کیا مصائب نازل ہونے والے ہیں تو آپ نے علماء کرام سے بار بار سنا ہوگا کہ پیغمبر اسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں بیٹی تڑپ کر کہتی ہے بابا آپؐ میرے فرزند کو گود میں لینے کے بعد رو رہے ہیں۔ بیٹی کو یہ توقع ہے اور یقیناً ہر بیٹی کو یہ توقع ہوتی ہے کہ جب میرے بیٹے کو میرے بابا اپنی گود میں لے گا تو خوش ہوگا۔ لیکن میرا بابا تو رو رہا ہے بابا آپ حسینؑ کو گود میں لے کر رو رہے ہیں۔ تو پیغمبر فرماتے ہیں۔ ہاں بیٹی ابھی جبرائیل آ کر مجھے تفصیل بتا کر گئے ہیں۔ کہ میرے بیٹے





پر کیا کیا مظالم ہوں گے تو جس وقت پیغمبرؐ اسلام نے یہ تذکرہ کیا تو حجرہ رسالت میں ایک مجلس برپا ہو گئی۔ جس میں بیان کرنے والے رسولؐ تھے اور سننے والے باقی سارے معصوم تھے مولا علیؑ بھی تھے حسنؑ بھی تھے فاطمہؑ بھی تھی اور حسینؑ بھی تھے روایت یہی تو ہے کہ جب آپ کا بیان مکمل ہوا تو شہزادی فاطمہؑ اتنا روئیں کہ روتے روتے غش کھا گئیں اور زمین پر گر پڑیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب بی بی نے آنکھوں کو کھولا تو پیغمبر فرماتے ہیں کہ بیٹی فاطمہؑ ابھی جبرئیل آ کر اللہ کا یہ پیغام دیکر گئے ہے کہ اللہ کے رسولؐ آپ فاطمہؑ کو تسلی دیں اس لیے کہ فاطمہؑ کے رونے سے آسمان پر ملائکہ کے درمیان کہرام برپا ہے۔ یہاں فاطمہؑ رو رہی ہیں وہاں ساتوں آسمان پر جتنے ملائکہ ہیں وہ سب ماتم کر رہے ہیں اور فاطمہؑ کو یہ کہہ کر تسلی دیں۔ عنقریب میں ایک ایسی قوم پیدا کرنے والا ہوں جو تیرے بیٹے کو ماننے والی ہوگی۔ پاک اور پاکیزہ ہوگی۔ وہ اپنے مال کو حسینؑ کی عزاداری پر خرچ کرے گی وہ حسینؑ کی عزاداری میں اپنے جسموں کو زحمت میں ڈالے گی۔ اور وہ اپنے ہر آرام کو قربان کر ڈالے گی حسینؑ کی عزاداری کیلئے ان کے لیے بشارت ہو۔ اور ان ماتم کرنے والوں کیلئے بھی بشارت ہو کہ ان کے ایک ایک درہم کے بدلے میں جو وہ حسینؑ کی عزاداری میں خرچ کرتے ہیں انھیں ستر ہزار مقبول حجوں کا ثواب ملے گا اور انؑ کے آنسو جو غم حسینؑ میں انکی کی انکھوں سے جاری ہوتے ہیں۔ شیشی میں بند کر کے قیامت والے دن ان

کے حوالے کیے جائیں گے اور ان آنسوؤں کی برکت یہ ہوگی کبھی آتش جہنم ان کے قریب آنا چاہے اور وہ اپنے آنسوؤں کو اس کی جانب پھینکیں تو پانچ سو سال کے فاصلے پر جہنم ان سے دور چلی جائے گی۔ ہر مرتبہ ان آنسوؤں کے چھڑکنے سے جو حسینؑ کے غم میں ان کی آنکھوں سے جاری ہوئے ہیں پانچ سو سال جہنم دور ہوگی اور پکارے گی کہ میری آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ ایک مرتبہ جناب سیدہؑ بابا کو مخاطب کرتی ہیں بابا یہ تو میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ باباؐ میرے بیٹے کا ماتم کرنیوالوں سے آپ کیا وعدہ کرتے ہیں؟۔ کہا بیٹی فاطمہؑ میں شفیع المذنبین ہوں۔ گنہگاروں کی شفاعت کرنیوالا ہوں میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو تیرے بیٹے کے ماتم دار ہیں میدان قیامت میں میری شفاعت کے پہلے حقدار وہی ہوں گے۔ اب فاطمہؑ نے اپنا رخ میرے مولا علیؑ کی جانب کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے بیٹے کے عزاداروں کے حوالے سے مجھ سے کیا وعدہ کرتے ہیں؟ فرمایا یہ میرا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پیاسا آئے گا کسی پیاسے کو پانی نہیں پلاؤں گا سوائے ان کے جو حسینؑ کے غم اور حسین کے ماتم میں اپنے اوقات صرف کرنیوالے ہیں۔ حوض کوثر کا ساقی علیؑ ضرور ہے مگر صرف انہی کو پانی پلائے گا جنہوں نے غم حسینؑ میں اپنی زندگی کو گزارا ہے۔ اب جناب فاطمہؑ بیٹے حسنؑ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا بیٹا میرے اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا میرے بابا نے وعدہ کیا میرے سرتاج علیؑ نے مجھ سے وعدہ





کیا تم بتاؤ تم مجھ سے کیا وعدہ کرتے ہو عرض کی اماں جانؑ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میرے بھائی حسینؑ کا جو ماتمی ہوگا جنت میں اس کا محل میرے محل کے برابر ہوگا اور اگر میں اپنے بھائی حسینؑ کے کسی بھی ماتمی کو جنت میں نہ پاؤں تو جنت سے باہر آجاؤں گا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حسنؑ قیامت تک حسینؑ کے ہر ماتمی کو جانتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ جنت میں داخل ہوکر حسنؑ سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ جتنے بھی دنیا میں حسینؑ کا ماتم کرنیوالے تھے وہ جنت میں میرے پڑوس میں ہے یا نہیں۔ روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ فاطمہؑ خاموش ہو گئیں اب جناب رسولؐ خدا مولا علیؑ اور امام حسنؑ تینوں مل کر بی بی سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تو ہمارا وعدہ ہوگیا حسینؑ کا ماتم کرنے والوں سے لیکن اے زہرؑا آپ کا کیا وعدہ ہے عزاداران حسینؑ سے جناب فاطمہؑ نے بابا کی خدمت میں عرض کیا بابا میرے بیٹے حسینؑ کے ماتمیوں سے میرا یہ وعدہ ہے کہ میں جنت کے دروازے پر اس حالت میں کھڑی ہوں گی کہ میرے بال کھلے ہوئے ہوں گے اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور جب تک حسینؑ کا ماتم کرنیوالے ایک ایک شخص جنت میں نہ چلا جائے نہ فاطمہؑ کے آنسو رکیں گے اور نہ فاطمہ اپنے بالوں کو باندھے گی اور نہ فاطمہؑ جنت میں داخل ہوگی۔ جب امام معصوم نے راوی کو یہ پوری روایت سنائی تو راوی حیران ہوکر کہتا ہے مولا حسینؑ کا ماتم کرنیوالوں سے پروردگار کا ایسا وعدہ رسولؐ خدا کا مولا علیؑ کا جناب زہرؑا

کا امام حسنؑ کا ایسا وعدہ تو امام معصوم نے صرف ایک ارشاد فرمایا اور وہی جملہ ہماری اور آپکی ذمہ داری کو معین کرتا ہے یقیناً یہ قابل فخر ہے کہ ہم حسینؑ کے عزادار ہیں یہ لائق ستائش ہے کہ ہم فاطمہؑ زہرا کی دعا سے پیدا ہوئے ہیں مگر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہاں یہ ہمارا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو میرے جد حسینؑ کے ماتم میں حصہ لیتے ہیں اور فرمایا ﴿من بکیٰ او ابکیٰ او تباکی وجبت له الجنته﴾ اور اتنا وعدہ میرا ہے کہ جو غم حسینؑ میں روئے یا رلائے یا رونے والوں جیسی شکل بنائے جنت اس پر واجب ہے۔ مگر ایک شرط کے ساتھ "اور اگر آپ نے زیارت امام مظلوم کو توجہ سے پڑھا ہو تو یہ شرط اس میں بھی نظر آتی ہے۔ یہ سارا وعدہ اس لیے ہے یقیناً حسینؑ کے ہر ماتمی پر رحمت خدا ہے مگر یہ تفصیلی وعدہ اس سے ہے جو حسینؑ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے روئے یا رلائے یا ماتم کرئے۔ جب حق حسینؑ کی معرفت ہے اور پھر انسان صف عزا بچھا کر بیٹھ رہا ہے تو اس سے پروردگا عالم کا بھی وعدہ ہے رسولؐ کا بھی علیؑ وحسن وفاطمہؑ کا بھی۔

## حسین پر ماتم کرنا اور رونا مگر معرفت کے ساتھ::

حق حسینؑ کو پہچانو بس اسی حق کو پہچاننا یہ ہمارے اس موضوع میں شامل ہوگا۔ مگر مختصراً میں بتادوں کہ حق حسینؑ کو پہچان کر ماتم کرنا ہے اور حق حسینؑ میں یہ چیز یقیناً شامل ہے کہ یہ دیکھیں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ حسینؑ اپنے بھرے گھر





کو لیجا کر قربان کر رہے ہیں۔ وہ کیا عظیم مقصد تھا جس کیلئے حسینؑ نے اپنا علیؑ اکبر جیسا ہمشکل پیغمبر بیٹا قربان کیا ہے علیؑ اکبر اور حسینؑ میں عام باپ بیٹے کا رشتہ نہیں ہر باپ کیلئے اپنا بیٹا قیمتی ہوتا ہے لیکن علیؑ اکبر اور حسین عام باپ بیٹے کی طرح نہیں اس لیے جب اکبر کو بھیجا تھا تو اس وقت ہاتھوں کو اٹھا کر بارگاہ پروردگار میں فریاد کی تھی کوئی عظیم مقصد تھا تبھی تو یہ قربانیاں دی جارہی ہیں۔ تبھی تو حسین اپنے بھرے گھر کو میدان کربلا میں لا رہے ہیں۔ ساری قربانیاں اپنے مقام پر مگر چادر زینبؑ کی جو قربانی دی گئی ہے وہ کسی معمولی مقصد کی خاطر نہیں تھی۔ اسی مقصد کو پہچاننا ہے عارفاً بحق الحسینؑ حسین کے حق کو پہچاننا ہے۔ وہ مقصد اگر ہمارے ذہن میں رہا تو گویا ہم نے عزاداری کا حق ادا کیا۔ اور اس کیلئے ہمارے سامنے بہترین مثال خود حسینؑ کے گھرانے سے ملے گی اس لیے کہ جہاں آل محمدؐ نے ہمیں معرفت خدا کا طریقہ سکھایا یا رسول کو پہچاننے کا طریقہ سکھایا اسلام سے روشناس کرایا شریعت کے احکامات بتائے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا وہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں امام معصومؑ نے اسلام کا ہر عقیدہ اور ہر عمل سکھایا اور عزاداری کا طریقہ نہ سکھایا ہو۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے وہ عزاداری جو [illegible] کی بقا کیلئے شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے یہ بات بھی آپ کے ذہن میں رہے کہ جیسے ہی ایام عزا کا آغاز ہوتا ہے دوست و دشمن سب کے اعتراضات شروع ہو جاتے ان اعتراضات کے سارے اہداف عزاء امام مظلوم ہیں میں یہ فقط خمینی

طور پر ایک بات بتا دوں کہ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم ان ایام عزا میں آپ قطعاً توجہ نہ دیں کہ دنیا کیا کہہ رہی ہے۔ مجلس و عزاداری پر کیا اعتراض ہو رہے ہیں۔ اعتراض کرنیوالوں کا اصل مقصد عزاداری کو ختم کرنا نہیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ حسینؑ کی عزاداری کے ذریعے جو پیغام پہنچتا ہے آپ تک اس پیغام کو روکا جائے۔ حسینؑ کی جو معرفت آپ کو ہوتی ہے اس معرفت سے آپ کو دور کیا جائے حسینؑ کی مجلس کے صدقے میں توحید کا پیغام آپ کو ملتا ہے قرآن کی جو تفسیر آپ کے سامنے ہوتی ہے۔ اسلام اور رسول اسلام کے جو حالات آپ کے سامنے آتے ہیں۔ آل محمد کی جو اہمیت واضح ہوتی ہے ان تمام باتوں سے آپ کو دور رکھا جائے عزاداری کو روکنا کسی کا مقصد نہیں ہے اس پیغام کو روکنا مقصد ہے۔ اس کیلئے طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ جہاں پر عزاداری شروع ہوتی ہے۔ تین چار اعتراضات کہہ دیئے گئے کبھی ماتم کے بارے میں کبھی مجلس کے بارے میں کبھی شب بیداری کے بارے میں مختلف قسم کے اعتراضات اور مقصد یہ ہے کہ ان اعتراضات کا جواب دینے میں ہم آپ اتنے الجھ جائیں کہ اصل مقصد ہمارے اذہان سے محو ہو جائے اور ہم تمام وقت انہی اعتراضات کے جوابات میں لگا دیں اعتراض کرنے والے کو بھی پتہ ہے ، بھی صدیوں سے سن رہا ہے مگر پھر بھی اعتراض کرتا ہے۔ تاکہ ہم انہی میں الجھے رہیں اور جو عزاداری کا اصل مقصد ہی اصل فائدہ ہے وہ ہم تک نہ پہنچ





سکے اور اسی اعتبار سے کبھی آپ کو کچھ دوست ایسے ملیں گے جو کبھی عزاداری پر اعتراض کریں کبھی اسکے طریقے پر اعتراض کریں گے انقلاب اسلامی ایران کے فوراً بعد ایران میں ایک آواز بلند ہوئی اور بہت زور و شور سے آواز بلند ہوئی کہ آپ دیکھیے کہ عزاداری امام مظلوم کے سلسلے میں ہم نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کر لی عظیم انقلاب آیا اب ہمارا مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ عزاداری کا مقصد بھی یہی ہے کہ جس مقصد کیلئے حسینؑ کربلا کے میدان میں گئے تھے وہ مقصد مکمل کیا جائے تو اسلامی انقلاب آ گیا ہے اب کیا ضرورت ہے اس قسم کی عزاداری کی اور بعض لوگوں نے دوسرے انداز سے گفتگو کی جو آپ اکثر سنیں گے۔ بھائی مجلسوں میں اتنا پیسہ خرچ کرنے کا فائدہ کیا ہے ضرورت کیا ہے نیاز میں اتنا پیسہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے اتنی زیادہ مجلسوں کی کیا ضرورت ہے یہ کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے انقلاب اسلامی ایران کے بعد یہ چیزیں وہاں بھی بیان کی گئی مگر مختلف انداز سے یہ کہ پہلے واجبات ہیں اور اس کے بعد پھر آئے ہیں مستحبات وہ بات تو الگ کہ یہ حدیث جو ابھی آپ نے سنی اس میں ایک جملہ ہے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو اپنے حلال مال کو حسینؑ کے راستے میں خرچ کریگی تو وہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ آپ سے کہا جائے کہ آپ عزاداری میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں یہ خیال کر کے خرچ کریں کہ یہ آپ امام کی بارگاہ میں تحفہ پیش کر رہے ہیں اس لیے کہ جو کچھ آپ امام کے نام پر دیتے ہیں وہ یقیناً

بارگاہ امامت میں پہنچتا ہے۔ لکھنو کا واقعہ ہے۔ ایک مومن جو ہر سال اپنے مکان کے باہر سبیل لگاتا ہے بہترین قسم کے شربت کی تو ایک مرتبہ اتفاق ایسا ہوا کہ گرفتار ہو گیا اور رہائی اس وقت ہوئی کہ جب محرم کا چاند قریب تھا۔ ظہر کا وقت ہو چلا چند گھنٹوں کے بعد چاند رات ہے گھر میں آئے معلوم ہوا کہ جتنا جمع شدہ پیسہ تھا وہ دوران گرفتاری میں خرچ ہو گیا اور گھر میں کچھ بھی موجود نہیں کچھ پریشان ہوا آخر بیوی کے جو شادی کے کپڑے تھے ان پر گوٹ کناری لگی ہوئی تھی اس کو اتار اور بازار میں لاکر فروخت کیا لیکن اس سے بہت ہی مختصری رقم حاصل ہوئی اس لیے ویسا شربت تو نہ بن سکا تھا جیسا پہلے بنا تا تھا آخر گڑ کا شربت بنایا اہل محلہ اور رشتہ داروں کو معلوم ہے کہ یہاں سبیل لگتی ہے لوگ آئے سبیل کے اندر ثواب میں حصہ لینے کیلئے مگر وہ لکھنو کے لوگ جن کا مزاج اور معیار زندگی بہت بلند تھا۔ وہاں پر چینی کا شربت پینے والے بھلا یہ گڑ کا شربت کیسے پیئں۔ ایک ایک گھونٹ لوگوں ں نے پیا اور باقی شربت چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اب اس مومن کی عجیب حالت ہے امام نے میری نیاز کو قبول نہیں کیا بے چینی کی حالت میں رات گزر رہی ہے۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس سبیل میں جانا بیکار اور لاحاصل ہے س لیے کہ اس سال شربت پہلے جیسا نہیں ہے ساری رات اس مومن کی بیقراری میں گزر گئی۔ یہاں تک کہ صبح کا وقت قریب آیا اور زبان پر ایک ہی جملہ ہے ہر سال میں چاند رات کو سبیل لگاتا تھا صبح کے قریب





سبیل خالی ہو جاتی لیکن ایسا لگتا ہے کہ آج مولا نے میری اس نیاز کو قبول نہیں کیا کہ اتنے میں دیکھا کہ کچھ سوار گزر رہے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ تھی کہ ان کے لباس ہندوستانی نہیں تھے بلکہ عربی تھے۔ چلتے چلتے میری سبیل کے قریب رک گئے اور رکنے کے بعد سوال کیا کہ ہم پیاسے ہیں کیا تمھارے پاس ہماری پیاس بجھانے کا کوئی انتظام ہے کہا یہی گڑ کا شربت ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ کہا یہی بہتر ہے انہوں نے شربت پیا اور پینے کے بعد آگے چلنے لگے مگر صاحب خانہ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ صبح کا وقت قریب آرہا ہے یہ کون سے مسافر ہیں جو یہاں سے جا رہے ہیں اور عربی لباس پہنے ہوئے اور جو یہ زبان بول رہے ہیں وہ عربی نہیں مگر لہجہ عربی کا ہے۔ پوچھوں تو سہی کہ یہ کون لوگ ہیں کہاں جا رہے ہیں سوال کیا کہ بس اتنا بتا دو کہ آپ کون لوگ ہیں اور کہاں جا رہے ہیں مسکرا کر کہا کہ میں حبیب ابن مظاہر ہوں اور میرے ساتھ یہ سب کربلا کے شہید ہیں ہمیں ہمارے آقا حسینؑ نے حکم دیا تھا کہ ہمارے ایک مومن نے پورے خلوص کے ساتھ کچھ تیار کیا ہے کوئی اور تو اس کو لینے کیلئے تیار نہیں ہے میرے بھائی حبیب تم میرے ساتھیوں کو میری طرف سے لیکر جاؤ اور اس مومن کی سبیل کو قبول کرو۔ اندازہ کریں مال حلال ہو اور خلوص دل کے ساتھ مومن کچھ پیش کرے خواہ وہ مجلس کی نیاز ہو شب بیداری ہو صف عزا ہو وہ یقیناً بارگاہ خدا اور بارگاہ امام میں قبول ہوتی ہے۔ یہ تو ہماری عورتیں بھی جانتی ہیں کہ اگر

نیاز امام کی ہو تو کتنی طہارت کے ساتھ اسے تیار کرتی ہے۔ صرف یہ کہنا کہ یہ ہزاروں روپے یہ لاکھوں روپے یہ کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ یہ سب پیسہ معاذ اللہ ضائع ہو رہا ہے اس کی کیا ضرورت ہے۔ جیسا کہ آیت اللہ خمینی نے کہا ہے' کہ اگر کوئی عزاداری کے بارے میں اختلاف کرے تو اپنے آپ کو دنیا میں بھی نقصان میں جتلا کرنا ہے اور آخرت میں بھی نقصان میں جتلا کرنا ہے اس لیے کہ ہم باقی ہے امام مظلوم کے ذکر کی وجہ سے ہمیں مٹانے کی اتنی کوشش کی گئی ہمارا وجود فقط اسی عزاداری کی وجہ سے ہے۔ اب گویا ہم عزاداری کیلئے جتنا پیسہ خرچ کر رہے وہ امام کیلئے نہیں وہ خود ہمارے وجود کے لیے ہے۔ کہ جب تک حسینؑ کی صف عزا بچھی ہے اس وقت تک ہمارا وجود باقی ہے۔ اسلام باقی ہے اور ہماری آخرت کیلئے بھی فائدہ مند ہے کیونکہ یہ ہم اس کو دے رہے ہیں جو کریم ابن کریم ہے۔ اور امام اس کو قبول کرتے ہیں۔

### زیارت کربلا پڑھنے کا ثواب ایک واقعہ::

شیخ عباس قمی منتھی الاعمال میں نقل کرتے ہیں کہ دو دوستوں نے آپس میں معائدہ کیا کہ جس کا انتقال پہلے ہو وہ دوسرے کو بتائے گا کہ موت کیا ہے اور موت کے بعد کیا ہے ایک کا انتقال ہو گیا کئی سال گزر گئے دوسرا اس کے وعدے کے مطابق اس کو خواب میں نہیں آیا جب خواب میں آیا تو اس سے پہلے کہ وہ اپنا حال بیان کرئے زندہ دوست نے اسکو کہا کہ تم اتنے عرصے کے بعد





اپنا وعدہ پورا کر رہے ہو۔ دوسرے نے جواب دیا میں قیدی تھا۔ اور اپنے گناہوں کی سزا کاٹ رہا تھا۔ زندہ دوست نے کہا کہ کیا سزا کی مدت پوری ہو گئی۔ وہ کہتا ہے نہیں سزا کی مدت پوری نہیں ہوئی ختم کر دی گئی ہے۔ پوچھا کیسے ختم ہوئی کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں جس قبرستان میں دفن ہوں اس قبرستان کے فلاں گوشے میں فلاں مقام پر ایک تازہ قبر بنی ہے۔ دیکھا کہ اس کے چاروں طرف نور پھیلا ہوا ہے اور چند بزرگ اس کے قریب کھڑے ہیں۔ سب سے زیادہ نورانی چہرے والے قبر کے قریب آ کر ایک عجیب جملہ کہتے ہیں۔ اے مومنہ ساری زندگی تو ہماری زیارت کرتی رہی ہے آج ہم تیری زیارت کو آئے ہیں۔ امام نے یہ نہیں کہا کہ ساری زندگی تو میری زیارت پڑھتی رہی ہے آج میں تجھے زیارت کرانے آیا ہوں نہیں یہ کریم گھرانہ ہے اہل بیت کا بلکہ امام نے فرمایا میں تیری زیارت کو آیا ہوں۔ جب پوچھا گیا کہ اس کا کونسا ایسا عمل تھا جس کی وجہ سے امام اس کی زیارت کو آئے تو معلوم ہوا ہر روز صبح سویرے جب اٹھتی تھی تو کوئی اور کام کرے یا نہ کرے سب سے پہلے کربلا کی طرف منہ کر کے اپنے مظلوم امام کی زیارت پڑتی تھی۔ اور یہ امام حسینؑ تھے جنہوں نے قبر پر آ کر اس مومنہ سے فرمایا تھا۔ تو ایسا شریف معزز مبارک گھرانہ ہے کہ اس کیلئے جو بھی خرچ کیا جائے اس سے بڑھ کر ملے گا۔ ایک قربانی حسینؑ آپ سے اور مانگ رہے ہیں اور وہ قربانی سید سجاد نے بتائی ہے۔ کہ جہاں تم اتنی قربانیاں دیتے ہو

راتوں کو جاگتے ہو' گرمی یا سردی کو نہیں دیکھتے ہو۔ مال خرچ کرتے ہو وہاں جو حسینؑ یا اہلبیتؑ چاہتے ہیں۔ وہ بھی سن لیا کرو۔ یہ نہیں کہ مجالس میں تم جاؤ اور تم فقط وہ سنو جس سے تمھیں مزہ آئے تمھیں لطف آئے ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ آل محمدؐ کا ماننے والا آل محمدؐ کا ذکر جب سنتا ہے تو اسے مزہ آتا ہے اہل بیتؑ کے فضائل سنے تو اسے روحانی لذت حاصل ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ کچھ وہ باتیں ہیں جو آل محمدؐ کو پسند ہیں کہ ان کے ماننے والے سنیں ان باتوں پر کانوں کو بند نہ کرو کہ جن سے تمھیں تکلیف ہو فلاں مجلس میں نہیں جانا کہ اس میں نماز اور روزے کے علاوہ تو کچھ ہوتا ہی نہیں ہے آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ تم ہماری صف عزاء بچھا کر بیٹھے ہو تم ہمارے لیے قربانیاں دے رہے ہو تم ہمیں خوش کرنا چاہتے ہو تو جہاں تم دوسری بہت سی قربانیاں دے رہے ہو وہاں ایک قربانی اور دے دو کہ وہ تذکرہ بھی ہو جو ہم تمھیں سنانا چاہتے ہیں وہ ذکر ہو جو ہمیں پسند آرہا ہو یہ اہم ترین قربانی ہے جو آپ کو اس محرم میں دینا ہے ذکر آل محمدؐ کیلئے جہاں آپ اپنے سونے کے نظام کو بدلیں' کھانے کے نظام کو بدلیں' آرام کے نظام کو بدلیں وہاں اپنے سننے کے نظام کو بھی بدلیں اور وہ بھی سنیں جو آل محمدؐ سنانا چاہتے ہیں۔ اور جب اس منزل پر مومن پہنچے گا تو یقیناً وہ عارفاً بحقہ پر عمل کر کے حسینؑ کا رونے والا بن جائیگا۔ پھر اس سے خدا' رسول، علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ سب کا وعدہ ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ' اگر عارفاً بحقہ نہ بھی ہو تو تب بھی رونے والے کا





مقام بہت بلند ہے اب خود سوچیں اگر عارفاً بحقہ ہو گا تو کتنا مقام ہو گا۔ راوی سے روایت ہے کہ میری ساری زندگی حسینؑ کے بیٹے سید سجاد کی خدمت میں گزری سید سجاد وہ عملی مثال ہیں جو ہر وقت روتے رہتے ہیں۔ روتے تو ہم بھی ہیں ماتم تو ہم بھی کرتے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جیسا ماتم ان دو ماہ' محرم وصفر' میں ہو گا باقی سال نہیں ہو گا رونا مدنیہ والوں سے پوچھیں تو وہ بتائیں گے کہ ہم نے سید سجادؑ کو ہمیشہ روتے ہوئے دیکھا۔ منہال راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں اپنے مولا کی خدمت میں آرہا تھا امام کے گھر کے سامنے سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ پرنالے سے پانی آرہا ہے منہال کہتا ہے کہ میں نے کپڑوں کو طہارت کی خاطر سمیٹا کہ کہیں اس پانی سے کپڑے نجس نہ ہو جائیں میں نے دیکھا کہ گھر کا دروازہ کھلا ہے مولا کا غلام نکلا اس نے مجھے کپڑے سمیٹے دیکھا تو گھبرا کر کہا منہال یہ کیا کر رہے ہو میں نے کہا پانی کے چھینٹوں سے بچا رہا ہوں کہا یہ پانی نہیں ہے یہ میرے آقا سید سجاد آج اپنے بابا کو یاد کر کے رو رہے ہیں۔ یہ امامؑ کے بہتے ہوئے آنسو ہیں منہال کہتا ہے کہ میں گیا اور میں نے دیکھا کہ امامؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ذخیرہ اس انداز سے بہہ رہا ہے جیسے بہتا ہوا پانی جا رہا ہو اور یہ جملہ بھی آپ نے سنا ہو گا کہ جب امامؑ بازار میں نکلتے تھے تو اور کسی پر کچھ اثر ہو یا نہ ہو قصائی جتنے ہوتے اپنی دکانوں پر پردے ڈال لیتے' کیونکہ اگر کسی کی دکان کھلی رہ گئی اور میرے مولا کی نگاہ ذبیحہ پر پڑ گی تو صرف اتنا سوال

کرتے کہ اے قصائی بس اتنا بتا کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا تھا یا پیاسا ہی اس کے گلے پر خنجر چلایا تھا۔ قصائی ہاتھوں کو جوڑ کر کہتا فرزند رسولؐ میں آپؑ کے نانے کے دین کو ماننے والا ہوں بھلا پیاسا بھی ذبح کیا جاتا ہے اتنا پانی پلایا کہ جانور نے منہ ہٹا لیا تو امام کربلا کا رخ کرتے اور فرماتے 'اسلام علیکؑ یا ابا عبداللہ' بابا مدینہ کے جانور بھی پیاسے ذبح نہیں ہوتے مگر ہائے میرا بابا کربلا میں تین دن کا پیاسا تھا جب گردن پر خنجر چلا ایسا ماتم کیا مگر امامت کی ذمہ داریوں کو بھی ادا کیا۔

امام زین العابدینؑ کی شادی میں شرکت::

زہری جیسا شخص جو اپنی فقہ والوں کا امام ہے اور میرے مولا کو امام نہیں سمجھتا فقط فرزند رسول سمجھتا ہے لیکن یہ میرے مولا کا نظر کرم ہے جو کریم ابن کریم ہے کہ علوم کو ایسے پھیلایا کہ دوست دشمن میں فرق نہیں کیا اور زہری جیسا شخص بھی کہتا ہے میں نے جو کچھ حاصل کیا وہ سید سجادؑ سے حاصل کیا اور میرے دل میں تمنا تھی کہ ایک مرتبہ سید سجاد میرے گھر میں بھی اپنے قدم مبارک رکھیں لیکن جب کبھی امام کو بلایا امام نے آنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ ایک ایسا مقام آ گیا کہ مجھے یقین تھا کہ آج تو میرے استاد میرے آقا ضرور میرے گھر آئیں گے میرے جوان بیٹے کی شادی تھی شادی کا دعوت نامہ لیکر پہنچا فرمایا مجھے میرا طریقہ معلوم ہے گھبرا کر کہتا ہے فرزند رسولؐ پھر میں کس طرح آپؑ کی





خواہش کو پورا کروں فرمایا کہ اگر مجھے بلانا ہے تو میرے مظلوم بابا کی صف عزاء بچھا کر بیٹھو میرے بابا کا ماتم کرو کربلا والوں پر آنسوں بہاؤ تو میں خوشی سے آؤں گا زہری نے کہا یقیناً میں مجلس قائم کروں گا۔ مقررہ وقت پر صف عزاء بچھائی جا رہی ہے جب سب لوگ آ گئے تو زہری نے سوچا کہ جا کر سید سجادؑ کو لیکر آؤں جیسے ہی گھر کے دروازے پر آیا دیکھا کہ سید سجادؑ دروازے پر کھڑے ہیں۔ گھبرا کر کہنے لگا فرزند رسولؐ میں تو آپ کو لینے آ رہا تھا آپؑ نے کیوں زحمت کی سید سجاد نے بڑا عجیب جواب دیا فرمایا زہری جہاں میرے بابا کا ذکر کیا جائے جہاں کربلا والوں کے مصائب بیان کیے جائیں وہاں مجھے بلانے کی ضرورت نہیں میں خود آتا ہوں۔ مولا کو ذاکر کے قریب بیٹھایا ذاکر نے مصائب پڑھنا شروع کیے یہ وہ مدینہ والے ہیں۔ جنہوں نے حسینؑ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا یہ وہ مدینہ والے ہیں کہ جنہوں نے اکبر و قاسم کی سواری کو دیکھا تھا یہ وہ مدینہ ہے جنہوں نے کتابوں میں نہیں پڑھا تھا بلکہ آل محمدؐ کو اپنے سامنے مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے دیکھا تھا۔ ان کے سامنے جب کربلا کا تذکرہ شروع ہوا تو ایسا گریہ ہوا کہ کسی کو ہوش نہ رہا روتے روتے لوگ غش کھا کر گر پڑے مجلس ختم ہوئی ایک ایک کر کے جانے لگے مجمع اتنا زیادہ کہ زہری کو اپنے مولا کی خبر نہیں یہاں تک کہ سب چلے گئے۔ اب زہری منبر کے قریب آیا یہ دیکھ کر گھبرا گیا کہ امام وہاں نہیں زہری پریشان ہو گیا کہ میری مولا کہاں چلے گئے چاروں طرف

دیکھا مولا نظر نہ آئے اور جب نظر آئے تو کہاں نظر آئے جہاں آنیوالوں نے جوتے اتارے تھے دیکھا کہ سید سجادؑ بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہیں زہری تڑپ اٹھا امامؑ کو ہوش آیا زہری ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے فرزند رسولؐ منبر کے پاس سے آپ جوتوں کے پاس آ گئے بس بڑا عجیب جواب دیا فرمایا زہری میں خود سے نہیں گیا جیسے ہی ذاکر نے میرے بابا کا تذکرہ شروع کیا میں نے دیکھا میری دادی فاطمہؑ مجلس میں داخل ہو رہی ہیں اور وہاں آ کر بیٹھ گئیں جہاں ماتمیوں نے جوتے اتارے ہوئے ہیں تو میں بھی اپنی دادی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔





## ﴿اسلام اور اہلبیت﴾

### ﴿قد جاء کم من اللہ نورو کتاب مبینٌ﴾

خود خالق کائنات کا اعلان کے مطابق یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی بھی مرحلے اور منزل پر اسلام اور اہلبیت کو جدا کیا جا سکے بھیجنے والے ہی نے اسلام کو اس انداز سے اہلبیت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اعلان کروا دیا کہ اے رسول اہلبیت اور قرآن کی یکجائی کا اعلان اتنا اہم ہے کہ ﴿ان لم تفعل فما بلغت رسالة﴾ اگر یہ اعلان تم نے نہ کیا تو گویا تم نے کام رسالت کو انجام ہی نہیں دیا۔

نبی کی محنت ایک اعلان پر موقوف::

پروردگار کی نگاہ میں اسلام کے ساتھ اہلبیت کا وجود اتنا اہم کہ اگر اسکا حبیب اگر اس کی اول ترین مخلوق اگر اس کے سلسلہ انبیاء کا آخری نبیؐ اہلبیت اور اسلام کی یکجائی کا اعلان نہ کر سکا۔ گویا اس نے کار رسالت ہی کو انجام نہ دیا تیس سال کی رسول کی زحمتیں کس اعلان پر موقوف ہو رہی ہیں۔ بعض اوقات انسان حیران ہو جاتا ہے 23 سال تک کار رسالت کو انجام دینے والا اور پروردگار یہ کیسے کہ سارا کار رسالت بے کار ہو رہا ہے تو آخر کیا خصوصیت ہے

اس اعلان میں آج یہ جملے میں عرض کر رہا ہوں ۔آخر اہلبیت کا اسلام سے کونسا رشتہ ہے پروردگار نے قرار دیا کہ اس کے بغیر رسالت کے سارے کام بے کار ہو رہے ہیں ۔ اس کیلئے آپ کو 23 سال پہلے جانا پڑے گا دعوت ذوالعشیرہ میں دو وعدے ہوئے تھے ایک وعدہ رسول کی جانب سے ایک وعدہ علیؑ کی جانب سے ایک وعدہ رسول کی جانب سے ایک وعدہ علیؑ کی جانب سے ایک وعدہ رسالت کی طرف سے ایک وعدہ امامت کی طرف سے امامت کا وعدہ تھا۔اے اللہ کے رسولؐ میں آپ کا مددگار ہوں' امامت کا وعدہ تھا تاریخ اسلام سے پوچھ لیجیے امامت نے اپنا وعدہ پورا کیا یا نہ کیا۔یا تو کے کی تاریخ کو دیکھے یہ نظر آئے گا ہر منزل پر رسالت کے ساتھ امامت دکھائی دے گی۔شب ہجرت آ کے دیکھ لیجے امامت اپنے وعدے کو پورا کر رہی ہے یا نہیں۔ ادھر پیغمبر بلائیں علیؑ کو اور سوال کریں اے علیؑ کافروں نے مل کر آپس میں یہ طے کیا کہ آج کی رات میرے قتل کا انتظام کیا جائے کیا تم میرے بستر پر سونے کو تیار ہو میرے مولا نے صرف ایک سوال پوچھا یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا میری جان کی حفاظت کی ذمہ داری آپ لیتے ہیں اللہ کے رسول کیا آپ کے بستر پر سونے سے مجھے تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔صرف ایک سوال کیا کہا میرے بستر پر سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی صرف ایک سوال پیغمبر سے کیا۔پیغمبر نے کہا۔ جی ہاں بے شک' یہ سن کے میرا مولا شکر کے سجدہ میں گر گئے ۔اکثر





علماء یہاں پہ موازنہ کیا کرتے ہیں۔ دیکھے ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم علیؑ کو انبیاء اکرام سے زیادہ مقام اور مرتبے پر فائز کر دیتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ خود دیکھ لیجیے نبیؐ کا اور علیؑ کا عمل آپ کے سامنے آئیگا اور بتا دیگا۔کہ فضیلت کس کے پاس ہے۔

تاریخ ایک اور واقعہ بتا رہی ہے ابراہیم اپنے بیٹے کو بلا کے سوال کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں کیا تو راضی ہے بیٹے نے کیا کہا۔ انشاءاللہ من الصابرین بابا آپ حکم خدا پر عمل کریں آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔اسمعیل کو راہ خدا میں شہید ہونے کا پیغام ملا تو کہا میں صبر کروں گا تاریخ یہ بتا رہی ہے کہ رسول نے علیؑ کو بتایا تم نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا ہے تو علیؑ سجدہ شکر بجالائے اور صبر کیا جاتا ہے جب انسان کے سامنے کوئی مصیبت آجائے تو صبر کیا جاتا ہے۔جب انسان کے سامنے کوئی نعمت آجائے تو انسان شکر کرتا ہے۔اسمعیل کو راہ خدا میں قتل کا پیغام مل رہا ہے ۔اسمعیل نے کہا میں ضرور صبر کروں گا علیؑ کو راہ خدا میں جان دینے کا پیغام مل رہا ہے۔علیؑ نے کہا میں شکر کروں گا۔یعنی اسمعیل جسے مصیبت سمجھ رہے ہیں علیؑ اسے نعمت الٰہی خیال کر رہے ہیں دنیا ہم کو کہتی ہے کہ آپ علیؑ کو انبیاء سے زیادہ فضیلت دیتے ہیں عمل بتا رہا ہے نبی کا عمل بھی آپؐ کے سامنے ہے علیؑ کا عمل بھی آپ کے سامنے ہے ہاں یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسولؐ اپنے حجرے سے ہجرت

کے ارادہ سے نکلے ادھر میرا مولا ایک مرتبہ چادر اوڑھ کر سو گیا ساری رات مکہ کے لوگ پہرہ دے رہے ہیں۔ اور یہ سمجھ رہے ہے رسولؐ اپنے بستر پر آرام کرر ہے ہیں۔ تو ہم یہ کہتے ہیں جو یہ سمجھے کہ علیؑ نبی ہے وہ کافر ہے میرے جملے پر توجہ دیجیے ساری رات مکے کے کافر یہ سمجھتے رہے ہیں کہ علیؑ نہیں نبی ہے ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ جو علیؑ کو نبی سمجھے وہ کافر ہے یا یہ کیسے کہ میں پلٹ کے اس بات کو دوسرے انداز سے دہرادوں کہ شاید آپ کیلئے زیادہ اطمینان بخش ہو کہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ علیؑ نبی سے اتنے مشابہہ ہیں کہ کافر بھی علیؑ کو دیکھتے ہیں تو نبی کا دھوکہ کر بیٹھتے ہیں اور کہو تو اسی شب ہجرت سے اپنی بات کو ثابت کر دوں۔ دو روایتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تمام مسلمانوں کا ایک عقیدہ تو یہ ہے کہ رسولؐ جب سوتا بھی ہے تو اس کا قلب بیدار ہوتا ہے۔ اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ مگر دل جاگ رہا ہوتا ہے ایک یہ عقیدہ اپنے ذہن میں رکھیے اور دوسری روایت جو حضرت عائشہ سے جو بخاری میں موجود ہے اسے ذہن میں رکھیے اور آ کر دیکھ لیجیے کہ علیؑ اور نبی میں کتنی مشابہت ہے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ رسولؐ کے چہرے پر اتنا نور ظاہر ہوا کرتا تھا کہ اگر کبھی رات کی تاریکی میں ہمیں سوئی ڈھونڈنے کی ضرورت پیش آ جائے اور رسول حجرے میں آ جائیں تو سارا حجرہ اس طریقے سے جگمگا جاتا ہے کہ ہم رات کی تاریکی میں سوئی بھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔ دیکھیے پہلی حدیث کو ذہن میں رکھیے اس حدیث کو





ذہن میں رکھیے اب میں یہ کہوں گا۔ کہ حضرت عائشہ کی حدیث ہے شک کریں تو کیسے کریں اور صحیح بخاری کی روایت ہے۔

نبیؐ پر علیؑ کا جان کو قربان کرنا::

اب سوال یہ ہے کہ رسول کے چہرے سے یہ نور کب سے ظاہر ہونا شروع ہوا ہوگا۔ یا ولادت کے دن سے یا اعلان نبوت سے یہی دو اہم مرحلے ہیں یا وقت ولادت کے دن سے یہ نور ظاہر ہوگا یا اعلان نبوت سے دونوں صورتوں میں ہجرت کی رات ہجرت کی شب جب رسولؐ چلے ہونگے تو اسوقت رسولؐ کا نور ظاہر ہو چکا ہوگا کیونکہ ہجرت ولادت کے بھی بعد ہوئی اعلان نبوت کے بھی بعد ہوئی اب رسولؐ کا چہرہ اتنا نورانی کہ رات کی تاریکی میں اگر رسولؐ کا چہرہ رسولؐ کا نور پہنچ جائے تو کمرہ جگمگا اٹھتا ہے مجھے کہنے دیجیے جب رسول کا چہرہ اتنا نورانی ہے تو کافروں کو بھی پتا ہے کہ رسولؐ کے چہرے کی پہچان یہ ہے علیؑ چادر اوڑھے ہوئے آرام کرر ہے ہیں۔ اگر وہ نور رسالت جو کافر ہر رات کو دیکھتے ہیں۔ آج نظر نہ آ جائے تو فوراً پہچان لیں کہ یہ رسولؐ نہیں ہے غیر رسول ہے کافروں کا بھی نہ پہچاننا کافروں کا شناخت نہ کرنا یہ بتا رہا ہے کہ جس انداز سے وہ ہر رات وہ نور رسولؐ کو دیکھا کرتے تھے۔ آج علیؑ کے چہرے سے بھی اس شان سے کیوں ظاہر ہو رہا ہے اور اس پہلی حدیث کو ذہن میں رکھیں کہ رسولؐ کا قلب جاگتا ہے فقط آنکھیں سوتی ہیں اب ایک جملہ اور سن لیجے کہ تاریخ کہتی تو

بتاتی ہے کہ آسمان پر سوال ہوگیا اے جبرائیل ومیکائیل پروردگار عالم سوال کررہا ہے اے جبرائیل ومیکائیل میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا یہ بتاؤ کہ تم میں سے کون ہے جو دوسرے کیلئے جان قربان کرے گا۔ یہ آپ کی سنی ہوئی روایت ہے دونوں سر جھکا کر کھڑے ہو گے پروردگار اپنے حکم کو تو ہی خوب جانتا ہے بس عجیب جملہ بارگاہ الٰہی سے صادر ہوا۔ اے جبرئیل ومیکائیل تم دونوں علیؑ کی طرح کیوں نہیں ہو جاتے جو اپنے بھائی کے لیے جان قربان کر رہا ہے یہ جملے سنتا ہوں تو بے اختیار کہنے کو دل چاہتا ہے کہ دیکھے سارے انسان ساری انسانیت اچھا نہیں سارے مسلمان سارے مومن سارے صحابی رسولؐ سب کی آخری منزل یہ ہے سب کی آخری تمنا یہ ہے کہ ہم فرشتوں جیسے ہو جائیں اگر کوئی فرشتوں کی منزل پے پہنچ گیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اس سے بڑی منزل کوئی نہیں تو سارے مسلمان سارے مومن سارے صحابی فرشتوں جیسا بننا چاہتے ہیں اور خدا فرشتوں سے کہہ رہا ہے کہ تم علیؑ جیسے کیوں نہیں ہو جاتے ہو۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے وہ زیادہ فضیلت والے ہیں۔ جو فرشتوں جیسے ہو جاتے ہیں یا وہ صاحب فضیلت کہ جس جیسا ہونے کی تمنا فرشتوں کو ہے۔ اب اس اعلان کے بعد حکم ملا اے میرے فرشتوں جاؤ اور جا کے اس سونے والے کو مبارک باد دو ۔تاریخ یہ بتاتی ہے کہ فرشتے چلے ایک سوال میں اور کرلوں۔ مسلمانوں سے اس سے پہلے کہ میں ایک اور بات کی وضاحت کروں۔ جس کی تفصیل کیلئے یہ روایت





پیش کی گئی ایک سوال اور کردوں میں مسلمانوں سے اے مسلمانوں ذرا یہ تو بتاؤ کہ فرشتوں کا کام کیا ہے تاریخ یہ کہتی ہے۔ حدیث یہ کہتی ہے۔ تفسیر یہ کہتی ہے قرآن یہ کہتا ہے مسلمان یہ کہتا ہے کہ فرشتوں کا کام ہے خدا کی عبادت فرشتے ہروقت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اندازہ کریں آج علیؑ کے سونے کا یہ مقام ہے کہ جس کی خاطر فرشتوں کو حکم ملا کہ اے فرشتو میری بارگاہ میں نماز پڑھنے والو میرے سامنے رکوع وسجود کرنے والو آج تم اپنی نمازوں کو بند کرو۔ آج تم اپنے مصلوں کو لپیٹ لو آج تم اپنی عبادت کا سلسلہ ختم کرو جاؤ اور جا کے علیؑ کو مبارک باددو کہ مولا آپ سو رہے ہیں۔ آپ کے سونے کا یہ مقام کہ اس پر فرشتوں کی عبادتیں قربان ہو جائیں۔ جب آپ کے سونے کی یہ منزلت ہے تو آپ کی بیداری کا کیا مقام ہوگا۔ ہم بھی نہیں سمجھ سکتے تھے اگر پیغمبر نہ کہہ دیتے کہ دیکھو اس علیؑ کی نیند اتنی افضل کہ اس کے لیے فرشتوں کی عبادت قربان اس کی بیداری کا تو یہ مقام ہوگا کہ ﴿ضربة علیؑ فی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین﴾ ایک نیند پر فرشتوں کی عبادتیں قربان ہو جائیں۔ مقام غدیر پر یہی تو کہا بخٍ بخٍ یا ابن ابی طالب۔ مجھے ایک جملہ پیش کرنا ہے یہ تو آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔ کہ بخٍ بخٍ میں خود کتنی بڑی فضیلت پوشیدہ ہے اس لیے کہ اگر فرض کیجیے کسی کے آباؤاجداد میں کوئی عیب ہو کوئی خرابی ہو یہ تو علماء بیان کرتے ہیں میں فقط آپ کی یاددہانی کیلئے دہرادوں کسی

کے باپ میں کوئی خرابی ہو نسب میں خرابی ہو اور خود وہ آدمی کسی بلند مقام پر پہنچ بھی جائے تو کبھی اس کو مبارک باد اسے خاندانی عیب کے حوالے سے نہیں دی جاتی ۔ اس کے باپ کے عیب کے حوالے سے کبھی اسے پکار نہیں جاتا ہے ارے وقت مبارک باد اس کے باپ کا نام بھی نہیں لیا جاتا یہ وقت فضیلت ہے اس کے باپ میں تو خرابی تھی کیسے اس کو یاد دلائیں ۔ اب فرشتوں کا یہاں آنا یہاں آ کر یہ نہیں کہا کہ بخ بخ لک یا علیؑ اے علیؑ آپ کو مبارک ہو یہ نہیں کیا امیر المومنین آپ کو مبارک ہو یہ نہیں کہا خلیفہ رسول آپ کو مبارک ہو یہ نہیں کہا رسولؐ کے بھائی آپ کو مبارک ہو کہا تو کیا کہا ۔ ابو طالب کے بیٹے آپ کو مبارک ہو فرشتوں کا علیؑ کو ابو طالب کے حوالے سے مبارک باد دینا یہ بتا رہا ہے ہے کہ آسمان میں فرشتوں کو بھی ایمان ابو طالب پر یقین ہے دیکھیے مبارک باد دی جا رہی ہے علیؑ کا قصیدہ پڑھیں فرشتے تو دوسری بات ہے علیؑ کے فضائل گنائیں تو دوسری بات نہیں مبارک باد دے رہے ہیں لک کہہ کر یعنی اے فرزند ابو طالب تمہیں مبارک ہو تمہیں ۔ اب آپ تمہیں کسے کہیں گے کس شخص سے آپ کہہ سکتے ہیں تمہیں مبارک ہو جو مان رہا ہو جو سمجھ رہا ہو فرشتوں علیؑ تو سو رہے ہیں سونے والے کو مبارک باد دینا کیسا' وہ تو سن ہی نہیں رہا وہ تو سو رہا ہے ہاں علیؑ کا تذکرہ فضائل میں کرو قصیدو کی صورت میں کرو تو فرشتوں کا یہی تو جواب ہو گا علیؑ تو سو رہے تھے مگر سن رہے ہیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں ۔ ہماری مبارک





باد سن رہے ہیں تو مسلمانوں یہی تو نبی کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی سوتا ہے مگر صرف آنکھیں بند ہوتی ہیں قلب جاگتا ہے قوت سماعت کام کرتی ہے تو علیؑ نبی سے اتنے مشابہ ہیں کہ فرشتوں نے آ کر مبارک باد دے کر بتایا کہ جس طرح نبی کا قلب نہیں سوتا اس طرح کبھی علیؑ کا قلب نہیں سوتا ہے ۔ مگر علیؑ کا یہ سونا کس لیے تھا وہی علیؑ جو یہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسی رات نہیں کہ میں سویا ہوں ۔ سوائے شب ہجرت کے اس لیے کہ یہ حکم پروردگار ہے ساری راتیں علیؑ جاگے تو کس لیے عبادت پروردگار کیلئے علیؑ کی زندگی اسی ایک جملے میں تو ہے کہ علیؑ مرضی پروردگار کے مطابق عمل کریں گے ۔ پروردگار کی مرضی علیؑ کے مطابق ہو گی جب پروردگار سونے پر راضی ہو تو سو رہے جب جاگنے پے راضی ہو تو علیؑ جاگ رہے ہیں ۔ اور کس طرح جاگ رہے ہیں ۔ بس میں اتنا بتانا چاہتا ہو ہوں کہ میرے مولا کی نیند تو تم نے پڑھ لی ۔ اب بیداری پڑھ لے ۔ دربار شام ہے اور علیؑ کا مخلص ترین صحابی ضرار ہماری جانیں قربان ان اصحاب علیؑ پر ضرار دربار میں کھڑے ہیں ایک مرتبہ حاکم شام مسکرا کے کہتے ہیں ضرار علیؑ کو مولا مانتے ہو ۔ علیؑ کو امام مانتے ہو علیؑ کی محبت دل میں ہے ۔ ذرا بتاؤ تو سہی تمہارا امام کس طرح زندگی گزارتا تھا؟ ضرار نے کہا تم برداشت نہ کر سکو گے کہا نہیں ذرا مجھے سناؤ زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتا ۔ چند جملے ذرا یہ بھی دیکھ لیجے علیؑ کا اپنا صحابی علیؑ کے ساتھ زندگی گزارنے والا' علیؑ کے دور خلافت میں سانس لینے والا

علیؑ کی تعریف کر رہا ہے۔ جب تین مرتبہ اصرار ہوا تو ضرار کو بھی جلال آ گیا نیام سے تلوار کو نکالا دربار کی زمین میں تلوار کو گاڑ دیا اور تلوار کے سہارے علیؑ کا یہ دیوانہ کھڑا ہوا اور حاضرین کو دیکھ کے علیؑ کا قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ مگر کیسا قصیدہ' قصیدہ فرشتوں نے رات کو علیؑ کو نیند میں کہا تھا ایک قصیدہ علیؑ کا صحابی علیؑ کا ساتھی علیؑ کا سپاہی دربار شام میں پڑھ رہا ہے اے حاکم' ﴿قد رایت فی الیل وھو قائم فی المحراب﴾ اے حاکم میں نے اپنے مولا کو دیکھا کہ رات کا وقت آ گیا ہے تاریکی چھا گئی ہیں ستارے نکل آئے ہیں۔ ساری دنیا سو رہی ہے لیکن میرے مولا محراب عبادت میں کھڑے ہیں اپنی ریش مبارک کو تھامے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے مولا کو دیکھا کہ کس طرح تڑپ رہے ہیں جس طرح سانپ کا کاٹا ہوا تڑپتا ہے اور اس طرح رو رہے ہیں جس طرح وہ ماں روتی ہے جس کا جوان بیٹا مارا جائے اور روتے روتے میرا مولا کہہ رہے ہیں علیؑ کے پاس سامان سفر بہت کم ہے لیکن سفر بڑا لمبا ہے۔ قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے ہو کے جانا ہے اور جبار و قہار کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے۔ خدا الرحمان الرحیم ہے۔ وہ خدا اگر غفار الذنوب ہے وہ خدا اگر رحمان الرحیم ہے تو وہی خدا جبار بھی ہے وہی خدا غفار بھی ہے وہی خدا قہار بھی ہے وہی خدا ایک ایک عمل کا حساب لینے والا ہے میرے مولا روتے جا رہے ہیں۔ یہ ضرار کہہ رہا ہے علیؑ کے ماننے والا کہہ رہا ہے راتوں کو دیکھا میرا مولا جاگتے ہے روتے





جاتے ہے تڑپتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ قبر کے لیے قیامت کے لیے سامان بہت کم ہے ارے یہ کون کہہ رہے ہیں۔ یہ وہ مولا کہہ رہے ہیں کہ جس کی نماز کی حالت میں اگر پاؤں سے تیر نکال لو تو پتہ نہ چلے۔ جس کی زکوۃ کی یہ حالت کہ حالت رکوع میں زکوۃ دے کر آیۂ ولایت کو نازل کروالے۔ جس کے روزے کی یہ حالت روزہ رکھا اور سورہ دھر نے قصیدہ پڑھا جس کے جہاد کی یہ حالت کہ جبرئیل نے لافتی الا علی لاسیفِ الا ذوالفقار کہہ کر فضائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ جس کی زندگی کا ایک عمل افضل ہو عبادة الثقلین سے، وہ اگر یہ کہہ دے کہ میرے پاس سامان بہت کم ہے اور جبار و قہار خدا کی بارگاہ میں جانا ہے تو ہر مومن جانتا ہے علیؑ اپنے لیے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ قبر علیؑ کا مسئلہ نہیں ہے قیامت کے مالک علیؑ ہیں جنت و جہنم کے مقسم علیؑ ہے حوض کوثرؑ کے ساقی علیؑ ہیں پل صراط سے سوائے جسے علیؑ لکھ کے دیں گے اس کے علاوہ کوئی گزر نہیں سکتا یہ علیؑ اپنے ماننے والوں کے لیے کہہ رہے ہیں۔ علیؑ اپنا کلمہ پڑھنے والوں کیلئے کہہ رہے ہیں۔ کہ دیکھو تمھارا امام ایسا ہے تمھارا امام اتنا بلند ہے اتنی اس کی عبادتیں ہیں علیؑ کے فضائل اگرچہ بے شمار ہیں تو یہ نہ سمجھس کہ عبادتیں کم ہیں عبادتیں بھی بے شمار مگر تم علیؑ کے ماننے والے تم علیؑ کا کلمہ پڑھنے والے ذرا سوچو تو سہی جب مولا ایسا ہو تو ماننے والوں میں بھی اپنے امام کے کردار کی کچھ جھلک ہونی چاہے۔ ماننے والو اپنے امام کے کردار کی کچھ تو پیروی کرو۔

علیؑ پر گردن کٹوانے والے نام علیؑ پر اپنے جسم کو زخمی کرنے والے تمھاری یہ ساری محبت تمھارا مولا دیکھ رہا ہے قبر میں تمھیں اجر دے گا۔ موت کے بعد تمھیں اپنی زیارت کرائے گا میدان حشر میں تمہیں حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔ مگر علیؑ کے ماننے والو تم بھی تو سیرت علیؑ کو دیکھ کر عبادت علیؑ کو دیکھ کر اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرو ایسے تو نہ بن جاؤ کہ علیؑ کو کہنا پڑ جائے کہ اینسے ہمارے ماننے والے نہیں ہیں۔ مومن کیلئے وہ قیامت قیامت نہیں ہے جس میں اسرافیل صور پھونکیں گے مومن کیلئے قیامت وہ دن ہے۔ جس دن علیؑ کہہ دیں گے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ارے ایسا کوئی عمل نہ ہونے پائے ایسی کوئی غلطی نہ ہونے پائے کہ علیؑ یہ کہہ دیں کہ یہ ہمارا ماننے والا نہیں ہے۔ اور ایسا کون سا عمل ہے۔

مصائب علیؑ اکبر کی شہادت::

محمدؐ کا گھرانہ کربلا میں ہو اور ہم کوئی اور ذکر کریں فاطمہؑ کے گھرانے کا اجڑنے کا وقت قریب آ رہا ہو اور ہم کچھ اور سوچیں مگر اس قربانی کے حوالے سے چند جملے میں نے بیان کیے علیؑ کا کردار اور علیؑ کی سیرت کی جھلک تو تم میں ہونی چاہیے۔ تم علیؑ والے ہو علیؑ جیسے بن جاؤ۔ علیؑ جیسا ہونے کی کوشش کرو۔ کوشش یہ کرو کہ ایسے ہو جاؤ کہ علیؑ فخر سے کہہ سکیں ہاں یہ ہمارا ماننے والا ہے۔ ایسے بن جاؤ جیسے علیؑ چاہتے تھے اور میں نے علیؑ کا سونا بتایا اور ایک علیؑ کا جاگنا بتا دیا اور اب میرا دل چاہتا ہے۔ علیؑ کا میدان میں جانا بھی بتاؤں دو۔ مگر اس





علیؑ کا نہیں جو بدر واحد میں گیا۔ یہ اس علیؑ کا ہے جو کربلا کے میدان میں کھڑا ہے اور صبح عاشورا اس کا بابا کہہ رہا ہے بیٹا علیؑ اکبر تمہارا باپ یہ چاہتا ہے کہ آج ایک مرتبہ اور تمہاری اذان کو سن لے۔ علیؑ اکبر کے مصائب کیسے پڑھے جائیں ۔صاحبان ایمان علیؑ اکبر کا نام آتا ہے تو بے اختیار مجھے یہ خیال آ جاتا ہے کہ حسینؑ نے کربلا میں پورا گھرانہ قربان کر دیا ایک مرتبہ شام یا کوفہ میں تماشائی عورتیں سر دیکھ رہیں تھیں ایک عورت نے جب حضرت علیؑ اکبر کے سر کو دیکھا تو کہا کہ خدا کرے اس کی ماں مر گئی ہو تو بی بی نے سر اٹھا کے کہا اے اس کی ماں کو کوسنے والی اس کی ماں نے تیرا کیا بگاڑا ہے جو تو اس کی ماں کی موت کی دعا کر رہی ہے۔ وہ دشمن ہے مگر کہتی ہے کسے نہ کہوں جب ہم سے یہ جوان اور اس کا کٹا ہوا سر نہیں دیکھا جا رہا ہے تو اس کی ماں کے دل میں کیا گزری ہو گی ۔جب اس نے اپنے جوان کا کٹا ہوا سر دیکھا ہو گا تو ام لیلیٰ کو کہنا پڑا۔ ارے یہ میرا ہی اکبر بیٹا ہے میں ہی اس کی دکھیاری ماں ہوں۔ دشمنوں سے نہ دیکھا جائے۔ ذرا سوچیں حسینؑ کے دل پے کیا قیامت گزر رہی ہو گی۔ تبھی تو تاریخ کہتی ہے کسی شہید کی رخصتی کے وقت میرے مولا نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا نہ مانگی پروردگار میں اس وقت اسے میدان میں بھیج رہا ہوں جو خلق میں خلقت میں اور گفتار میں تیرے رسول کی شبیہ ہے۔ اور اگلا جملہ یہ تھا پروردگار جب مجھے اپنے نانا کی زیارت کی تمنا ہوتی تھی تو میں اپنے علیؑ اکبر کو دیکھ لیا کرتا تھا حسینؑ کا فقط

بیٹا ہی نہیں مارا جا رہا ارے حسینؑ اب نانا کی زیارت کس طرح پوری کریں گے ؟ زینبؑ کو بھی جب نانا رسولؐ یاد آتے تھے تو اکبر کے چہرے کی زیارت کرتی تھیں ہائے آج زینبؑ اس چہرے کو کربلا کے میدان کی مٹی میں خون میں غلطاں کس طرح دیکھے گی۔ مگر یہ اہل بیت کا گھرانہ ہے ایک مرتبہ وہ وقت آ گیا کہ حسینؑ کو کہنا پڑا بیٹا علی اکبر تم بھی میدان میں جاؤ اکبر تیار ہوئے حسینؑ نے کہا نہیں اس طرح نہیں بیٹا اکبر پہلے خیمے میں جا کے خاندان والوں سے رخصت تو حاصل کرو اب مجھے تفصیل نہیں پتا اکبر خیمے میں گئے تو کیا ہوا ہوگا۔ مگر تاریخ بتاتی ہے۔ حبیب ابن مسلم کہتا ہے کہ یہ منظر تو میں نے دیکھا کہ جب اکبر خیمے میں گئے اور باہر آنا چاہتے ہیں۔ تو بار بار خیمے کا پردہ اٹھتا ہے بار بار خیمے کا پردہ گر جاتا ہے۔ ارے وجہ کیا تھی ادھر اکبر باہر آنا چاہتے ہیں۔ ادھر کوئی بی بی آ کے لپٹ جاتی ہے بیٹا علی اکبر ایک مرتبہ اور ہمیں اپنی زیارت کرا کے جاؤ۔ تاریخ تو یہاں تک بتاتی ہے ادھر اکبر خیمے سے نکلے اور خیمے زینبؑ میں آئے ...بؑ آگے بڑھی بیٹا علی اکبر ایک مرتبہ گھوڑے پہ سوار ہو کر ایک مرتبہ گھوڑے کو چلا کر تو دیکھاؤ اکبر گھوڑے پر سوار ہوئے خیمے کے صحن کا ایک چکر لگایا ام لیلیٰ آ گئیں۔ بیٹا تیری دکھیاری ماں بھی ایک مرتبہ اور زیارت کرنا چاہتی ہے اکبر نے پھر گھوڑے کو چکر لگایا ام کلثوم آ گئیں۔ بیٹا علی اکبر تیری یہ پھوپھی بھی تجھے دیکھنا چاہتی ہے۔ ارے ایک ایک بی بی آ رہی ہے۔ ایک ایک بہن آ رہی ہے





خاندان بنی ہاشم کی ایک ایک شہزادی آ رہی ہے۔ اکبر سب کو زیارت کروا رہے ہیں۔ آخر میں حسینؑ آئے بیبیو مسافر کو میدان میں جانے دو اکبر کا راستہ نہ روکو میں نے پڑھا نہیں سنا ہے اب اکبر چلنا چاہتے ہیں۔ خیمے کا پردہ ہٹایا کسی بی بی نے راستہ نہیں روکا مگر کان میں آواز آ گئی۔ بھیا علی اکبر سب سے تو مل لیا کیا ہم سے نہ ملو گے۔ علی اکبر نے مڑ کے دیکھا تو کیا دیکھا ارے میرا بیمار امام سجادؑ اپنی کمر پکڑے ہوئے بستر پہ بیٹھے ہیں بھیا علی اکبر جاتے جاتے ہمیں تو اپنی زیارت کراتے جاؤ اکبر امام سجادؑ کے پاس آئے بھائی نے بھائی کے گلے میں باہیں ڈالیں۔ خدا معلوم کیا گفتگو ہوئی آخر میں میرا مولا کہتا ہے جاؤ اکبر بھیا ہم نے بھی تمہیں خدا حافظ کہا اور اکبر باہر آئے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ مقتل کی جانب چلے ابھی تھوڑی دور گئے ہوں گے نہ اکبر کو ایسا لگا جیسے کوئی میرے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ ارے علی اکبر نے مڑ کے دیکھا تو کیا دیکھا میرا مظلوم امام میرا مظلوم آقا بیٹے کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے اکبر نے گھوڑا روکا ہاتھوں کو جوڑا بابا آپ کیوں اتنی زحمت کر رہے ہیں۔ حسینؑ نے کہا بیٹا علی اکبر تمہارا اکبر جیسا کوئی بیٹا نہیں اس لیے تمہیں نہیں پتا باپ کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔ لیکن جاؤ علی اکبر میں نے تجھے خدا حافظ تو کہا اکبر بیٹا جب تک دکھائی دے سکے اپنی شکل دکھاتے رہنا۔ اپنے بابا کو اپنے چہرے کی زیارت کراتے رہنا ادھر اکبر چلے جب تک دشمن کی فوج درمیان میں نہ آئی مڑ مڑ حسینؑ اکبر کی

زیارت کرتے رہے نہیں یہ اکبر کی زیارت نہیں ہے یہ رسولؐ کی شبیہ کی زیارت ہے۔ جب میرے مولا کی یہ حالت کہ اکبر کے ساتھ خود جا رہے ہیں تو حسینؑ تو امام ہیں کوئی پوچھے ام لیلیٰ کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہے میں نے سنا ہے حسینؑ نے مڑ کے دیکھا تو کیا دیکھا اکبر کی ماں لیلیٰ خیمے کے پردے کے قریب کھڑی ہے لیلیٰ کا اکبر میدان میں گیا۔ لیلیٰ میدان میں نہیں دیکھ رہی نامحرموں کی فوج ہے لیلیٰ کی نگاہ حسینؑ کے چہرے پر ہے حسینؑ باپ ہے اگر اکبر بیٹا کسی مصیبت میں مبتلا ہوا تو حسینؑ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر گزری ام لیلیٰ نے دیکھا کہ حسینؑ کے چہرے کا رنگ بدلا ہے تو گھبرا کے کہا آقا میرا اکبر تو خیریت سے ہے حسینؑ آئے کہا ام لیلیٰ اکبر کے مقابلے میں ایک بہت بڑا نامی گرامی پہلوان آیا ہے میں نے اپنے نانا سے سنا ہے ماں کی دعا بیٹے کے حق میں جلدی قبول ہوتی ہے۔ جاؤ جا کر میرے اکبر بیٹے کیلئے دعا مانگو۔ ام لیلیٰ نے سوچا ہوگا دعا تو میں یہاں سے بھی مانگ سکتی ہوں دعا تو حسینؑ بھی مانگ سکتے ہیں پھر مجھ سے کیوں کہا کہ صحن خیمے میں جا کر دعا مانگو غالبا میرا آقا میرا خیمے کے پردے پر کھڑا رہنا پسند نہیں کرتا میرا سلام لیلیٰ جیسی ماں کو اکبر میدان میں گئے حسینؑ باپ ہے۔ مگر بیٹے کے ساتھ ساتھ چلے لیکن لیلیٰ کو جب حکم امام آ گیا پردے سے ہٹ کے صحن خیمہ میں آئیں۔ ایک مرتبہ بال کھولے آواز دی شہزادی زینبؑ شہزادی ام کلثوم رقیہ رباب سکینہ میں پنے اکبر بیٹے کیلئے دعا کر





رہی ہوں تم سب مل کر آمین کہوں ام لیلیٰ نے دعا تو کی مگر دعا کے بعد صحن کے پردے کی جانب قدم نہ بڑھایا جب تک خیمے نہ جل گئے۔ ام لیلیٰ وہاں سے نہ اٹھی جہاں حسینؑ بٹھا کے گئے تھے۔ علیؑ اکبر میدان میں گئے دشمنوں کا مقابلہ کیا تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کے آئے حسینؑ کا سلام کیا کہا بابا میرے بابا ایک حاجت ہے زخموں کی کثرت ہے خون بہہ رہا ہے گرمی بڑی شدید ہے اگر کہیں سے ذرا سا پانی مل جائے تو میں بتا دوں گا علیؑ کا پوتا کس طرح جہاد کرتا ہے ہائے میرا بے کس امام جوان بیٹا پانی کے قطرے مانگ رہا ہے مگر حسینؑ خاموش کھڑے ہیں بیٹا علیؑ اکبر ذرا یہاں آؤ اپنی زبان میرے منہ میں ڈالو۔ اکبر نے زبان منہ میں ڈال کر فوراً ابا ہر نکال لی اور گھبرا کر کہا بابا آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ سوکھی ہوئی ہے۔ اب اکبر چلے۔ علیؑ کے پوتے کا جہاد شروع ہوا۔ عمر ابن سعد گھبرا گیا۔ گھبرا کے کہا شمر آخر اکبر کو کس طرح روکا جائے یہ تو ہماری ساری فوج کا خاتمہ کرے گا۔ شمر نے کہا ارے سامنے سے مقابلہ نہ کرو دھوکے سے حملہ کرو سامنے سے لشکر آیا اکبر تیزی سے دوڑے دشمن کا مقابل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اتنے میں دائیں طرف چھپے ہوئے دشمن نے نیزہ آگے بڑھایا اکبر تیزی سے دوڑے جا رہے تھے نیزہ کی نوک سینے میں داخل ہوئی کلیجے میں داخل ہوئی اور اتنی دور تک نوک نیزہ اتر گیا جب نیزہ کھنچا تو نیزہ ٹوٹ گیا۔ مگر نیزے کی نوک باہر نہ آئی ایک مرتبہ گرتے گرتے کہا بابا میرا آخری سلام لیجے حسینؑ نے

سنا اپنے مقام سے کھڑے ہوئے ایک مرتبہ نجف کا رخ کیا اور کہا بابا علیؑ میری مدد کو آیئے جوان بیٹے کا لاشہ اٹھانے جا رہا ہوں حسینؑ اکبر کے سرہانے آئے اکبر کے قریب آئے خدا کسی بوڑھے باپ کو جوان بیٹے کی حالت نہ دکھائے کیا دیکھا اکبر کو بعد میں دیکھا اکبر کے بہتے ہوئے خون کو پہلے دیکھا۔ زمین کربلا پر گرے ہوئے اکبر کو دیکھا آگے بڑھے اکبر کے قریب پہنچے ایک مرتبہ کہا بیٹا علیؑ اکبر تیرا بابا آ گیا ہے تجھے خیمے میں لے جانے کیلئے یہ کہہ کر ایک ہاتھ اکبر کی گردن کے نیچے ڈالا ایک ہاتھ اکبر کے پیروں کے نیچے اور یا علیؑ مدد کہہ کر جوان بیٹے کا لاشہ اٹھانا چاہا مگر ہائے میرا کمزور امام ہاتھ کانپنے لگا اکبر کا جسم اٹھ نہ سکا ۔ دوبارہ کوشش کی آخر کہا بیٹا علیؑ اکبر تم بھی کچھ اپنے بابا کی مدد کرو۔ اکبر نے کہا بابا حکم دیجے کہا تم اپنے ہاتھ میری گردن میں ڈالو اکبر نے اپنا ہاتھ حسینؑ کی گردن میں ڈالا حسینؑ کہتے ہیں بیٹا دوسرا ہاتھ کہا بابا دوسرا ہاتھ سینے سے نہیں ہٹانا چاہتا حسینؑ نے سنا کہا۔ بیٹا کیا بات ہے ہاتھ ہٹاؤ تو سہی تیرا بوڑھا باپ دیکھے ۔ اکبر مجبور ہو گئے ۔ دوسرا ہاتھ اٹھایا حسینؑ نے دیکھا جوان کے کلیجے میں ٹوٹا ہوا برچھی کا پھل دکھائی دے رہا ہے کہا بیٹا اکبر بس اتنی سی بات ہے تمہیں پتا نہیں ۔ تمہارا باپ کتنا صابر ہے یہ کہہ کے ایک مرتبہ پھر برچھی کے پھل کو پکڑا یا علیؑ مدد کہہ کے برچھی کو ہلایا ٹوٹی ہوئی برچھی ہلی برچھی کا ہلنا ہے اکبر کا کلیجہ ہلا کلیجے کا ہلنا ہے اکبر کا جسم ہلا کربلا کی زمین ہلی خیمے ہلے پردے ہلے زینبؑ کی آواز





آئی بھیا اگر کہو تو زینبؑ تیری مدد کو آ رہی ہے بس اتنا سننا تھا۔ حسینؑ اکبر کا لاشہ چھوڑ کے کھڑے ہو گئے اور کہا زینبؑ خیمے سے باہر نہ آنا تیرے پردے پر اکبر قربان کیا ہے۔ مولا ابھی زینبؑ کے پردے کا اتنا خیال مگر شام غریباں جب خیمے جلے جب چادریں لٹیں جب زینبؑ ننگے سر ہو گئی۔